مقامِ اشاعت: آستانہ عالیہ حضرت چنی والی سرکار

سنگھوئی شریف ضلع جہلم

Marfat.com

81/121

~~81/121~~

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	عقیدہ و عمل
مؤلف	صاحبزادہ محبوب حسین نوشاہیؒ
ترتیب نو	سلمیٰ محبوب نوشاہی
اشاعت بار اول	اپریل 2003ء
ناشر	صاحبزادہ ناصر وحید نوشاہی سجادہ نشین
	دربار حضرت چنبی والی سرکارؒ سنگھوئی شریف، جہلم
مطبع	مقصود احمد شرقپوری
	عباس پرنٹنگ پریس، لاہور
کمپوزنگ	محمد سدھیر سائیں (مقصود پبلشرز چوک اردو بازار لاہور)
ہدیہ:	-/200 روپے

اسٹاکسٹ:

مقصود پبلشرز سرور مارکیٹ پہلی منزل چوک اردو، لاہور

Marfat.com

بحضور سرورِ پیغمبراں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مُـوْلَایَ صَـلِّ وَ سَـلِّـمْ دَائِـمًـا اَبَـدًا
عَـلٰـی حَبِیْبِکَ خَیْـرَ الْـخَـلْـقِ کُـلِّهِـمِ
مُـحَـمَّـدٌ سَیِّـدِ الْـکَـوْنَیْـنِ وَالثَّـقَـلَیْـنِ
وَالْـفَـرِیْـقَیْـنِ مِنْ عُـرْبٍ وَّ مِنْ عَـجَـمِ

Marfat.com

غریبم یا رسول اللہ غریبم
ندارم در جہاں جُز تو حبیبم
بریں نازم کہ ہستم اُمتِ تو!
گنہگارم ولیکن خوش نصیبم

اے اللہ کے رسول ﷺ ! میں غریب ہوں ، میں اجنبی ہوں
پوری کائنات میں آپ ﷺ کے علاوہ میرا کوئی محبوب نہیں

میں اس بات پر فخر کرتا ہُوں۔کہ آپ ﷺ کا اُمتی ہوں بے شک میں
بہت گنہ گار ہوں مگر یہ میری خوش نصیبی ہے کہ میں آپ کا اُمتی ہوں

Marfat.com

فہرست مضامین

انتساب
عقیدہ وعمل کی اشاعت ایک عظیم دینی خدمت 17
عرض مصنف 21

باب اول

عقائد 23
عقیدہ اور ایمان کا مفہوم 23
اسلام میں عقیدہ کی اہمیت 24
اسلام کے بنیادی عقائد 25
عقیدہ توحید 27
عقیدہ نبوت 29
حضور علیہ السلام کی رسالت پر ایمان لانا فرض ہے 31
عقیدہ ختم نبوت 33
سیّد الانبیاء علیہ السلام کے فضائل مبارکہ 35
آسمانی کتابیں اور صحیفے 38
قرآن حکیم کی فضیلت 39
فرشتوں پر ایمان 40
عقیدہ آخرت پر ایمان لانا 42
آخرت پر ایمان لانے کے ثمرات 44

Marfat.com

باب دوئم

اعمال	47
اخلاص نیت	47
نیت کے اثرات	51
نیت بدلنے کا انجام	52
حقیقت اخلاص	54
ریا کے ڈر سے ترک عبادت کی ممانعت	58
اطاعت ظاہر کرنے کی اجازت	59
حُب الٰہی	60
شرائطِ محبت	63
خشیت الٰہی	68
خوف کے ساتھ رحمت خداوندی کی اُمید رکھنا	70
فضیلتِ توبہ	72
حدیث کی روشنی میں توبہ کی فضیلت	73
استغفار کی حد	75
شرائطِ توبہ	75
توبہ پر اللہ کی خوشی	76

باب سوئم

عبادات	79
نماز	81
قرآن کی روشنی میں نماز کی اہمیت	81

Marfat.com

حدیث کی روشنی میں نماز کی اہمیت 83

منافق نماز عصر تاخیر سے پڑھتا ہے 84

فجر و عصر کی نمازوں میں محافظ فرشتوں کا تبادلہ 85

نماز میں خشوع کی اہمیت 85

وقت سے پہلے نماز کا اہتمام کرنا خشوع ہے 89

خشوع سے متعلق چند آداب 91

نماز میں سنتیں پڑھنے کی اہمیت 93

شرائط نماز 95

وضو کا بیان 97

احکامِ غسل 102

تیمّم کا بیان 103

اوقات نماز 104

مکروہ اوقات 106

نماز کے چند ضروری مسائل 106

نماز پڑھنے کا طریقہ 112

نماز کے بعد دعا اور ذکر کا بیان 116

سجدہ سہو کا بیان 117

سجدہ تلاوت کا بیان 117

نماز وتر کا بیان 118

صلوٰۃ تراویح 119

فضائل جمعۃ المبارک 120

نماز جمعہ کی فضیلت 121

مسائل جمعہ 123

Marfat.com

نفل نمازوں کی اہمیت	124
تحیۃ الوضو	125
تحیۃ المسجد	125
نماز اشراق	126
نماز چاشت	126
نماز تہجد	126
صلوٰۃ التسبیح	127
نماز حاجت	128
فضیلت روزہ	130
روزے کی اہمیت قرآن وحدیث کی روشنی میں	131
روزے کے مسائل	133
حرام اور ممنوع چیزوں سے پرہیز	135
رمضان شریف میں سحر وافطار کی برکتیں	136
روزے کے اجتماعی فوائد	137
لیلۃ القدر کی فضیلت	138
شب قدر کی دعا	139
شب عید الفطر	139
نفل روزوں کا بیان	140
عید کے چھ روزے	140
عاشورہ محرم کا روزہ	140
ذی الحجہ کے روزے کی فضیلت	142
ماہ رجب کے روزے کی فضیلت	143
ماہ شعبان کے روزے کی فضیلت	143

Marfat.com

زکوٰۃ وصدقات کا بیان	144
صدقات اور انفاق فی سبیل اللہ قرآن وحدیث کی روشنی میں	146
فرضیت زکوٰۃ	152
زکوٰۃ کن اموال پر اور کتنی فرض ہے	154
مصارف زکوٰۃ	155
زکوٰۃ ادا کرنے میں کیا حکمت ہے	157
ادائیگی زکوٰۃ کے آداب	160
فضیلت حج	161
فرضیت حج کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ارشادات	164
مسائل حج	166
حج کرنے کا طریقہ	169

باب چہارم

اخلاقی اقدار اور تعمیر شخصیت کے پہلو	171
حضور نبی کریم ﷺ بطور معلم اخلاق	174
اچھے اخلاق پیدا کرنا ممکن ہے	178
علاج کا طریقہ	180
اخلاق حسنہ کے عناصر کا مختصراً جائزہ	181
صدق	181
توکل	186
ایفائے عہد	190
عفو ودرگزر	192

Marfat.com

غرور و تکبر کی حقیقت 196

غیبت 199

باب پنجم

فضائل ذکر 203

اہمیت ذکر از روئے قرآن 205

فضائل ذکر از روئے حدیث 206

کلمہ طیبہ کی فضیلت 208

ذکر محمدی ﷺ کی فضیلت 211

ذکر محمد ﷺ کی برکت سے جنت کا وسعت پانا 212

احترام رسول ﷺ کا نتیجہ ایک ایمان افروز حکایت 214

حضرت آدمؑ کی توبہ آپ ﷺ کے وسیلے سے منظور ہوئی 215

فضائل درود شریف 216

تبرک درود شریف 223

صلوٰۃ والسلام کی اہمیت و افادیت 224

باب ششم

اُمت محمدیہ ﷺ میں ولایت کی بقا 233

حب رسالت مآب ﷺ انسانی معراج کمال کی کنجی 235

اتباع باطنی 237

صراط مستقیم کن لوگوں کا راستہ ہے 239

ولایت کسے کہتے ہیں 241

ضرورت شیخ 242

Marfat.com

بیعت کی اہمیت 245
وسیلہ کی اہمیت 247
آداب شیخ 250
ادب سے دین ملتا ہے مراد بھی 251
شیخ کی آزمائش نہ کرو 252
مرید کی کامیابی کے چند نکات 253
خانقاہی نظام کی کامیابی 254

باب ہفتم

۱۲ ربیع الاول ۔ یوم رحمت 255
میلاد النبی ﷺ کی تاریخی حیثیت 258
اُمت کے لیے شفاعت رسول برحق ہے 267
اذان میں انگوٹھے چومنے کا بیان 272
ایصال ثواب کی شرعی حیثیت 274
ترتیب ختم شریف 286
دُعا 292

Marfat.com

Marfat.com

انتساب

والدہ محترمہ
غلام فاطمہؒ کے نام

Marfat.com

Marfat.com

عقیدہ وعمل کی اشاعت ایک عظیم دینی خدمت

اس حقیقت سے چشم پوشی مقامی طور پر ناممکن ہے کہ جنوبی ایشیا کے اس خطے میں اسلام کی اشاعت بزرگانِ دین کی پُر خلوص کاوشوں کا ثمر ہے اور یہاں کے لوگوں کی روحانی تربیت کا سب سے بڑا مرکز صوفیاء کا قائم کردہ خانقاہی نظام رہا ہے جس میں ہر طرح کے مفید علوم کو رواج حاصل تھا۔ چنانچہ یہاں سے تربیت پانے والے علم وعمل کی دنیا میں چمکتے ستارے بن کر ابھرے اور انہوں نے جہالت وگمراہی میں ڈوبی ہوئی اقوام کو منزل حقیقت تک پہنچانے میں اوج ثریا کا کردار ادا کیا۔

برصغیر پاک وہند کے خانقاہی نظام میں سلسلہ نوشاہیہ کی خدمات اظہر من الشّمس ہیں۔ ہر دور میں اس خانوادۂ طریقت سے علماءؒ، اُدباء، شعراء، اساتذہ فن اور صوفیائے کاملین کی کثیر تعداد منسلک رہی جس کے روشن کیے ہوئے چراغ آج بھی مخلوق خدا کی فیضیابی کا ذریعہ ہیں۔ حقیقت ومعرفت اور علم وعمل کی دُنیا میں کارہائے نمایاں انجام دینے والی ان نابغۂ روزگار ہستیوں میں سے ایک نام صاحبزادہ محبوب حسین نوشاہی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے جن سے ایک زمانہ متعارف

Marfat.com

ہے۔ ساری زندگی ''حق گوئی و بے باکی'' ان کی پہچان رہی۔ تصوف، تاریخ اور موسیقی جیسے نازک موضوعات ان کے پسندیدہ موضوعات تھے۔ ان سے متعلق بے شمار کتابیں اپنی لائبریری کی زینت تھیں۔ جن سے نہ صرف وہ خود استفادہ کرتے رہے بلکہ علمی پیاس بجھانے کی خاطر آنے والوں کے لیے بھی ان کی لائبریری کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے تھے اور یہ عمل آج بھی ان کے صاحبزادوں کے ہاں جاری و ساری ہے...... حضرت چنبی والی سرکارؒ کے سجادہ نشین تھے اور ان کا ایک بہت بڑا حلقہ ارادت تھا جو آج بھی موجود ہے۔ خانقاہی نظام سے وابستہ افراد اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھتے اور جانتے ہیں کہ ہمہ وقت عقیدت مندوں کے جمِ غفیر میں گھرے رہنے والے پیروں کے پاس اپنی ذات اور مطالعے کے لیے کس قدر کم وقت ہو سکتا ہے؟ مگر محبوب صاحبؒ سے ملنے والوں پر یہ حقیقت بھی آشکار کہ سارا دن مریدوں اور ارادتمندوں کی روحانی تربیت کرنے والے محبوب کی راتیں ضخیم قسم کی کتابوں کے مطالعہ سے منور رہتی تھیں۔ دور و نزدیک کے سفر میں بھی کتابیں ہی ان کی ''ہمسفر'' تھیں۔ دوران مطالعہ کتابوں سے نوٹس لینا اور پھر انہیں اپنے حافظے میں محفوظ کر لینا روزانہ کا معمول تھا۔ کسی بھی موضوع پر گفتگو کا سلسلہ چل نکلے تو حوالہ در حوالہ گفتگو سننے والوں پر سکوت طاری کر دیتی تھی۔ ایک عرصہ میری ان سے علمی نشست رہی۔ ان دوران میں نے کئی بار ان سے گزارش کی کہ مختلف موضوعات کا مطالعہ اُنھیں کتابی صورت میں محفوظ کر دینا چاہیے۔ مگر شہرت اور ناموری سے دُور بھاگنے والے اس درویش باصفا نے میری اس گزارش کو پذیرائی تو بخشی مگر اُس وقت جب اُن کی صحت جواب دے چکی تھی۔ عقیدہ و عمل انہی کتابوں میں سے ایک ہے جو تکمیل کے مراحل میں داخل تو ہو چکی تھیں مگر صاحبزادہ صاحب کی زندگی

Marfat.com

نے وفا نہ کی اور یوں یہ علمی سرمایہ ان کی ظاہری حیات میں زیورِ طباعت سے آراستہ نہ ہو سکا۔ مگر ان کے جلائے ہوئے چراغ اب اس قابل ہو چکے ہیں کہ وہ اس روشنی کے سفر کو جاری رکھ سکیں چنانچہ مبارکباد کی مستحق ہیں ان کی صاحبزادی سلمٰی محبوب نوشاہی جنہوں نے اس کتاب کے حوالہ جات کو مکمل کر کے اسے اشاعت کے قابل بنا دیا۔

عقیدہ وعمل بنیادی طور پر ان اسلامی تعلیمات کا احاطہ کرتی ہے جو پیدائش سے لے کر زندگی کے آخری سانس تک ایک مسلمان کی ضرورت ہیں۔ بلاشبہ اسے محبوب صاحبؒ کی معرکہ آراء کتاب قرار دیا جا سکتا ہے۔ جس کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ عقیدہ عمل کے بغیر پروان نہیں چڑھ سکتا اور سچا عمل عقیدت کے بغیر ناممکن ہے۔ گویا عقیدہ اور عمل ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔ دونوں میں سے کسی ایک کے بغیر بھی زندگی کا مفہوم سمجھ نہیں آ سکتا۔ اس باریک اور مشکل مفہوم کو صاحبِ کتاب نے نہایت آسان، رواں اور عام فہم زبان میں جس خوبصورتی سے قلمبند کیا ہے اس سے کم پڑھا لکھا فرد بھی آسانی سے استفادہ کر سکتا ہے۔ جبکہ عام طور پر مذہبی اور خصوصاً تصوف کے موضوع پر لکھی گئی کتب میں اصطلاحات کی بھر مار، مشکل الفاظ کا بے دریغ استعمال اور غیر ضروری طویل مباحث قاری کے لیے سودمند ثابت نہیں ہوتیں۔

اس کتاب کی اشاعت جہاں محبوب صاحبؒ کی دینی علمی خدمات کو زندہ رکھنے میں اہم کردار ادا کرے گی وہاں ان کے عقیدت مندوں کے ساتھ ساتھ دیگر افراد کی فکری وعلمی رہنمائی کا سبب بھی ہو گی۔

آخر میں مَیں صاحبِ کتاب کے فرزندان ارجمند، صاحبزادہ ناصر وحید نوشاہی سجادہ نشین دربار حضرت چنی والی سرکارؒ (سنگھوئی)، صاحبزادہ تنویر حسین

Marfat.com

نوشاہی اور صاحبزادہ ابرار حسین نوشاہی کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان کے خلوص اور احساس ذمہ داری کے باعث یہ کتاب قارئین تک پہنچی۔ مجھے اُمید ہے کہ وہ محبوب صاحبؒ کی دیگر علمی ادبی خدمات کو بھی منظر عام پر لانے کی بھرپور سعی کریں گے۔ یہ اُن کا فرض بھی ہے اور سلسلہ عالیہ نوشاہیہ کی خدمت بھی ...... اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقے ان کی توقعات میں اضافہ فرمائے۔

آمین

پروفیسر ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد
چیئرمین شعبہ پنجابی
پنجاب یونیورسٹی، لاہور

Marfat.com

عرض مصنف

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے لیے ہیں۔ جو زمین و آسمان کا خالق و مالک ہے۔ جس نے انسانوں کو پیدا کیا۔ ان کی ہدایت کے لیے نبی اور رسول بھیجے، ان پر کتابیں نازل کیں، بہتر دین اور بہتر شریعت سے نوازا۔ تا کہ ان کے اندر کمال انسانیت کے جوہر کھلیں، زمین میں اپنے رب کے سچے نائب بنیں، دین و دنیا اور آخرت کی سعادت اور مسرتیں انھیں نصیب ہوں۔

ہر آن ہر گھڑی درود و سلام ہو رحمت دو عالم ﷺ پر جنھیں اللہ تعالیٰ نے ازل سے اپنا محبوب، آخری نبی اور رسول ہونے کا شرف بخشا اور آپ ﷺ کو تمام انبیاء و مرسلین کی امامت کا اعزاز حاصل ہوا۔

تبلیغ و ہدایت کا کام اللہ تعالیٰ کی ایک اہم عبادت ہے اور یہ انبیاء کرام کی نیابت ہے۔ اس کام سے مقصد دوسروں کی اصلاح کے ساتھ ساتھ خود اپنی اصلاح، عبدیت کے اظہار، حکمِ خداوندی کی بجا آوری اور اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنا ہے۔

نیز جاننا چاہیے کہ اسلامی عقائد پر کامل یقین ہونا انسان کی انفرادی زندگی کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اسی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے زیر نظر کتاب عقیدہ و عمل مرتب کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے مجھے اس بات کی توفیق بخشی کہ

Marfat.com

اس مادی دور میں (جبکہ ہر طرف مادی خیالات لوگوں کے دلوں پر سوار ہیں، شکم پروری، خودغرضی، بے دینی اور دولت کی ہوس جیسے بتوں نے ہر خاندان ہر گھر اور ہر آدمی کے دل میں ڈیرہ جمایا ہوا ہے)۔

عقائد و اعمال کی یہ کتاب جملہ اہل اسلام اور بالخصوص اہل سنت والجماعت کے بھائی بہنوں کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ تاکہ خدا اور رسول ﷺ کے حکم یعنی تبلیغ و اشاعت کے ذریعے اس فرض سے عہدہ برآں ہوسکوں جو میرے ذمے قدرت نے بحیثیت ایک دینی راہنما کے عائد کر رکھا ہے۔ میں نے حتی الوسع کوشش کی ہے کہ عقائد و اعمال کی یہ کتاب مختصر جامع سادہ اور آسان زبان میں عوام کے لیے پیش کروں۔

دعا ہے جہاں یہ کتاب عام مسلمانوں کی اصلاح کا سبب بنے، وہاں میرے لیے بھی بخشش ونجات کا باعث ہو سکے۔ میں اپنے دوستوں اور عقیدت مندوں سے پرزور اپیل کرونگا کہ یہ تبلیغی کتاب خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھائیں اور اس پر عمل بھی کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ راہ ہدایت کو اپنا سکیں۔

دعا گو

فقیر محبوب حسین نوشاہی

8/127

Marfat.com

باب اول

عقائد

''عقیدہ اور ایمان کا مفہوم''

عقیدہ کا لفظ عقد سے مشتق ہے جس کا مفہوم ہے گرہ لگانا، مضبوط اور پکا کرنا، عہد و پیمان کرنا، اسلامی اصطلاح میں عقیدے سے مراد اس اساس اور بنیاد کو قولاً وفعلاً تسلیم کر لینے کا نام ہے جس پر تمام افعال و اعمال کی عمارت کھڑی کی جاتی ہے۔ تعلیم کے لحاظ سے اسلام کے دو بڑے حصے ہیں، ایک اعتقادی اور دوسرا عملی۔ اعتقادی حصے کو اصولِ ایمان یا اجزائے ایمان کہا جاتا ہے۔ عملی حصہ سے مراد وہ تعلیم ہے جس کے مطابق ایک مسلمان زندگی بسر کرتا ہے۔

قرآن مجید میں عقیدے کی بجائے ایمان کا لفظ استعمال ہوا۔ جو اپنے اندر زیادہ وسعت اور گہرائی رکھتا ہے۔ دین و شریعت کی اصطلاح میں ایمان اس کو کہتے ہیں کہ صدق دل سے ان سب باتوں کو حق تسلیم کیا جائے اور قبول کیا جائے جو حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچائے اور بتلائے۔ پس بندہ مومن کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ان تمام باتوں کو حق جانے جن کی اطلاع اللہ کے رسول نے دی۔ اگر ان میں سے کسی ایک چیز کا بھی انکار کرے تو وہ مومن نہیں ہوسکتا۔

Marfat.com

''اسلام میں عقیدہ کی اہمیت''

انسان کے تمام افعال اور حرکات کا مرکز اس کے خیالات ہوتے ہیں۔ خیالات و جذبات پر ہمارے اندرونی عقائد حکومت کرتے ہیں۔ جس قسم کے عقائد ہوں گے اسی رنگ میں ہمارے خیالات و جذبات رنگین ہوں گے اگر خیالات و جذبات غلط عقائد پر مبنی ہیں تو اعمال بھی برے اور خراب صادر ہونگے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں ہمیشہ اعمال صالح سے پہلے ایمان کا ذکر آیا ہے کیونکہ ایمان کے بغیر کسی عمل کو قابل قبول نہیں سمجھا جاتا اس لیے کہ ایمان کے بغیر دل کے ارادے اور خیالات میں اخلاص نہیں پایا جاتا جس پر حسنِ عمل کا دار و مدار ہے۔ قرآن مجید نے نیک عقیدہ اور ایمان کی مثال اس شجر طیبہ (پاک درخت) سے دی ہے جو دل کی سرزمین میں اُگتا ہے اس کی جڑیں گہری جمی ہوئی ہوتی ہیں کیونکہ عقیدہ اور ایمان کی بنیاد وہم و قیاس پر نہیں بلکہ حق پر ہوتی ہے چنانچہ اس سے نیک اعمال مضبوط کردار اور پاکیزہ اخلاق کی جو شاخیں پھوٹتی ہیں وہ آسمان کی بلندیوں تک پہنچتی ہیں اور یہ ایسا درخت ہے کہ ہر آن پھل دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

> ''کیا تم نے غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ بات کی کیسی مثال بیان کی ہے۔ جیسے ایک اچھی قسم کا درخت ہو جس کی جڑیں زمین میں گہری ہوں اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہوں اور وہ ہر وقت اپنے پروردگار کے حکم سے پھل دے رہا ہے۔''

اس آیت میں کلمةً طیبةً (پاکیزہ بات) سے مراد نیک عقیدہ اور ایمان ہے۔ (سورۃ ابراہیم ۔۲۴، ۲۵)

Marfat.com

ایمان سے محروم لوگوں کی مثال

ایمان کی دولت سے محروم لوگوں کے اعمال و کردار کو قرآن مجید نے اس راکھ سے تعبیر کیا ہے جس کو ہوا کے جھونکے اڑا، اڑا کر فنا کر دیتے ہیں اور ان کا کوئی وجود باقی نہیں رہتا قرآن مجید میں سورۃ ابراہیم کی آیت نمبر ۱۸ میں مذکور ہے:

"جنھوں نے اپنے رب کا کفر کیا ان کے کاموں کی مثال راکھ کی ہے جس پر آندھی والے دن زور کی ہوا چلی اور وہ اپنے کاموں سے کوئی فائدہ نہ اُٹھا سکے۔ یہی سب سے بڑی گمراہی ہے۔"

"اسلام کے بنیادی عقائد"

قرآن مجید میں سورۃ بقرہ کی آیت نمبر (۲:۱۷۷) میں آیا ہے:

"بلکہ نیکی یہ ہے کہ انسان اللہ کو اور یوم آخر کو اور فرشتوں کو اور اللہ کی نازل کردہ کتابوں اور اس کے نبیوں کو مانے۔"

حضرت عمرؓ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس میں اجزائے ایمان کا ذکر اس طرح آیا ہے: ایک آنے والے شخص نے جو درحقیقت جبرائیل امین تھے حضور احمد مجتبیٰ ﷺ سے پوچھا آقائے دو جہاں ایمان کی وضاحت فرمایئے۔

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو اس کے فرشتوں کو اس کی نازل کردہ کتابوں کو اس کے رسولوں کو اور آخرت کو حق جانو اور حق مانو"

قرآن وحدیث کی رو سے اجزائے ایمان پانچ ہیں، اللہ پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، نازل کردہ کتابوں پر ایمان، رسولوں پر ایمان اور آخرت کے

Marfat.com

دن پر ایمان۔

چنانچہ عقیدہ دین کی اولین اساس ہے۔ شریعت جتنی عظیم ہے عقیدہ اتنا ہی محکم ہے۔ مضبوط بنیاد کے بغیر عمارت کا استحکام ممکن نہیں۔ اسلام نے عقیدے کی پختگی اس کی تطہیر اور استقامت و سلامتی پر سب سے زیادہ زور دیا ہے۔ قرآن مجید کا ایک تہائی حصہ عقائد ہی سے متعلق ہے۔ حضور ﷺ نے اپنی مکی زندگی کے تیرہ (13) سالوں میں ایمان و عقیدے ہی کی تعلیم دی۔

اللہ پر ایمان، اسکے دلائل، توحید باری تعالیٰ، اس کی مختلف اقسام، شرک اور اس کی مختلف شکلوں کا بیان، وسیلہ، شفاعت، فرشتوں اور قیامت پر ایمان، جنت و دوزخ پر یقین، تقدیر، قضا و قدر کی حقیقت کا اعتراف عالم برزخ قبر میں سوال و جواب منکر نکیر، آنکھوں سے نظر نہ آنے والی عالم آخرت کی تمام تفصیلات حشر و نشر، قیامت صور، پل صراط، میزان وغیرہ جیسے عظیم حقائقِ ایمانی پر یقین کامل ہونا ایک بندہ مومن کی ایمانی زندگی کا لازمی جزو ہے، اگر جسم کی نشو و نما کے لیے ہوا پانی غذا اور دوا کی ضرورت ہے تو روح کی پاکیزگی اور باطن کی اصلاح کے لیے عقائد کی درستگی اور شرعی اصولوں کی پابندی اس سے زیادہ ضروری ہے۔

چنانچہ ایک بندہ مومن کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہی ذاتِ واحد ہے جس نے انسان کو وجود بخشا وہی اس کا خالق و مالک اور روزی رساں ہے وہ بڑا علیم و خبیر بڑی حکمت و قدرت والا ہے۔ وہ اس کی سنتا، اسے دیکھتا اور اس کے بے حد قریب ہے۔ وہ یہ جانتا ہے کہ اس ذات باری تعالیٰ نے کل کائنات کو اسکے لیے اور اسے اپنی عبادت اور بندگی کے لیے پیدا کیا۔ اسی مقصد کی تکمیل کی خاطر اس نے بے شمار انبیاء اور رسول ہر قوم اور ہر زمانے میں مبعوث فرمائے۔ ان پر آسمانی کتابیں نازل کیں۔ خدا نے اپنے پیغمبروں اور آسمانی کتابوں کے ذریعے جسقدر احکام اسے عطا کیے ان کا ماننا اور ان پر عمل کرنا اس پر فرض ہے اور جن چیزوں سے اسے منع کیا گیا ان سے رُک جانا اس کے لیے لازم ہے۔

Marfat.com

عقیدے کی دُرستگی کے بغیر دل، دماغ، روح اور ضمیر کی نہ تو صفائی ہوگی نہ افکار و خیالات میں پاکیزگی آئے گی۔اس کے اخلاق و عادات میں کمال اور بڑائی پیدا ہوگی نہ اسکی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں کوئی اصلاح اور درستی پیدا ہوگی۔ایک بندہ مومن یہ جانتا ہے کہ اگر اسکے رب نے اسے پسند کیا وراس سے محبت کی تو جملہ خلائق ازخود اس سے محبت کرے گی۔لیکن اگر اس کا رب ناراض ہوا تو ہر کوئی اس سے ناراض ہوگا اس لیے کہ جملہ خلائق کا دل خالق کائنات کی دو انگلیوں کے بیچ معلق ہے وہ جب چاہے انھیں اُلٹ پلٹ سکتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ہی انسان کا خالق و مولیٰ ہے اس کے سوا کسی کو یہ قدرت نہیں۔ وہی اس کا معبود ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں نہ اس کے سوا کوئی پروردگار ہو سکتا ہے اور نہ الوہیت کی شان اور ربوبیت کی صفت کسی اور کے اندر پیدا ہوسکتی ہے۔حق تعالیٰ کو اس کے اسماء وصفات کے ساتھ ماننا، اس کی وحی پر عمل پیرا ہونا اس کی اطاعت وعبادت کرنا اس کی بھیجی ہوئی شریعت کی کامل پیروی کرنا، عقائد کا مرکز ومحور ہے۔

عقیدۂ توحید

اللہ ایک ہے الوہیت میں اس کا کوئی ثانی نہیں۔ وہ بیوی بچوں سے پاک ہے منزہ ہے۔ وہ سب کا مالک ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہ ہے اس کا کوئی وزیر نہیں۔ صانع ہے اسکو کوئی تدبیر سکھانے والا نہیں۔ وہ بذات خود موجود ہے وہ کسی موجد کا محتاج نہیں۔ اللہ کے سوا جتنی چیزیں ہیں اپنے وجود میں سب اُسکی محتاج ہیں تمام عالم اُس سے موجود ہے وہ قدیم وازلی اور ابدی ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔جس طرح اُس کی ذات قدیم، ازلی وابدی ہے صفات بھی ازلی وابدی ہیں۔

اس کی ذات وصفات کے سوا ساری چیزیں حادث ہیں یعنی پہلے نہ تھیں

Marfat.com

پھر موجود ہوئیں۔ جو شخص عالم میں کسی شے کو قدیم مانے یا اس کے حادث ونو پید ہونے میں شک کرے وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

دنیا بھی اُسی کی ہے آخرت بھی اُسکی۔ اول آخر سب اسی کا ہے وہ قیوم ہے۔ اس پر سب کا قیام و دارومدار ہے۔ وہ کبھی نہیں سوتا وہ قہار ہے اُسکی ساحت عزت تک کسی کی رسائی نہیں اُسکا مثل کوئی نہیں۔ اس نے عرش پیدا کیا اور استوار کو سلطنت کی حد بنایا اُس نے کرسی پیدا کی پست زمین اور بلند آسمانوں سے اُسکو وسیع تر پیدا کیا۔ اُس نے لوح وقلم کو پیدا کیا اور روز قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا اپنے علم کے مطابق قلم سے لکھوایا اُس نے بغیر کسی سابقہ نمونے کے عالم کو پیدا کیا۔ مخلوقات کو پیدا کیا۔ ارواح کو اجسام میں امین بنا کر اتارا اور جب انسان کے جسم میں روح اُتری ہے تو اسے اپنا خلیفہ بنایا۔ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اسکو اپنی قدرت سے انسان کا مطیع فرما دیا۔ جو ذرہ حرکت کرتا ہے اُس سے اُسی کی طرف حرکت کرتا ہے سب کچھ اُس نے پیدا کیا۔ اُس کو کسی کی حاجت نہ تھی اُس پر اُن کے پیدا کرنے کو کسی نے واجب نہیں کیا۔ پیدا کرنے سے پہلے اُس کو ان سب کا علم تھا وہ ہر شے پر قادر ہے وہ ذات سب کو اپنے علم سے احاطہ کیے ہوئے ہے وہ تمام اشیاء کے عدد سے واقف ہے۔ وہ رازوں اور خفی تر چیزوں کو جانتا ہے آنکھوں کی خیانت اور سینے جن چیزوں کو چھپاتے ہیں اسے سب معلوم ہے وہ سب کو ازل سے جانتا تھا اور ابد تک جانے گا۔ اشیاء بدلتی ہیں اس کا علم نہیں بدلتا۔ ذاتی علم اسی کا خاصہ ہے جو اس کے ذاتی علم کسی پیغمبر یا بزرگ کی طرف منسوب کرے وہ کافر ہے۔ تمام چیزیں اسکے ارادے و اختیار سے ہیں۔ بغیر اللہ کے ارادے کے کوئی ارادہ بھی نہیں کر سکتا۔ بندہ کسی کام کا لاکھ ارادہ کرے جب تک خدا نہ چاہے وہ کام نہ ہوگا نہ اس کے کرنے کی استطاعت وقوت ہی پیدا ہوگی۔ پس ہر چیز اُسکی مشیت و حکمت و ارادت سے ہے ہر انسان کا عمل اس نے مرتب کر دیا جو کچھ ہونے والا تھا اُس نے لوح محفوظ میں لکھ دیا بعض

Marfat.com

لوگوں کو تقدیر کا مفہوم سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے کہ جب اُس نے ایک شخص کے لیے نیکی و بدی لکھ دی پھر نیکی کی جزا اور بدی کی سزا کیوں دیتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس نے انسان کو اختیار دیا تھا اسکو اپنے ازلی علم سے معلوم تھا کہ فلاں برائی کرے گا اور فلاں نیکی۔ کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ جو اس نے لکھ دیا اس پر ہم کو چلنا پڑتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ ہم کرتے ہیں یا کرینگے اُس دانا و بینا کے علم میں پہلے سے ہی آ چکا ہے۔ انسان اپنے آپ کو نہ تو بالکل مختار سمجھے اور نہ بالکل مجبور، دونوں عقیدے گمراہی ہیں۔ برا کام کر کے اسکو تقدیر کی طرف منسوب کرنا سخت گناہ ہے۔ اگر کسی سے گناہ سرزد ہو جائے تو اس کو شامت نفس سمجھے اور نیک کام ہو تو اس کو منجانب اللہ تصور کرے۔

وہ رب العالمین ہے چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی مخلوق کو روزی دیتا ہے وہی ہر چیز کی پرورش کرتا ہے اور حقیقۃً روزی پہنچانے والا ہے۔ والدین حاکم بادشاہ سب وسیلے اور واسطے ہیں۔ اس کے ہر فعل میں کثیر حکمتیں ہیں خواہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ اس کے فعل کے لیے غرض و غائت نہیں اور نہ اس کے افعال علت و سبب کے محتاج ہیں۔ اس کی سب باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جہاں تک عقل پہنچتی ہے وہ خدا نہیں اور جو خدا ہے اس تک عقل رسا نہیں۔ اس کا دیدار آخرت میں ہر مسلمان کے لیے ممکن بلکہ واقع ہے البتہ اُسکا دیدار بلا کیف ہے یعنی دیکھیں گے یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیسے دیکھیں گے۔

چنانچہ مومن کی سب سے بڑی دولت عقیدۂ توحید ہے انبیاء کی تشریف آوری اور آسمانی کتابوں کا بنیادی موضوع عقیدۂ توحید کے گرد گھومتا ہے اور یہی نبوت محمدی ﷺ کا مقصد اور نزول قرآن کی بنیادی غرض ہے۔

عقیدۂ نبوت

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے انسانوں کو ہدایت و راہنمائی کے

Marfat.com

لیے جن پاک ہستیوں کو اپنا پیغام پہنچانے کے لیے مبعوث فرمایا ان کو نبی یا رسول کہتے ہیں۔ یہ مقدس ہستیاں حق تعالیٰ اور اُس کے بندوں کے درمیان وسیلہ و واسطہ ہوتی ہیں۔ دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بنی نوع انسان کی رشدو ہدایت کے لیے آئے اور سب سے آخر میں حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے۔

اللہ کے نبی تمام مخلوق الٰہی سے افضل و اعلیٰ و برتر ہوتے ہیں۔ فرشتوں میں بھی ان کا ہم مرتبہ نہیں۔ بڑے سے بڑا ولی ان کے برابر نہیں ہو سکتا۔ انبیاء کرام تمام گناہوں سے پاک اور معصوم ہوتے ہیں۔ نبی کی تعظیم کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے بلکہ یہ فرض دیگر تمام فریضوں سے بڑھ کر ہے۔ جو شخص کسی نبی کی شان میں کوئی گستاخی کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اگرچہ اسلام کا نام لیتا رہے۔ انبیاء کرام خود بھی غیب کی باتوں کا علم رکھتے ہیں اور دوسروں کو بھی ان کی خبر دیتے ہیں۔ حساب کتاب، جنت دوزخ، ثواب عذاب، حشر نشر اور فرشتے غیب نہیں تو اور کیا ہیں۔ نبی وہ کچھ بتاتے ہیں جس تک عقل کی رسائی نہیں مگر یہ علم غیب ان کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا عطیہ اللہ تعالیٰ کے دیئے سے ہے۔ لہٰذا انبیاء کرام کا علم عطائی ہے یعنی حق تعالیٰ کا عطا کیا ہوا جبکہ خدائے تعالیٰ کا علم ذاتی ہے یعنی اپنی صفات سے۔

اللہ کے تمام نبی زندہ ہیں۔ ان پر ایک آن کو محض قرآنی وعدے کی تصدیق کے لیے موت طاری ہوتی ہے۔ اس کے بعد ان کو حقیقی زندگی عطا ہوتی ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے:

> ''بے شک اللہ نے زمین پر حرام کر دیا کہ انبیاء کے جسموں کو کھائے لہٰذا اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اُسے رزق ملتا ہے۔''
>
> (ابن ماجہ مشکوٰۃ شریف ص 121)

چنانچہ تمام انبیاء کرام کے جسموں کے محفوظ ہونے اور ان کے زندہ ہونے

Marfat.com

پر پوری اُمت کا اتفاق ہے۔ انبیاء کرام کے مختلف مراتب ہیں۔ بعض کے رُتبے دوسروں سے اعلیٰ ہیں اور سب میں اکمل و افضل اور برتر و بالا ہمارے آقا و مولیٰ نبی رحمت حضرت محمد ﷺ ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ کو سیّد الانبیاء کہا جاتا ہے یعنی سارے نبیوں کے سرور و سردار۔ تمام زمین ان کے مِلک ہے جنت ان کی جاگیر ہے اور ہر قسم کا رزق و خیر حضور ﷺ کے مبارک ہاتھوں سے تقسیم ہوتا ہے قیامت کے دن گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے نبی رحمت ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہیں ہم پر بھی درود بھیجنا واجب ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت پر ایمان لانا فرض ہے

قرآن مجید کی نظر میں سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد ﷺ کا ادب و احترام ایمان کی جان اور انسانیت کی روح ہے۔ جس طرح عقیدہ توحید کے ذریعے ایک اللہ پر ایمان لانا ضروری ہے اس طرح حضور پرنور حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر یقین رکھے اور آپ ﷺ کے احکام کی اطاعت کیے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ قرآن مجید فرقان حمید نے آپ ﷺ کے منصب مقام اور آپ ﷺ کی اتباع کی اہمیت کو واشگاف الفاظ میں بار بار بیان کیا تاکہ اُمت اپنے رسول ﷺ کی حیثیت مرتبے اور مقام کو پہچان کر اپنی زندگی سیّد کونین ﷺ کی سیرت کے سانچے میں ڈھالے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ قرآن کی عملی تفسیر ہے آپ ﷺ کا ہر قول و فعل قرآنی احکام کے عین مطابق ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے ساتھ ساتھ اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کو لازم قرار دیا سورۃ انفعال میں حکم خداوندی ہے:

> ''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو
> اور اس سے روگردانی مت کرو''

سورۃ حشر میں فرمایا:

Marfat.com

''اور جو کچھ رسول تمہیں دیں لے لو اور جس چیز سے تمہیں منع کریں رُک جاؤ''

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا جذبہ کارفرما نہ ہو۔ آپ ﷺ کی پیروی اور تقلید کو فلاح دارین کی خاطر لازم قرار دیا گیا۔ چونکہ قرآن حکیم کے احکام کی پیروی اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک انھیں رسول اللہ ﷺ کی سُنت کی پیروی میں نہ دیکھا جائے اس لیے آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ کو اس کی تمام جزئیات کے ساتھ محفوظ کر دیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی تعلیمات اور گفتار و کردار کے ساتھ گویا قیامت تک اپنے آئین کے ساتھ خود موجود ہیں اور جہاں دین کی تعلیم اپنے عمل کے لیے کوئی نمونہ طلب کرتی ہے تو وہاں رسول اللہ کی سنت آگے بڑھ کر اس کا عملی نمونہ پیش کر دیتی ہے۔ حضور ﷺ کی رسالت کا ایک وصف جامعیت ہے۔ دوسرے مذاہب پوری انسانی زندگی کا احاطہ نہیں کرتے ان کے مقابلے میں رسالت محمدی ﷺ زندگی کا نہایت جامع اور منظّم ضابطہ پیش کرتی ہے۔ حیات انسانی کا ہر گوشہ خواہ وہ انفرادی ہو یا اجتماعی معاشرتی ہو معاشی، روحانی ہو یا جسمانی اسلام کی ہدایت سے محروم نہیں چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت پر ایمان لانا اور اس کے مطابق عمل کرنا بے حد ضروری ہے جس کے بغیر قیامت کے عذاب سے نجات اور جنت کی ابدی راحتوں سے لطف اندوز ہونا قطعی ممکن نہیں۔

جو بندہ آپ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر اپنی طاقت اور استطاعت کے مطابق عمل نہیں کرے گا قیامت کے دن سراسر خسارے اور نقصان میں ہوگا۔ کمال آدمیت اور دنیا و آخرت کی سعادتوں کے لائق ہونے کے لیے حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت پر ایمان اور آپ ﷺ کی کامل پیروی از بس ضروری ہے۔

Marfat.com

عقیدۂ ختم نبوت

حضور نبی کریم ﷺ تمام نبیوں کے آخر میں تشریف لائے اور نبوت و رسالت کا جو سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچا تھا وہ حضور نبی کریم ﷺ پر ختم ہو گیا۔ آپ ﷺ آخری نبی اور رسول ہیں۔ چونکہ حضور نبی کریم ﷺ تمام انبیاء کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا اس لیے حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کے وجودِ اقدس پر ختم نبوت کی مُہر ثبت کر دی۔ حضرت جابر بن سمیرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مُہرِ نبوت کی زیارت کی جس کا حجم کبوتر کے انڈے جتنا تھا۔

امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ الکریم کے پوتے حضرت ابراہیم بن محمدؒ فرماتے ہیں کہ جب بھی حضرت علیؓ حضور نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان فرماتے تو طویل حدیث بیان کرتے اور فرماتے کہ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مُہرِ نبوت تھی اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(ماخوذ شمائل ترمذی باب نبوت کے بیان میں سیّد امیر شاہ گیلانی)

مُہرِ نبوت کے بارے میں بہت سی روایات مختلف احادیث کی کتابوں میں متواتر سند کے ساتھ بیان کی گئی ہیں ان سب کا ذکر باعث طوالت ہوگا۔ سابق انبیاء کرام کے اجسام پر یہ علامت نہیں پائی گئی۔ آپ کے وجود اطہر پر مُہرِ نبوت ایک معجزہ ہے۔ چنانچہ حضور ہی پیشوائے مُرسلین اور حضور ﷺ ہی خاتم النبیین ہیں۔

قرآن حکیم نے ختم نبوت کا انتہائی صاف اور واضح اعلان فرمایا:

> ''لوگو، محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔'' (القرآن)

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں رسول اللہ ﷺ کی جو خصوصی صفت بیان ہوئی، وہ ہے آپ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا۔ اللہ نے آپ ﷺ کو ختم نبوت کا اعزاز عطا فرما کر تمام رسولوں اور نبیوں پر آپ ﷺ کی فضیلت ثابت کر دی اور آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے پر شہادت دے دی۔ اس طرح قرآن پاک کی ننانویں آیات ختم نبوت کا ثبوت فراہم کرتیں ہیں اور دو سو دس (۲۱۰) صحیح احادیث میں بھی اس امر کی وضاحت موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا ان میں سے ایک سو (۱۰۰) سے زیادہ احادیث متواتر ہیں۔

(سیرت خاتم الانبیاء۔ مولانا مفتی محمد شفیع)

امام ابن حزمؒ نے لکھا ہے کہ:

''جن حضرات نے آنحضرت ﷺ کی نبوت معجزات اور قرآن مجید کو نقل کیا ہے ان میں سے کثیر تعداد حضرات کی نقل سے آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان بھی ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں'' (صحیح بخاری باب مناقب خاتم النبیین)

اس سلسلے میں چند احادیث کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

''میرے اور دوسرے انبیاء علیہ السلام کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک مکان بنایا اور اُسے مکمل کر لیا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی بس میں قصر نبوت کی وہی آخری اینٹ ہوں۔ سن لیجئے میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

(صحیح بخاری باب مناقب خاتم النبیین)

یعنی جو ہوا دفتر تنزیل تمام
آخر میں ہوئی مُہر اکملت لکم

فرمایا: رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا میرے بعد اب نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی رسول۔ (ترمذی کتاب الرویا)

Marfat.com

پس نبوت کا سلسلہ آپ ﷺ پر ختم ہو چکا۔ آپ کے بعد جو بھی نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرے وہ دجال و کذاب ہے۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا صحابہ کرام نے ان کے خلاف جنگ کی تھی کیونکہ عقیدہ ختم نبوت بنیادی مسئلہ ہے جس کو تسلیم کیے بغیر کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ حضور ﷺ پر رسالت و نبوت کے مقدس سلسلہ کی تکمیل ہوگئی اب آپ کے بعد کوئی بھی کسی بھی قسم کا، یعنی ظلی، بروزی، مجازی، تشریعی نبی نہیں آسکتا اور نہ ہی آپ کے بعد کسی پر کسی قسم کی وحی کا نزول ہو سکتا ہے آپ ﷺ کی ذات مقدس پر اس سلسلے کی تکمیل ہو چکی۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں:

لا نبی بعد احسان خدا است
پردہ ناموس دین مصطفیٰ است

سیّد الانبیاء ﷺ کے فضائل مبارکہ

حضور نبی کریم ﷺ میں دو قسم کے اوصاف پائے جاتے ہیں ایک وہ جن میں نبی و رسول آپ ﷺ کے ساتھ شریک ہیں مثلاً ایمان، اسلام، رسالت اور نبوت۔ دوسری قسم کے وہ اوصاف ہیں جو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خاص ہیں ان میں کوئی دوسرا آپ ﷺ کا شریک نہیں بلکہ کسی دوسرے کا ان میں شریک ہونا محال ہے۔ یہ وہ صفات ہیں جنھیں خصائص کہا جاتا ہے۔ یہ اوصاف آپ ﷺ ہی کے ساتھ مخصوص ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کے بعض خصائص و فضائل و کمالات یہ ہیں۔

- ☆ سب سے پہلے جس کو نبوت ملی وہ آپ ﷺ ہیں۔
- ☆ قیامت کے روز جو سب سے پہلے قبر سے اُٹھے گا وہ آپ ﷺ ہی ہوں گے
- ☆ شفاعت کی اجازت سب سے پہلے آپ ﷺ ہی کو دی جائے گی۔

Marfat.com

☆ پل صراط سے سب سے پہلے حضور ﷺ اپنی اُمت کو لے کر گزریں گے۔

☆ حضور اقدس ﷺ کو اللہ عزوجل مقام محمود عطا فرمائے گا کہ تمام اولین و آخرین حضور ﷺ کی حمد و ستائش کریں گے۔

☆ حضور اکرم ﷺ کو ایک جھنڈا مرحمت ہوگا جس کو لواء الحمد کہتے ہیں۔ تمام مومنین حضرت آدم علیہ السلام سے آخر تک سب اسی کے نیچے ہوں گے۔

☆ حضور ﷺ ہی کے لیے ساری زمین پاک کرنے والی اور مسجد ٹھہری۔

☆ حضور ﷺ ہی پیشوائے مرسلین و خاتم النبیین ہیں۔

☆ روز محشر حضور ﷺ آگے آگے ہوں گے اور ساری مخلوق پیچھے پیچھے۔

☆ باقی انبیاء کرام کسی ایک قوم کی طرف بھیجے گئے اور حضور اقدس ﷺ رسول بنا کر تمام مخلوق کی طرف مبعوث فرمائے گئے ہیں اور آپ ﷺ ہی ساری کائنات کے نبی ہیں۔

☆ آپ کو جسم اقدس کے ساتھ معراج ہوئی اور وہ قرب خاص حاصل ہوا کہ کسی بشر و ملک کو کبھی نہ حاصل ہوا اور نہ کبھی حاصل ہوگا۔ جمال الٰہی بچشم سر دیکھا اور کلام الٰہی بلا واسطہ سُنا اور تمام زمینوں، آسمانوں کو بالتفصیل ذرہ ذرہ ملاحظہ فرمایا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے آپ ﷺ پر ایمان لانے اور آپ ﷺ کی مدد کرنے کا وعدہ لیا۔

☆ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے محبوبیت کبریٰ کے مرتبہ پر سرفراز فرمایا۔ حبیب اللہ کا خطاب دیا تمام جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی رضا کا طالب ہے۔

☆ حضور ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری، عین اطاعت الٰہی ہے اور اطاعت الٰہی حضور ﷺ کی اطاعت کے بغیر ناممکن ہے۔

☆ احکام شریعت حضور اکرم ﷺ کے قبضہ میں کر دیئے گئے ہیں کہ جس کے

Marfat.com

لیے جو چاہیں حلال فرما دیں اور جو فرض چاہیں جسے چاہیں معاف فرمادیں۔

☆ حضور اقدس ﷺ اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں۔ تمام جہان حضور نبی کریم ﷺ کے ماتحت ہیں سارا عالم ان کا محکوم ہے۔ جو چاہیں کریں اور جو چاہیں حکم دیں تمام جہان میں ان کے حکم کو پھیرنے والا کوئی نہیں۔

☆ حضور اکرم ﷺ رحمت العالمین ہیں خدائی نعمتوں کی تقسیم انھیں کے مبارک ہاتھوں سے ہوتی ہے اور بارگاہ الٰہی سے جو کچھ ملتا ہے انھیں کے واسطہ سے ملتا ہے۔

☆ حضور اقدس ﷺ جس طرح اپنے تمام کمالات میں جملہ انبیاء و مرسلین سے افضل و اعلیٰ برتر و بالا ہیں اسی طرح آپ ﷺ کمالات علمی میں بھی سب سے فائق، سب کے صدر نشین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کے علوم آپ ﷺ کو عطا فرمائے۔ علوم غیبیہ کے دروازے کھولے۔ ہر چیز حضور نبی کریم ﷺ پر روشن فرما دی اور حضور اکرم ﷺ نے گزشتہ و آئندہ تمام امور کی معرفت حاصل کر لی۔ اُمت کا ہر حال ان کی نیتیں، ان کے ارادے اور دلوں کے خطرے سب حضور ﷺ پر روشن ہیں۔ اللہ عزوجل نے حضور اکرم ﷺ کو اپنی ذات کا مظہر و آئینہ بنایا اور حضور ﷺ پر نور کے تمام عالم کو منور فرمایا۔ ہر شے میں حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کا نور جلوہ فرما ہے۔ ہر چیز میں ان کے نور کا ظہور ہے بایں معنی ہر جگہ حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم تشریف فرما ہیں حاضر و ناظر ہیں مگر جو آنکھ بصارت سے محروم ہے اس کا کیا علاج۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا نظارہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

(اسباق دین ص ۷)

Marfat.com

آسمانی کتابیں اور صحیفے

اللہ تعالیٰ کی کتابوں سے مراد اسکے احکام اور فرمودات کے وہ مجموعے ہیں جو ہر زمانے کے نبی اور رسول پر نازل ہوئے اور اکٹھا ترتیب پا کر آسمانی کتابوں کے نام سے دنیا کے سامنے آتے رہے یا یکجا نہ ہوئے اور متفرق صحیفے کی شکل میں مشہور ہوئے۔ صحیفوں کی مثال جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفے اور کتابوں سے مراد تورات، زبور، انجیل اور قرآن کریم ہیں۔ جو بالترتیب حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوئیں۔

آسمانی کتابوں پر ایمان کا مفہوم یہ ہے کہ اسلام جس طرح تمام نبیوں اور رسولوں پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے اس طرح وہ ان تمام صحیفوں اور کتابوں پر ایمان لانے کا مطالبہ کرتا ہے جو مختلف ادوار میں انسانوں کی ہدایت کے لیے وقتاً وقتاً اُتاری گئیں۔ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتابوں پر ایمان لانا دین کا اہم رُکن ہے۔ قرآن حکیم ہر عقیدے کو بار بار دہرا کر یہ تعلیم دیتا ہے کہ ان سب کو تسلیم کرنا اطاعت ہے۔

سورۃ نساء میں ارشاد خداوندی ہے:

> ”اے ایمان والو! اللہ پر اس کے رسولوں پر اور جو کتاب اس نے اپنے پیغمبر پر نازل کی اور جو کتابیں اس سے پہلے نازل کی تھیں سب پر ایمان لاؤ اور جو شخص اللہ اور اُسکے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت کے دن سے انکار کرے وہ سیدھے راستے سے بھٹک کر دور جا پڑا۔“

Marfat.com

اللہ پر ایمان اسلامی عقائد کی روح ہے تو اس کی کتابوں پر ایمان لانا اس کی شاخ اور اسلام کا تیسرا بنیادی عقیدہ ہے جسکو تسلیم کیے بغیر ایمانیات کا گوشہ مکمل نہیں ہوتا۔

قرآن حکیم کی فضیلت

قرآن کریم سب سے افضل کتاب ہے جو سب سے افضل رسول حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ پر نازل فرمائی گئی۔ یہ کتاب اللہ کی بھیجی ہوئی مکمل ترین کتاب ہے اور چونکہ سب سے آخر میں نازل ہوئی اس لیے اللہ تعالیٰ نے پچھلی تمام کتابوں کو اس کے ذریعے منسوخ کیا۔ علاوہ ازیں قرآن حکیم کی شکل میں بنی نوع انسان کو جو پیغام ملا وہ کسی گروہ یا جماعت کے لیے مخصوص نہیں اور نہ ہی اسکی آواز کسی زمین یا زمان کے ساتھ محدود ہے بلکہ اس کی حیثیت ابدی اور آفاقی ہے چونکہ حضور ﷺ کو قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے ہادی و راہنما بنا کر بھیجا گیا اس لیے آپ کے لائے ہوئے پیغام کو زندہ، محفوظ، مکمل، دائمی عالمگیر اور ناقابل تغیر بنا دیا۔ اس کی حفاظت خود اللہ نے اپنے ذمے لی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

"ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اسکے محافظ ہیں"

قرآن مجید سے پہلے بہت سی کتابیں نازل ہوئیں لیکن آج ان میں سے کوئی ایک بھی اپنی اصل صورت میں باقی نہیں۔ آنحضرت ﷺ کی لائی ہوئی کتاب کا ایک ایک حرف محفوظ ہے۔ قرآن مجید اپنے پیغام، اپنی زبان، اپنے اسلوب بیان اور طرز استدلال کے لحاظ سے بینظیر ہے۔ اس کا پیغام انقلاب آفرین ہے اسکی زبان نہایت شیریں اور فصیح ہے۔ اس میں دنیا کی تمام مشکلات اور مصائب کا حل موجود ہے۔

قرآن کریم جو ایک طرف اللہ تعالیٰ کے وجود اسکی واحدنیت اسکے علم،

Marfat.com

حکمت ، رحمت اور طاقت و شوکت کی گواہی دیتا ہے اور دوسری طرف حضور اکرم ﷺ کی نبوت و رسالت اور آپ ﷺ کے فضل و کمال نیز دیگر آسمانی کتابوں کے برحق ہونے کی شہادت ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ شہادتیں اور خود اس کی حفاظت ایک ایسی تاریخی حقیقت ہے جو ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ اس لیے کہ انسانی تاریخ میں دوسری ایسی کوئی چیز نہیں پائی جاسکتی جو اسقدر قطعی اور یقینی ہو چنانچہ ایسا کامل دستور العمل یا ضابطہ حیات جو زندگی کے تمام شعبوں اور انسانی ترقی کے تمام مرحلوں میں صحیح راہنمائی فرمائے وہ صرف ایک ہی صحیفہ آسمانی ہے جس کا نام قرآن مجید ہے۔

فرشتوں پر ایمان

ملائکہ پر ایمان لانا اسلامی عقائد کا لازمی جزو ہے۔ فرشتے حق تعالیٰ کی عظیم الشان سلطنت کے غیبی کارکن ہیں اور اس کے بے حد فرمانبردار بھی۔ لہٰذا ان کے وجود کو تسلیم کرنا اللہ تعالیٰ کی بیکراں غیبی قوتوں پر ایمان لانا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملائکہ پر ایمان لانا بھی ایمان کی تکمیل کے لیے ضروری ہے جو ان کی اُس حیثیت کو تسلیم نہ کرے جو قرآن اور احادیث نبویہ میں پیش کی گئی تو اس کا شمار اسلام کے دائرہ میں نہیں کیا جاسکتا۔

فرشتے اللہ تعالیٰ کی سب سے طاقتور اور معصوم مخلوق ہیں۔ ان کی تعداد صرف اللہ کے علم میں ہے۔ جس نے ان کو پیدا کیا، ان کا بدن نور کا بنایا اور ان کو اپنی قدرت و ادارت سے کائنات کے انتظام کے لیے مقرر فرمایا۔ ان کا کام صرف اللہ کی فرمانبرداری اور حکم کی تعمیل ہے۔ ان میں نافرمانی اور سرکشی کا مادہ نہیں پایا جاتا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے مختلف کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔ بعض کا کام انبیاء کرام کی خدمت میں وحی لانا ہے کسی کے متعلق پانی برسانا، کسی کے متعلق روزی پہنچانا، کسی کے ذمے خدا اور اس کے رسول ﷺ کا ذکر کرنے

Marfat.com

والوں کی محفلیں تلاش کرنا کسی کے متعلق سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں اُمت کی طرف سے پڑھا جانے والا درود وسلام پہنچانا۔

بعض فرشتے بندوں کے اعمال لکھنے پر مامور ہیں۔ بندہ جو کچھ اپنی زبان سے بولتا ہے فرشتے اس کو قلم بند کرتے جاتے ہیں اور یہی نامہ اعمال کی صورت میں کل روز محشر پیش کیے جائیں گے۔ ان فرشتوں کو کراماً کاتبین کہتے ہیں۔ بعض فرشتے قبر میں مردوں سے سوال کرنے پر متعیّن ہیں۔ ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ ان کی شکل بڑی ہیبت ناک ہے ان کے علاوہ اور بہت سے کام ہیں جو ملائکہ انجام دیتے ہیں۔ بعض بڑے فرشتوں کے نام اور ان کے اہم کام کا ذکر کیا جاتا ہے۔

1- حضرت جبرائیل علیہ السلام:

ان کو روح القدوس یعنی پاکیزہ روح بھی کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی قوت وامانت کی تعریف فرمائی ہے چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

''بے شک یہ قرآن ایک باعزت فرشتہ کا لایا ہوا ہے۔ وہ قوت والا اور عرش والے کے پاس بڑے مرتبہ والا ہے وہاں وہ سردار اور امانت دار ہے۔'' (تکویر: 19 تا 21)

چنانچہ انبیاء کرام اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جبرائیل امین واسطہ ہوتے ہیں اور آسمانی سفارت کو بندوں تک بلا کم وکاست پہنچانے کا عظیم المرتبت فریضہ انجام دیتے ہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے پیغمبر یہ قرآن پروردگارِ عالم کا نازل کیا ہوا ہے اس کو تمہارے دل پر روح الامین نے صاف عربی زبان میں نازل کیا تاکہ تم ڈرانے والوں میں سے ہو جاؤ'' (شعراء، 192:194)

Marfat.com

واقعہ معراج کی روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ انسانی تاریخ کے اس عظیم ترین سفر میں جو مکہ مکرمہ میں مسجد حرام سے شروع ہوا اور جس کی آخری منزل سدرۃ المنتہیٰ تھی اس کے بڑے حصے میں حضور نبی کریم ﷺ کی رفاقت کا شرف جس فرشتے کو حاصل ہوا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔

2- حضرت میکائیل علیہ السلام:

بارش اور روزی پہنچانے کا کام ان کے سپرد ہے۔

3- حضرت اسرافیل علیہ السلام:

قیامت کے دن صور پھونکنے کا کام انجام دیں گے۔

4- حضرت عزرائیل علیہ السلام:

موت یعنی روح قبض کرنے کا کام ان کے سپرد ہے۔

عقیدہ آخرت پر ایمان لانا:

آخرت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس حقیقت کو تسلیم کیا جائے کہ اس دنیا کی زندگی کے بعد ایک اور زندگی اور ایک اور عالم آنے والا ہے وہاں انسان کو اس دنیا میں کیے ہوئے اچھے اور برے اعمال کی جزاء و سزا ملے گی۔

چنانچہ جن بنیادی عقائد پر ایمان لانا ضروری ہے ان میں سے ایک عقیدہ آخرت بھی ہے قرآن مجید میں ایمان بالآخرۃ پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ ارشاد حق تعالیٰ ہے:

"جو ایمان لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور عمل کیے نیک پس ان کے لیے ان کے رب کے پاس اجر ہے۔"

(البقرہ۔ ٦٥)

Marfat.com

پھر فرمایا:

"اور آخرت کے دن پر یقین رکھتے ہیں جو لوگ آخرت کو مانتے ہیں وہی کتاب الٰہی پر ایمان لاتے ہیں۔"

عقیدہ آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے متعلق قرآن مجید نے فرمایا:

"پس تمہارا خدا ایک ہی ہے لیکن جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے وہ سیدھی راہ سے ہٹ کر چلنا چاہتے ہیں ان کے دل اس کے ماننے سے انکار کرتے ہیں اور وہ تکبر کرتے ہیں۔" (النحل 22)

یوم آخر ساری کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح ہوں گے اور آسمان پھٹ جائے گا۔ آفتاب وستارے تاریک ہو جائیں گے اور ہر چیز فنا کے پردے میں چلی جائے گی۔ اس تباہی کے بعد دوبارہ صور پھونکنے پر ایک نیا نظام عالم وجود میں لایا جائے گا۔ تمام انسانوں کو پھر سے پیدا کیا جائے گا اور سب بارگاہ خداوندی میں حاضر ہونگے اس دن انسانوں کو ان کے اعمال کی جزاء سزا ملے گی یعنی اگر انسان کے اعمال اچھے ہونگے تو اچھا بدلہ یعنی بہشت پائے گا اور برے اعمال پر سزا ملے گی یعنی دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

"اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہی ہیں جو میں تمہارے لیے شمار کرتا ہوں پھر تم کو اس کا پورا پورا بدلا دونگا جو کوئی جزائے خیر پائے وہ خدا کا شکر ادا کرے اور جو کوئی برائی پائے تو اپنے سوا کسی کو ملامت نہ کرے۔"

مزید فرمایا:

"تو جن کے اعمال بھاری ہونگے وہ دل پسند زندگی میں ہونگے اور جن کے اعمال کے وزن ہلکے ہونگے ان کی

Marfat.com

منزل ہاویہ ہے۔
(القارعہ)

آخرت پر ایمان لانے کے ثمرات

آخرت پر ایمان لانے سے احساس ذمہ داری اور با مقصد زندگی کا شعور پیدا ہوتا ہے کہ اللہ نے انسان کو بیکار پیدا نہیں کیا جیسا کہ کفار خیال کرتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہیں بیکار پیدا کیا گیا ہے اور تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے۔"

جب انسان کی زندگی با مقصد ہے تو اس مقصد کی تکمیل اس صورت ممکن ہے جب اسکے بارے میں باز پرس ہو جس عمل کا احتساب نہ ہو وہ اپنا اثر مرتب نہیں کرتا اگر انسان کے اعمال کا مواخذہ نہ ہو تو خیر و شر اور نیکی و بدی کا فرق ختم ہو جائے چنانچہ اعمال کا محاسبہ انسان کو احتیاط کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ مجرم محاسبے کے ڈر سے ہی جرم کرنے سے ہچکچاتا ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے:

"اور ایمان والے اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور بری طرح حساب لیے جانے سے خوف کھاتے ہیں۔
(الرعد 21)
اللہ سے ڈرو اور خوب سمجھ لو کہ تمہیں اس کے پاس حاضر ہونا ہے۔"
(البقرہ 243)

عقیدۂ آخرت پر ایمان معاشرتی زندگی پر خوشگوار اثر مرتب کرتا ہے کیونکہ عقیدۂ آخرت کا قائل شخص بنی نوع انسان سے شفقت و ہمدردی سے پیش آئے گا ظلم و ستم، لوٹ گھسوٹ بد اخلاقی اور بدکرداری سے باز رہتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ برائیاں انسان کے نامہ اعمال کو سیاہ کر دیتی ہیں اور جہنم کی آگ کا ایندھن

Marfat.com

بناتی ہیں۔

عقیدۂ آخرت کا قائل شخص دنیاوی زندگی کو عارضی سمجھتا ہے اور یہاں کے دُکھ درد اور رنج و مصائب کو عارضی سمجھ کر ان پر صبر کرتا ہے کیونکہ دنیاوی زندگی کی طرح اس کے مصائب و آلام بھی عارضی اور فانی ہیں۔

عقیدۂ آخرت سے ہمیں فکر کی دعوت ملتی ہے کہ ایک دن خدا کے سامنے حاضر ہو کر ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہے اس وجہ سے وہ ہمہ وقت عاقبت سنوارنے کی فکر میں رہتا ہے اور کسی وقت بھی وہاں کی فکر سے غافل نہیں ہوتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور جو کوئی اللہ سے ملاقات کی توقع رکھتا ہے وہ جان لے کہ اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت آنے والا ہے اور اللہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔'' (العنکبوت، 5)

Marfat.com

Marfat.com

باب دوئم

اعمال

عقیدہ کا جامع مفہوم آپ نے سمجھ لیا۔عقیدہ ایک بنیاد ہے اور عمل اس پر ایک عمارت ہے۔عمل اس وقت تک اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہوتا جب تک عقیدہ درست نہ ہو۔ ایمان یا عقیدہ ایک درخت کی مثل ہیں اور نیک عمل اس کے پھل۔ عقیدہ ایک سیڑھی ہے جس کے بغیر عمل صالح کی چھت پر نہیں چڑھا جا سکتا۔بعض کفار بھی خدا کو واحد مانتے تھے مگر خدا کے رسول اور اس کے فرمانوں کو درست نہ سمجھتے تھے اس لیے گمراہ ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے اسلام کو پسند فرمایا۔ جو آدمی اسلام نہ لائے اس کو دنیاوی فوائد، دولت اور اولاد وغیرہ تو مل جائیں گے مگر اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ یہ مسلمانوں کی خوش قسمتی ہے کہ دنیا میں بھی وہ عزت و سرداری کے مستحق ہیں اور آخرت میں بھی جنت اور رضائے الٰہی حاصل کر سکیں گے اور دیدار خداوندی سے بھی مشرف ہونگے۔

اخلاصِ نیت

اسلام کے نظامِ عمل میں نیت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور نیت سے مراد وہ ارادہ ہے جو انسان کو عمل کرنے پر آمادہ کرتا ہے انسان پہلے کوئی کام کرنے

Marfat.com

کا ارادہ کرتا ہے پھر وہ کام کرتا ہے جب تک نیت یا ارادہ نہ ہو کوئی کام سرانجام نہیں دیا جا سکتا۔ ہر کام نیت پر موقوف ہے اللہ تعالیٰ اپنی عبادت میں نیت کو دیکھتا ہے۔ اگر نیت اچھی ہوگی تو کام اچھا ہوگا اور اس کا اجر ملے گا اور اگر نیت بری ہوگی تو اچھے سے اچھا عمل بھی بُرائی بن جائے گا۔ چنانچہ شرعی اصطلاح میں نیت کے دو معنی ہیں۔

اول: بھرپور ارادے کے ساتھ عمل کی طرف قلبی ارادے کا درست اور صحیح ہونا۔

دوم: اللہ تعالیٰ ہی سے اجر لیتے ہوئے اس کی خاطر اخلاص رکھنا۔

چنانچہ افضل ترین نیت یہ ہے کہ انسان ہر کام صرف اللہ کی خاطر کرے۔ پروردگار کے حق کے باعث اسکی تعظیم مطلوب ہو اور اپنے آپ پر وصف عبودیت لازم کرتا ہوا عمل کرے۔ اب جو عمل بھی اس نیت کے مطابق ہوگا وہ عمل صالح ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے ضرور قبول ہوگا۔ اخلاص نیت ہی اعمالِ صالحہ کا آغاز اور اللہ کی جانب سے پہلی عطا ہے اور یہی مقام جزا ہے۔ جیسی کسی کی نیت ہوگی اس کے مطابق اسے جزاء و اجر ملے گا۔ امیر المومنین حضرت عمرؓ بن خطاب فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض کی ادائیگی اور جن کاموں کو اللہ نے حرام کیا ان سے پرہیز کرنا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے صدق نیت رکھنا افضل ترین اعمال ہیں۔''

اعمال کی درستگی و خرابی نیتوں کی درستگی اور خرابی کے باعث ہے، حضرت مطرفؒ فرماتے ہیں:

''قلبی درستگی کے ساتھ عمل کی درستگی ہے اور نیت کی درستگی کے ساتھ قلب کی درستگی اور جو صاف رہا اس کے لیے صفائی ہوئی اور جس نے اختلاط کیا اس پر اختلاط ہو گیا۔''

آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا ارشاد ہے:

Marfat.com

”اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، ہر آدمی کے لیے وہ ہے جسکی اس نے نیت کی۔

چنانچہ اعمال کا ثواب نیت پر مرتب ہوگا۔ مثلاً اگر کوئی شخص حج کا ارادہ کرے سفر کی مشکلات برداشت کرے پھر مناسک حج ادا کرے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کرے تو اللہ تعالیٰ اسکو حج کا ثواب عطا کرتا ہے۔ اگر کسی نے تجارت کا ارادہ کیا پھر ساتھ حج بھی کر لیا تو اس کو حج کا ثواب نہیں ملے گا کیونکہ حج کی آڑ میں وہ اشیاء خریدنے گیا۔ اس طرح جہاد ہے اور نیت کے مطابق ثواب ملے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

”میری اُمت کے بہت سے آدمی بستر اور تکیوں پر سر رکھ کر مرتے ہیں وہ شہید ہوتے ہیں اور بہت سے آدمی میدان جنگ میں مرتے ہیں لیکن وہ شہید نہیں ہوتے تو شہادت اسی کو نصیب ہوگی جس کا ارادہ نیک ہوگا۔ جس کا ارادہ دنیا میں مال و دولت کا حصول نیک نامی شہرت طلبی ہوگا وہ شہید نہیں بلکہ وہ اپنی خواہشات کے حصول کی کوشش میں مارا گیا۔“

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”اللہ تعالیٰ عمل کے بغیر کسی قول کو قبول نہیں کرتا اور نہ ہی نیت کے بغیر قول و عمل کو قبول کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں ہر دانا کا کلام قبول نہیں کرتا مگر میں اسکی نیت و خواہش کی طرف دیکھتا ہوں جس کی نیت و ارادہ میرے لیے ہو میں اس کی خاموشی کو بھی ذکر بنا دیتا ہوں اور اس کی نظر کو چشم بصیرت بنا دیتا ہوں۔“ (قوت القلوب)

فرمایا:

اللہ تمہارے اجسام اور تمہارے اموال کی طرف نہیں دیکھتا

Marfat.com

بلکہ وہ تمہارے قلوب اور تمہارے اعمال کی طرف دیکھتا ہے۔

منقول ہے کہ:

''غربت و افلاص اور قحط کا زمانہ تھا کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص ریت کے ٹیلے پر سے گزرتا ہوا سوچنے لگا کاش میرے پاس غلے کا اتنا انبار ہوتا اور میں وہ انبار ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتا۔ رسول خداﷺ پر وحی نازل ہوئی کہ اس شخص کو خوشخبری دے دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا صدقہ قبول کر لیا۔''

اسی طرح حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے جناب رسول اللہﷺ غزوہ تبوک میں تشریف لے گئے تو فرمایا:

مدینے میں کچھ اقوام ہیں ہم نے جو وادی بھی طے کی جو مقام بھی ہم نے طے کیا جس قدر کافروں کو غصہ دلایا ہم نے جو مشقت بھی اٹھائی، جس فاقہ کا سامنا کیا وہ ان سب میں ہمارے شریک رہے حالانکہ وہ مدینے میں ہیں۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہﷺ وہ ہمارے ہمراہ نہیں پھر یہ سب کیسے ممکن ہوا۔ حضورﷺ نے فرمایا:

انھیں عذر نے مدینے میں روک لیا۔ چنانچہ وہ اپنی حسن نیت کے سبب ہمارے حصہ دار ہیں۔ مشہور واقعہ ہے کہ حضورﷺ ایک گلی سے گزرے۔ ایک صحابیؓ مکان بنا رہے تھے اور مکان میں روشندان اور کھڑکیاں رکھیں۔ حضورﷺ نے دیکھ کر پوچھا یہ کھڑکیاں اور روشن دان کس لیے ہیں۔ صحابیؓ نے عرض کیا کہ تازہ ہوا اور روشنی اندر آئے گی اور گندی ہوا باہر جائے گی یہ سن کر آپﷺ نے فرمایا۔ افسوس اگر تم یہ ارادہ کرتے کہ اذان کی آواز میرے کانوں میں آئے گی تو یہ مکان قائم رہنے تک تیرے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی رہتیں۔ فرمایا:

جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا اور ابھی عمل نہیں کیا تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی گئی اور جس کسی نے بُرائی کا ارادہ کیا پھر اس پر عمل نہیں کیا (بلکہ بُرائی سے

Marfat.com

الگ ہوگیا) تو اس کے لیے بھی بُرائی سے بچنے پر ایک نیکی لکھی گئی۔

ایک سالک کے بارے میں منقول ہے وہ علماء کے پاس جایا کرتے اور کہتے کوئی عالم مجھے ایسا عمل بتا دے کہ میں ہر وقت اللہ کی عبادت کرنے والا بن جاؤں میں چاہتا ہوں کہ مجھ پر کوئی گھڑی ایسی نہ آئے کہ اس میں اللہ کی عبادت سے الگ رہوں۔ یعنی ہر وقت عبادت میں داخل رہوں ان سے کہا گیا۔

آپ نے مطلوب پالیا۔ مقدور بھر اعمال کرتے رہیے جب تھکاوٹ ہو جائے تو عمل کی نیت کر لیجئے اس لیے کہ اچھے کام کی نیت کرنا بھی عمل کرنے والے کی طرح ہے۔

چنانچہ انسان کو چاہیے کہ ہر چیز میں ایک نیت حسنہ رکھے حتیٰ کہ کھانے پینے، لباس اور نکاح میں بھی نیک نیت ہو۔ اس لیے کہ یہ تمام اعمال ہیں اور ان کے متعلق باز پرس ہوگی۔ اگر یہ اعمال اللہ کے لیے خالص ہوئے تو اسکی نیکیوں کے پلڑے میں ہونگے اور اگر یہ اعمال راہ خواہش یا کسی دینوی غرض کے لیے ہوئے تو اس کی بُرائیوں کے پلڑے میں ہونگے۔

نیت کے اثرات

ایک قول کے مطابق نیت عمل سے بہتر ہے

حضرت ثوریؒ سے پوچھا گیا کیا انسان پر نیت کی وجہ سے مواخذہ ہوتا ہے فرمایا۔ ہاں جب عزم ہو تو مواخذہ ہوتا ہے۔ ایک حدیث ہے:

”ایک شخص اچھے اعمال کرتا ہے فرشتے تحریر شدہ اعمال کا صحیفہ آسمان پر لے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے رکھ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ صحیفہ پھینک دو“

اس نے میری خاطر عمل کی نیت کی۔ پھر فرشتوں کو فرماتا ہے:

اس کے لیے ایسے ایسے اعمال لکھو۔ اس کے لیے ایسے ایسے

Marfat.com

اعمال لکھو۔ فرشتے عرض کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار اس نے ان اعمال میں سے ایک بھی نہیں کیا، اللہ فرماتا ہے اس نے ان اچھے اعمال کی نیت کی ہے۔

حضرت ابو کبشہ نماریؓ کی روایت شدہ حدیث کے مطابق:

چار قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ آدمی جسے اللہ نے مال دیا تو وہ اپنے علم کے مطابق مال راہ خدا میں خرچ کرتا ہے چنانچہ ایک آدمی کہتا ہے۔ کاش اللہ تعالیٰ مجھے بھی ایسی دولت سے نوازے تو میں بھی یہ مال اللہ کی راہ میں خرچ کروں۔ تو اب نیکی میں یہ دونوں برابر ہو گئے۔

اور ایک آدمی کو اللہ مال عطا کرے اور علم عطا نہ کرے تو وہ اپنی جہالت کے باعث اپنا مال غلط کاموں پر خرچ کرے۔ ایک آدمی یہ کہے کاش میرے پاس بھی دولت ہوتی تو میں بھی ویسے (برے) کام کرتا جیسے وہ شخص کر رہا ہے۔ تو یہ دونوں گناہوں میں برابر ہیں۔

دیکھیے کس طرح حسنِ نیت کے سبب اس کے اچھے اعمال میں شریک کر دیا اور دوسرے کو بری نیت کے سبب برے اعمال میں حصہ دار اور برابر بنا دیا۔

نیت بدلنے کا انجام

روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد نے عرصہ دراز تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ کچھ لوگ آئے اور انھوں نے کہا۔ یہاں پر ایک قوم اللہ تعالیٰ کے سوا ایک درخت کی عبادت کرتی ہے اسے غصہ آیا اور کلہاڑا کاندھے پر رکھ کر درخت کاٹنے کے ارادے سے چلا۔ راستے میں شیطان ایک بوڑھے کی شکل میں اسے ملا اور پوچھا اللہ تجھ پر رحم کرے کہاں جا رہے ہو؟ عابد نے کہا میں اس درخت کو کاٹنا

Marfat.com

چاہتا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ کی بجائے لوگ اس درخت کی عبادت کر رہے ہیں۔ شیطان نے کہا۔ کہاں آپ اور کہاں وہ درخت؟ آپ نے اس کی خاطر اپنی عبادت چھوڑ دی اور دوسرے کام میں مصروف ہوگئے۔ عابد نے کہا یہ بھی عبادت کا کام ہے۔ شیطان نے کہا میں آپ کو ایسا ہرگز نہ کرنے دونگا۔ راوی بتاتے ہیں۔ دونوں کی لڑائی ہوگئی عابد نے شیطان کو زمین پر پٹخ دیا اور سینہ پر چڑھ گئے۔ ابلیس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں ایک بات کرتا ہوں وہ اُٹھ گئے ابلیس کہنے لگا کیا آپ نبی ہیں؟ عابد نے کہا نہیں۔ اس نے کہا تو پھر آپ پر یہ فرض نہیں کہ جو لوگ غیر اللہ کی عبادت میں لگے ہیں انھیں روکیں آپ اپنی عبادت کو چھوڑ کر ادھر کیوں آئے ہیں اس زمین پر اللہ کے کئی انبیاء ہیں اگر وہ چاہتا تو انھیں ان لوگوں کی طرف بھیجتا اور انھیں یہ درخت کاٹنے کا حکم دیتا۔ عابد نے کہا نہیں میں درخت کاٹ کر رہوں گا۔

ابلیس نے پھر مقابلے کی دعوت دی اس بار پھر عابد نے اس پر غلبہ پالیا اور پچھاڑ کر اس کے سینے پر چڑھ گئے۔ جب ابلیس نے دیکھا کہ ان کا مقابلہ کرنے کی تاب نہیں اور ان پر کچھ تسلط حاصل نہیں کر سکا تو کہنے لگا۔ مجھ سے ایک بات پر فیصلہ کرلو جو آپ کے اور میرے درمیان ہوگی۔ عابد بولے کہو۔ شیطان نے کہا آپ ایک فقیر آدمی ہیں آپ کے پاس کچھ مال نہیں دوسرے لوگ آپ کی کفالت کرتے ہیں۔ شاید آپ پسند کرلیں کہ اپنے بھائیوں پر احسان کریں۔ پڑوسیوں پر صدقہ کریں، اپنی حالت میں وسعت کرلیں اور لوگوں سے بے نیاز ہو جائیں۔ انہوں نے کہا ہاں۔ شیطان نے کہا جس کام کے لیے آپ جارہے ہیں ادھر سے ہٹ کر واپس لوٹ جائیں اور میرے ذمہ ہوا کہ آپ کے سرہانے روزانہ رات دو دینار رکھ دوں تا کہ آپ اپنے اہل وعیال کی کفالت کرسکیں صدقہ خیرات کرسکیں۔

راوی بتاتے ہیں کہ عابد نے غور کیا اور اپنے دل میں کہا اس بوڑھے نے

Marfat.com

صحیح کہا ہے میں نبی نہیں ہوں کہ اس درخت کو کاٹنا مجھ پر لازم ہو اور نہ ہی مجھے اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے چنانچہ درخت کے باقی رہنے میں کچھ نقصان نہیں اور جس بات یعنی (دو دینار) کا اس نے ذکر کیا یہ عام لوگوں کے لیے زیادہ فائدہ بخش چیز ہے۔ شیطان نے وعدہ کر لیا چنانچہ رات گزری تو صبح عابد کے سرہانے دو دینار موجود تھے۔ انھیں لے لیا دوسرے روز بھی ایسے ہی ہوا۔ تیسرے روز صبح ہوئی تو کچھ نہ پایا غصہ آیا۔ کلہاڑا کاندھے پر رکھ کر درخت کاٹنے کی نیت سے چل پڑا راستے میں پھر شیطان بوڑھے کی شکل میں ملا کہاں کا ارادہ ہے، عابد بولا وہ درخت کاٹوں گا اس نے کہا تم نے جھوٹ کہا اللہ کی قسم تم اب اس بات پر قدرت نہیں رکھتے عابد نے اسے پکڑا تاکہ جیسے پہلی بار پچھاڑا تھا ایسے ہی پچھاڑ دے اور کہا آؤ۔ راوی بتاتے ہیں۔ ابلیس نے اس کو اس طرح دبوچا جیسے چڑیا کو دبوچ لیتے ہیں۔ اٹھا کر دے مارا اب ابلیس اس کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا اس کام سے باز آؤ گے یا تجھے ذبح کر دوں۔ جب عابد نے دیکھا کہ اس کے مقابلے کی کچھ ہمت نہیں تو کہنے لگا تو غالب آ گیا اب مجھ سے ہٹ جا اور یہ بتا کہ پہلی بار میں تجھ پر کیوں غالب آ گیا تھا؟ اور تجھے پچھاڑ دیا تھا اور اب تو غالب آ گیا اور مجھے پچھاڑ دیا یہ کیا بات ہوئی؟ ابلیس نے کہا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی بار تو اللہ تعالیٰ کی خاطر غضبناک ہوا تھا اور تیری نیت آخرت کی تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرے قابو میں دے دیا اور تو مجھ پر غالب آ گیا۔ اس بار تو اپنے نفس کی خاطر غضبناک ہو کر آیا ہے اور تیری نیت دنیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے تجھ پر مسلط کر دیا اور میں نے تجھے پچھاڑ دیا۔

حقیقتِ اخلاص

حقیقتِ اخلاص یہ ہے کہ دو باتوں سے پرہیز کیا جائے، ریاکاری سے اور خواہش نفس سے۔ تاکہ وہ ایسا خالص ہو جائے جیسے اللہ تعالیٰ نے دودھ کے

Marfat.com

خالص ہونے کا ذکر کیا۔ فرمایا اگر گوبر یا خون میں سے ایک بھی چیز پائی گئی تو وہ خالص نہ ہوگا اور نہ ہی ہماری طبیعت ایسے دودھ کو پسند کرے گی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارا معاملہ ہوگا اگر عبادت میں ریاکاری یا کوئی نفسانی خواہش پائی گئی تو وہ عبادت خالص نہ رہے گی اور عبادت میں صدق و ادب مکمل نہ ہوگا لہٰذا عمل میں انسان کا اخلاص عمل سے بہتر ہے۔

ایک قول کے مطابق نیت باطن کی بات ہے اللہ کے سوا کوئی دوسرا اس پر آگاہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اخلاص میرے بھیدوں میں سے ایک بھید ہے جس بندے کو میں دوست رکھتا ہوں اس کو اس راز سے نوازتا ہوں۔''

اخلاص کی فضیلت قرآن حکیم میں یوں آئی ہے:

''انھیں حکم دیا گیا ہے کہ خالص اللہ ہی کی عبادت کریں'' (القرآن)

''خبردار دین خالص اللہ ہی کے لیے ہے۔'' (القرآن)

چنانچہ اللہ تعالیٰ بندے کی نیت کی مقدار پر اس کا مددگار ہے جس کی نیت کامل ہے اس کے لیے خاص کر کے اللہ تعالیٰ کی مدد بھی کامل ہوئی اور جس کی نیت ناقص ہے اللہ تعالیٰ کی مدد اسی قدر اس سے کم ہوگی۔ کئی چھوٹے اعمال ایسے ہیں جو حسنِ نیت کے سبب بڑے ثواب کا موجب بنتے ہیں اور کئی بڑے اعمال ایسے ہیں جو فتورِ نیت کے سبب ضائع ہو جاتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

''اے معاذ اخلاص کے ساتھ عمل کرتا کہ تھوڑا عمل ہی تجھے کفایت کرے۔''

عمل وہی خالص ہے جس میں اپنی ذات کا کوئی فائدہ یا حصہ نہ ہو محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر شروع کر کے اور اللہ ہی کی رضا چاہتے ہوئے مکمل کر کے اس سے نکلے اور درمیان میں کچھ آفت نہ آئے ایسے عمل میں اول میں بھی

Marfat.com

اللہ ہے اور آخر میں بھی وہی اسکے ساتھ ہے۔ پھر اس کے بعد اس عمل کے ذریعے فخر وتکبر نہ دکھائے تو یہ افضل ترین عمل ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے:

میدان حشر میں ہر آدمی کی نیت پر فیصلہ کیا جائے گا۔ قیامت کے دن سب سے پہلے ایک ایسے شخص کے خلاف فیصلہ سنایا جائے گا جس نے شہادت پائی ہوگی اسے خدا کی عدالت میں حاضر کیا جائے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنی سب نعمتیں یاد دلائے گا اور انھیں تسلیم کرے گا۔ تب پوچھے گا تونے میری نعمتیں پاکر کیا کام کیے؟

وہ عرض کرے گا کہ میں نے تیری خوشنودی کی خاطر تیرے دین سے لڑنے والوں کے خلاف جنگ کی، یہاں تک کہ میں نے اپنی جان دی۔ اللہ اس سے کہے گا تو نے یہ بات غلط کہی کہ میری خاطر جنگ کی تونے تو صرف اس لیے جنگ کی کہ لوگ تجھے جری اور بہادر کہیں ، سو دنیا میں تجھے اس کا صلہ مل گیا پھر فرشتوں کو حکم دے گا اسے لے جاؤ اور جہنم میں پھینک دو۔

پھر دوسرا شخص خدا کی عدالت میں پیش کیا جائے گا جو دین کا عالم و معلم ہوگا۔ اسے خدا اپنی نعمتیں یاد دلائے گا اور وہ انھیں تسلیم کرے گا۔ تب اس سے کہا جائے گا ان نعمتوں کو پا کر تونے کیا عمل کیے؟ وہ عرض کرے گا خدایا میں نے تیری خاطر تیرا دین سیکھا اور تیری خاطر دوسروں کو اس کی تعلیم دی اور تیری خاطر قرآن مجید پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے جھوٹ کہا تم نے اس لیے علم سیکھا تھا کہ لوگ تمہیں عالم کہیں اور قرآن اس غرض سے پڑھا تھا کہ لوگ تمہیں قرآن کا جاننے والا کہیں سو دنیا میں تمہیں اس کا صلہ مل گیا فرشتوں کو حکم دے گا اسے لے جاؤ اور جہنم میں پھینک دو۔

اور تیسرا آدمی وہ ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کشادگی بخشی تھی۔ ہر قسم کی دولت سے نوازا تھا۔ ایسے شخص کو خدا کی جناب میں پیش کیا جائے گا وہ اسے اپنی سب نعمتیں بتائے گا اور وہ ساری نعمتوں کا اقرار کرے گا کہ ہاں یہ سب نعمتیں اسے دی گئی تھیں۔

Marfat.com

تب اس سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا میری نعمتیں پا کر تو نے کیا کیا؟ وہ جواب میں عرض کرے گا جن جن راستوں پر خرچ کرنا تیرے نزدیک پسندیدہ تھا ان سب راستوں میں، میں نے تیری خوشنودی کے لیے خرچ کیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا جھوٹ کہا تو نے یہ سارا مال اس لیے لٹایا تھا کہ لوگ تجھے سخی کہیں سو یہ لقب دنیا میں مل گیا چنانچہ اسے لے جا کر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

اوپر کی تینوں روائتیں جس حقیقت کو وضاحت کے ساتھ سامنے لاتی ہیں وہ یہ ہے کہ آخرت میں کسی نیک کام کی ظاہری شکل پر کوئی صلہ نہ ملے گا وہاں تو صرف وہی کام اجروثواب کا مستحق ہوگا جس کو خدا کی خوشنودی کے لیے کیا گیا ہوگا۔ بڑے سے بڑا نیکی کا کام اگر اس لیے کیا گیا کہ دوسرے اس سے خوش ہوں یا لوگوں کی نگاہ میں اس کی وقعت بڑھے تو خدا کی نگاہ میں اسکی کوئی وقعت نہیں۔ آخرت کے بازار میں اسکی کوئی قیمت نہیں ایسا عمل خدا کے میزان میں کھوٹا سکہ قرار پائے گا۔ نہ ایسا ایمان وہاں کام آئے گا نہ ایسی عبادت۔ چنانچہ دکھاوے اور نام ونمود کے تباہ کن جذبے سے بہت ہوشیار اور چوکنا رہنا چاہیے۔ ورنہ ساری محنت برباد ہو جائے گی اور سرمایہ کی بربادی کا وہاں علم ہوگا جہاں انسان کوڑی کوڑی کا محتاج ہوگا۔ لمحہ بھر کے اخلاص میں بندے کی نجات کا سامان موجود ہے لیکن اخلاص ہے نادر الوجود، اسلاف کا کہنا ہے: علم بیج کی مانند ہے عمل کھیتی کی مانند اور اخلاص پانی کی مانند ہے۔ پانی کے بغیر بیج اور کھیتی دونوں بیکار ہیں۔

روایت ہے کہ ایک فقیر حضرت ابوسعید خرازؒ کی مصاحبت میں رہتا تھا وہ ان کی ضروریات میں لگا رہتا فقراء کی خدمت کرتا۔ ایک بار حضرت ابوسعیدؒ نے اخلاص نیت کے بارے میں کلام کیا تو اس نوجوان کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی اور وہ یہ سمجھا کہ ان کی خدمت سے الگ ہو جانا اور خاموش بیٹھ رہنا اخلاص ہے۔

چنانچہ اس نے ان کے اصحاب کی خدمت بند کر دی تو فقراء کو بڑی تکلیف پہنچی۔ حضرت ابوسعیدؒ نے اس نوجوان سے پوچھا تم اپنے بھائیوں کی خدمت کیا

Marfat.com

کرتے تھے پھر الگ ہو گئے اس کی کیا وجہ ہے؟ نوجوان نے عرض کیا اے استاد محترم آپ نے اخلاص کے بارے میں کلام فرمایا۔ مجھے ڈر ہوا کہ میرے افعال میں ریا کا دخل ہے اس لیے انھیں چھوڑ دیا حضرت نے فرمایا:

غفلت مت کرو اخلاص ایسی چیز نہیں جو عبادت کو ختم کر دے اور نہ ہی ایک دانشمند کے لیے یہ مناسب ہے کہ اخلاص کی خاطر عمل کرنا چھوڑ دے ورنہ اخلاص و عمل دونوں ہی کھو بیٹھے گا۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ جو کر رہا ہے اسے چھوڑ دے بلکہ میں نے کہا تھا کہ اپنے کام میں اخلاص پیدا کر۔ تیری اخلاص طلبی نے تجھے نیکی کے کام سے ہٹا دیا اور ہمیں تکلیف پہنچی جو کر رہا تھا دوبارہ اس میں لگ جا اور اسی میں اللہ تعالیٰ کی خاطر اخلاص رکھ۔

ریا کے ڈر سے ترک عبادت کی ممانعت

ریا کے ڈر سے عبادت ترک کرنے کی بالکل اجازت نہیں۔ کیونکہ مخلوق کے ڈر سے عبادت گھٹانا بڑھانا درست نہیں۔ ہاں جہاں یہ مشکل ہو جائے کہ عبادت کی مطلق نیت ہی نہ رہی ہو اور ریا ہی ریا ہو جائے وہاں عبادت کیسی؟ مگر پھر بھی جب تک اصل نیت برقرار رہے عبادت سے ہاتھ نہ کھینچے۔ حضرت فضیلؒ فرماتے ہیں کہ مخلوق کے دیکھنے کے ڈر سے ترک عبادت ریا ہے اور پھر مخلوق کو دکھانے کے واسطے عبادت کرنا شرک۔ شیطان یہ چاہتا ہے کہ تو عبادت نہ کرے۔ جب اس سے عاجز آ جاتا ہے تو تجھ سے کہتا ہے کہ لوگ دیکھتے ہیں۔ مخلوق کا دیکھنا ریا ہے اطاعت نہیں۔ یوں وہ کوشش کرتا ہے کہ فریب دے کر تجھے عبادت سے روک سکے ایسے موقع پر اس کا جواب یوں دینا چاہیے کہ مخلوق کا دھیان کر کے عبادت سے ہاتھ کھینچ لینا بھی ریا ہے۔ بلکہ مخلوق کا دیکھنا نہ دیکھنا برابر ہے۔ مجھے جیسی عادت ہے میں ویسا ہی کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ مخلوق دیکھتی ہی نہیں۔ کیونکہ مخلوق کے خوف سے عبادت نہ کرنا ایسا ہے کہ کوئی اپنے غلام کو گندم صاف

Marfat.com

کرنے کے لیے دے اور غلام صاف نہ کرے اس کا عذر ہو کے مجھے ڈر تھا کہ صحیح صاف نہ کر سکوں گا۔ تو آقا کہے گا بے وقوف تو نے اصل کام ہی نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اخلاص کا حکم دیا ہے۔ لیکن جب وہ عمل سے دستبردار ہو جائیں تو اخلاص سے تو پہلے ہی دستبردار ہو گئے کیونکہ اخلاص عمل میں ہی ہوتا ہے۔

ایک حکایت ہے کہ بصرہ میں صبح کے وقت یہ عالم ہوتا کہ جس گلی محلے میں جاتے ذکر و تلاوت کی آواز آتی ہے۔ اس کی طرف مخلوق کو بہت رغبت تھی۔ ایک شخص نے ریا کی حقیقت پر ایک کتاب لکھی تو ان لوگوں نے ریا کے خوف سے ذکر و تلاوت ترک کر دی۔ اس کتاب کے سبب رغبت میں فتور پڑ گیا لوگ کہتے کاش یہ کتاب نہ لکھی جاتی تو ریا کار شخص ہی اوروں کے لیے خیر کا باعث بن جاتا۔

اطاعت ظاہر کرنے کی اجازت

اطاعت کو چھپانے کا فائدہ یہ ہے کہ آدمی ریا سے بچ جاتا ہے۔ جبکہ ظاہر کرنے میں یہ فائدہ ہے کہ دوسروں کو رغبت ہو اور وہ نیکی کی طرف متوجہ ہوں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے دونوں کی تعریف کی ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے:

''اگر تم صدقہ ظاہر کر کے دو تو بہت اچھا ہے اگر چھپا کر فقراء کو دو تو بہتر ہے تمہارے حق میں'' (سورۃ بقرہ آیت 271)

ایک دن جناب نبی کریم ﷺ کو کسی دینی کام کی خاطر مال کی ضرورت تھی۔ ایک انصاری بزرگ تھیلی لے کر آئے تو ان کی دیکھا دیکھی دوسرے حضرات بھی مال لانے لگے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ اچھی بات کی ابتداء کرنے والے کو اپنا ثواب بھی ملے گا اور دوسروں کی موافقت کا اجر بھی نصیب ہوگا۔ گویا حقیقت یہ ہے کہ اگر ریا کا ڈر نہ ہو اور عبادت کے اظہار کا مقصد دوسروں کو شوق دلانا ہو تو یہ جائز بلکہ افضل ہے۔ جو شخص عبادت ظاہر کرنا چاہے اُسے چاہیے کہ ایسی جگہ یہ کام کرے جہاں مناسب و ممکن ہو۔ دوسری قابل لحاظ بات یہ ہے کہ اپنے دل کو

Marfat.com

ٹوٹے کیونکہ بعض لوگوں کے دل میں ریا کا شوق پوشیدہ ہوتا ہے اور دوسروں کو ترغیب کے بہانے یہ شوق پورا کر لیتے ہیں۔ اس طرح ہلاکت کا خطرہ ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو تیرنا نہیں جانتا، ڈوبنے لگتا ہے تو دوسرے کا ہاتھ پکڑ لے کہ دونوں ڈوب جائیں اور قوی آدمی کی مثال یہ ہے جیسے کوئی تیرنے میں مشتاق ہو خود بھی بچے اور دوسروں کو بھی بچائے۔ مگر یہ انبیاء اور اولیاء کرام کی نشانی ہے۔ یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں کہ جو عبادت چھپا سکتا ہے اسے بھی نہ چھپائے اور دوسروں کو ترغیب کے شوق میں اپنے اعمال حسنہ ضائع کر لے۔ اس معاملے میں سچائی کی علامت یہ ہے کہ فرض کریں کہ لوگ اس سے کہیں تو اپنی عبادت پوشیدہ رکھ تا کہ لوگ دوسرے عابد کی پیروی کریں اور تجھے ویسا ہی اجر ملے جیسا اظہار میں ہے ایسی صورت میں اگر اپنے دل میں اظہار کی رغبت پائے تو اس کی دلیل ہوگی کہ اسے اپنی عزت مطلوب ہے اور آخرت سے اس کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ اظہار ریا ہوگا نیکی کی ترغیب نہیں۔

لہٰذا انسان کو چاہیے کہ ہمیشہ اچھا ارادہ کرے۔ نیک ارادے کے بغیر کوئی عمل خواہ دیکھنے میں کتنا ہی خوشنما اور پسندیدہ کیوں نہ ہو آخرت میں اس کا اجر صرف اسی صورت میں ملے گا اگر وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر کیا گیا ہو۔

حُبِ الٰہی

ایمان باللہ کا سب سے پہلا تقاضا محبت الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کا پاکیزہ جذبہ دل میں ایمان کی قوت کو مضبوط کرتا ہے محبت جس قدر کامل ہوگی اسی قدر ایمان مضبوط و مستحکم ہوگا۔ ارشاد خداوندی ہے:

''اور اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے شدید محبت کرتے ہیں۔''

گویا اس آیت میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی

Marfat.com

علامت یہ ہے کہ اہل ایمان کے دلوں میں اللہ کی ذات پاک سے بے پناہ محبت اور قلبی تعلق پیدا ہو جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے محبت اعلیٰ ترین مقام ہے بلکہ تمام مقامات حاصل کرنے کی غرض و غایت ہی حب الٰہی ہے۔ انسان کا کمال اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اس کے دل کو گھیرے رکھے اگر بالکل نہ گھیرے تو کم از کم دوسری چیزوں سے محبت کی نسبت غالب تر ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ سے لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ایمان کس چیز کا نام ہے:

فرمایا: ایمان یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو باقی تمام چیزوں سے زیادہ دوست رکھے اور بندہ جب تک اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اپنے اہل و عیال، مال و دولت اور تمام مخلوق سے زیادہ دوست نہ رکھے تب تک وہ صاحب ایمان نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> "اگر تمہیں اپنی اولاد، مال، تجارت، گھر بار اور جو کچھ تمہارے پاس ہے اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے زیادہ عزیز ہیں تو اللہ کے حکم کا انتظار کرو۔

حضور نبی کریم ﷺ کی دعاؤں میں یہ دعا بھی شامل تھی:

> "اے اللہ مجھے اپنی محبت اور اپنے محبوں کی محبت عطا فرما اور اس چیز کی محبت جو مجھے تیری محبت کے قریب فرما دے اور اپنی محبت کو مجھ پر اس سے زیادہ غالب فرما جتنی پیاسے کو ٹھنڈے پانی کی محبت ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ، ترمذی)

چنانچہ قرآن و حدیث میں اس امر کی وضاحت بڑی تفصیل سے آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو چاہنا ایک عظیم نیکی ہے۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے:

> ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی قیامت کب آئے گی آپ ﷺ نے فرمایا تو نے قیامت کے

Marfat.com

لیے کیا تیاری کر رکھی ہے وہ بولا میری تیاری یہ ہے کہ مجھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو قیامت کے دن انہی کے ساتھ ہوگا جن سے تجھے محبت ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو سلمان داریؒ فرماتے ہیں:

جو شخص آج دنیا میں اپنے آپ میں مصروف ہے وہ کل بروز قیامت بھی اپنے آپ میں مصروف ہوگا اور جو آج دنیا میں اللہ کے ساتھ مشغول ہے اوہ قیامت کے دن بھی دیدار الٰہی میں مشغول ہوگا۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے کسی نے عرض کی مجھے نصیحت فرمائیے۔ فرمایا:

جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعظیم کرو اللہ تعالیٰ دنیا والوں سے تمہاری تعظیم کرائے گا۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

خوش نصیب ہے وہ شخص جس کے دل میں اللہ کی محبت کے سوا کسی چیز کی محبت نہ ہو اور وہ اسکے سوا کسی اور کا طالب نہ ہو پس ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اگرچہ بظاہر وہ خلق کے ساتھ مشغول ہے۔ (کیمیائے سعادت)

جس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت سما جاتی ہے اس دل سے ہر محبت اور ہر تعلق حرف غلط کی طرح مٹ جاتا ہے۔ بیوی بچوں بہن بھائیوں اور رشتہ داروں کی محبتیں اس عظیم محبت کے تابع اور زیر فرمان ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت جس چیز کو باقی رکھنا چاہتی ہے وہ باقی رہتی ہے اور جس محبت کو ختم کرنا چاہتی ہے وہ ختم ہو جاتی ہے چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے:

" جس نے اللہ کی خاطر کسی سے دوستی کی یا اللہ کی خاطر کسی

Marfat.com

سے دشمنی کی تو ایسے شخص نے اپنے ایمان کو کامل کر لیا۔''

(ابوداؤد)

شرائطِ محبت

بندے اور خالق و مالک کے درمیان جو تعلق ہے وہ محض حاکم و محکوم کا نہیں بلکہ محبّ و محبوب کا بھی ہے۔ مگر اللہ سے محبت کا دعویٰ کرنا کوئی آسان بات نہیں کہ انسان بغیر سوچے سمجھے یہ گمان کرنے لگے کہ اُسے اللہ تعالیٰ سے محبت ہے۔ محبت کی بھی کچھ شرائط ہیں اگر کسی شخص کی محبت میں وہ شرائط پائی جائیں تو اس کا دعویٰ محبت کامل ہوگا ورنہ نہیں یہ شرائط حسب ذیل ہیں۔

پہلی شرط: ذکرِ محبوب کی کثرت ہے

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''انسان کو جس چیز سے محبت ہوتی ہے وہ اس کا ذکر بڑی کثرت سے کرتا ہے۔''

گویا محبت کی پہلی شرط یہ ہے کہ محبوب کا کثرت سے ذکر کیا جائے اور ہر لمحہ اور ہر گھڑی اس کی یاد سے دل کی دنیا کو آباد رکھا جائے ایک حدیث قدسی میں سرورِ کائنات ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''میرے بے شمار ایسے بندے ہیں کہ جو مجھ سے محبت کرتے ہیں میں ان سے محبت کرتا ہوں وہ میری ملاقات کے آرزو مند رہتے ہیں، میں اُن کی ملاقات کا متمنی رہتا ہوں۔ عرض کیا گیا ان کی پہچان کیا ہے؟ فرمایا: ان کی پہچان یہ ہے کہ وہ راتوں کو دنوں پر ترجیح دیتے ہیں اور جب رات شروع ہو جاتی ہے تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ملاقات کی گھڑی آن پہنچی وہ اپنی نیند و آرام چھوڑ کر اپنے پہلوؤں کو نرم بستروں سے محروم کر

Marfat.com

کے میرے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں پھر وہ تمام شب مجھ
سے ہمکلام رہتے ہیں۔

انہی ارشادات خداوندی کا نتیجہ تھا کہ سرور کائناتﷺ اتنی طویل نمازیں ادا فرماتے اور ان میں اتنے طویل سجدے فرماتے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کبھی کبھی تو یہ گمان گزرنے لگتا کہ شاید آپ کے جسمِ اطہر سے روح مبارک پرواز کر گئی ہے۔

حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کی نسبت سیرت نگار لکھتے ہیں کہ سردیوں کی طویل راتوں میں جب آپؓ مصلے پر عبادت کے لیے کھڑی ہوتیں تو ایک ہی سجدے میں تمام رات بیتا دیتیں اور جب اذان فجر سن کر سر مبارک اٹھاتیں تو ایک سرد آہ کھینچ کر فرماتیں اے اللہ تو نے رات کتنی چھوٹی بنائی کہ جی بھر کر سجدہ بھی ادا نہیں ہو پاتا۔

سچ تو یہی ہے کہ جنھیں اللہ سے کامل محبت ہوتی ہے ان کے لیے کوئی لذت عبادت کی لذت سے بڑھ کر نہیں ہوتی۔

اس تمام بحث سے قدرتی طور پر یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ انسان ہمہ وقت یادِ الٰہی میں مصروف رہے اور اپنی تمام معاشی سماجی اور معاشرتی سرگرمیاں ترک کر دے کہ یہی محبت الٰہی کا تقاضا ہے؟

مگر اس ضمن میں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت ایسی چیز نہیں جو انسان کو دنیوی زندگی کے فرائض سے غافل کر دے۔ اس سلسلے میں اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ انسان اپنی عائلی معاشی معاشرتی اور مذہبی ذمہ داریاں جس قدر دیانت داری نیک نیتی اور احکام الٰہی کے مطابق انجام دے گا اُسی قدر وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا شمار ہوگا۔

دوسری شرط: محبت الٰہی کی دوسری شرط آزمائش پر صبر ہے۔

اللہ تعالیٰ سے محبت کی دوسری شرط یہ ہے کہ اگر انسان کو دنیا میں رہتے

Marfat.com

ہوئے کسی آزمائش یا پریشانی سے دوچار ہونا پڑے تو وہ اس آزمائش کو مصیبت نہ سمجھے بلکہ اسے اپنے محبوب کی عطا جان کر خندہ پیشانی سے قبول کرے اور اس دکھ اور پریشانی میں ایک گونہ راحت ولذت محسوس کرے اور اپنے رب کی رضا جان کر سجدہ شکر بجا لاتا رہے کیونکہ مصائب اور تکالیف پر صبر کرنا صدیقین کا شیوہ ہے۔اسی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی:

''اے اللہ ہمیں اس قدر یقین نصیب فرما کہ دنیا کی مصیبتیں ہم پر آسان ہو جائیں۔''

مزید فرمایا:

''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس بندے پر میں بیماری بھیجتا ہوں وہ میری محبت میں صبر سے کام لے اور لوگوں سے میرا گلہ شکوہ نہ کرے تو میں اگر اسے صحت بخشوں تو پہلے سے زیادہ اچھی صحت عطا کرتا ہوں اور اگر دنیا سے لے جاؤں یعنی موت آجائے تو اپنی رحمت کے ساتھ لے جاتا ہوں۔ یعنی ایمان کی موت نصیب فرماتا ہوں۔''

گویا اللہ تعالیٰ کی محبت اور اسکے فضل واحسان کا تقاضا یہی ہے کہ مصائب وتکالیف میں شکوہ نہ کیا جائے جب آزمائش آئے تو اسے پوشیدہ رکھے اور صبر سے کام لے کیونکہ اللہ کی محبت انسان کو ضبط نفس کی تعلیم دیتی ہے بے صبری اور سکران ومستی کی نہیں۔

تیسری شرط:

تیسری شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب پر اپنے محبوب کو قربان کر دے اور جو چیز بھی اپنے حق میں قربِ خداوندی کا ذریعہ سمجھے اسے اپنا لے اور جو چیز بھی اللہ سے دُوری کا سبب ہو اسے ترک کر دے۔یعنی احکام الٰہی کو خوشی سے بجالائے اور جو چیزیں اللہ سے ناراضگی کا سبب ہوں ان سے بچنے

Marfat.com

کی کوشش کرے۔

قرآن مجید کو دوست رکھے کہ اللہ کا کلام ہے۔ اسکے رسول ﷺ کو دوست رکھے کہ اس کے محبوب ہیں۔ غرض تمام مخلوقات کو دوست رکھے کہ سب مالک کی تخلیق کردہ ہیں۔ اللہ کی خاطر تمام انسانوں سے محبت رکھے۔ اُن پر رحم کرے اور ان کے ساتھ شفقت سے پیش آئے۔

حضرت ابو علی جرجانیؒ فرماتے ہیں کہ اے شخص اپنا دل اپنے خالق کو دے اور اپنا جسم مخلوق کی خدمت کے لیے وقف کر۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک تقاضا مخلوق سے محبت بھی ہے۔ کیونکہ انسانوں سے محبت درحقیقت اللہ سے محبت ہے۔

ایک اور مشہور حدیث ہے فرمایا نبی کریم ﷺ نے:

"جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کی تخلیق سے فارغ ہوا تو صلہ رحمی (یعنی خونی رشتوں کے بندھنوں) نے کہا اے باری تعالیٰ یہی وقت ہے کہ ان رشتوں کے ٹوٹنے سے پناہ طلب کی جائے۔

تو اللہ عزوجل نے فرمایا: کیا یہ تمہارے لیے کافی نہیں ہے کہ جو کوئی ان رشتوں کو بندھا رکھے گا میں اس کو اپنے سے باندھ لونگا اور جو کوئی ان رشتوں کو توڑے گا میں اسے اپنے سے کاٹ دونگا۔ پھر ان رشتوں نے عرض کی! اے اللہ کریم اب ہم مطمئن ہیں۔"

اس لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

☆ اگر کوئی مومن کسی دوسرے مومن کے کام آئے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے کام آئے گا۔

☆ اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرماتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔

☆ اہل زمین پر مہربانی کروتا کہ اللہ تعالیٰ عرش پر تم پر مہربانی فرمائے۔

Marfat.com

☆ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی تکلیف دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف رفع فرما دیں گے۔

☆ جو شخص کسی مومن کی پردہ پوشی فرمائے گا اللہ تعالیٰ روز قیامت اسکے گناہوں کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔

☆ اگر تم کسی بھیڑ پر بھی مہربانی کرو گے تو اللہ تم پر مہربانی کرے گا اور تم سے محبت فرمائے گا۔

گویا مخلوق کی محبت سے خالق کی محبت حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے دل میں غایت درجہ محبت کا ہونا بے حد ضروری ہے۔ بغیر اسکے معرفتِ الٰہی اور قرب نصیب نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ یہ ضروری ہے کہ بندہ اللہ سے اسکے دین سے اور اس کے محبوب بندوں سے محبت کرے اور جو شخص اللہ کو محبوب رکھے گا لازمی طور پر وہ اسکے نیک بندوں سے اور ان کے اقوال و اعمال سے بھی محبت کرے گا۔ جس کو اللہ سے محبت نہ ہوگی اسے دین سے اسکے نیک بندوں سے اور ان کے اقوال و اعمال سے کوئی دلچسپی نہ ہوگی۔ حاصلِ بحث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی شان ربوبیت کو دل سے ماننا اور اسکے ساتھ بے انتہا محبت و یقین رکھنا ایمان کی بنیاد ہے۔ مولانا روم حُبِ الٰہی کو دل کی تمام بیماریوں کا علاج بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جملہ علت ہائے ما

Marfat.com

خشیّتِ الٰہی

انسان جن وجوہ کے باعث کسی کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتا ہے ان میں دو وجہیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ایک محبت اور دوسرے خوف۔ یعنی یا تو انسان کے دل میں اس شخص کے لیے محبت ہوتی اور اس محبت کے باعث وہ خوشی سے اس کی بات مانتا ہے یا پھر دل میں اس کا خوف اور رُعب ہوتا ہے کہ خوف اور رُعب کے باعث اس کے احکام کی تعمیل کی جاتی ہے۔ جہاں تک دین اسلام کا تعلق ہے لفظ اسلام کا مطلب ہی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پوری پوری اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔ لہٰذا پورا پورا مطیع اور بامراد بندہ بننے کے لیے ضروری ہے کہ محبت اور خوف دونوں جذبوں سے پورا پورا کام لیا جائے یعنی بندے کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھی کماحقہٗ معمور ہو اور اس کے ساتھ خدا کا خوف بھی پورے طور پر موجود ہو۔ اللہ تعالیٰ کو چاہنے والوں کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ان کے محبت بھرے دل محبوب کے خوف سے بھی پوری طرح بھرپور رہتے تھے۔ صحابہ کرامؓ سے زیادہ خدا کی محبت کن لوگوں میں ہوسکتی ہے۔ مگر ان نیک ہستیوں کی خشیت کا یہ عالم تھا کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کے خطبات سنتے یا قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور کوئی خشیتِ الٰہی کا موقع آجاتا تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل آتے۔

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ تو تمام صحابہ بے اختیار رونے لگے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب قرآن مجید کی یہ آیت پڑھتے:

> ''کیا ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ابھی وہ وقت نہیں
> آیا کہ خدا کے ذکر پر ان کے دل پگھلیں'' (الحدید ۱۶)

تو آپؓ بے اختیار رو پڑتے اور دیر تک روتے رہتے تھے۔

Marfat.com

صحابہ کرام میں حضرت ابوبکر صدیقؓ خاص طور پر رقیق القلب تھے۔ جب بھی قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو رونے لگتے۔ خوف و خشیت اللہ کے نیک بندوں کا شعار ہے اسی لیے قرآن مجید میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنا خوف یاد دلایا ہے:

☆ اور اللہ سے ڈرو جان لو کہ تم اس سے ملنے والے ہو۔ (البقرہ 203)

☆ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ تمہارے اعمال کی خبر رکھنے والا ہے۔ (بقرہ)

☆ ہدایت اور رحمت ان لوگوں کا مقدر ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔ (المائدہ)

☆ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ یہ مرتبہ اس کا ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔

☆ اور جو اپنے رب سے ڈرتا ہے اس کے لیے دوہرا ثواب اور جنت ہے۔

یہ تو کلام پاک کی چند آیات کا ترجمہ تھا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کو اپنے آپ سے ڈراتا ہے تاکہ وہ تقویٰ اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کریں۔ کیونکہ خوف خدا کا جذبہ ہر عقیدہ و عمل کا محرک ہے۔ اس کے بغیر نہ تو فکر میں صحت پیدا ہوگی اور نہ ہی عمل میں درستگی آئے گی۔

قرآن مجید کے علاوہ سیرت النبی ﷺ سے بھی ہمیں بار بار خشیتِ الٰہی کا درس ملتا ہے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”دانائی اور حکمت کا راز خوفِ خدا ہے“

حضور ﷺ فرماتے ہیں! ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”قسم ہے مجھے اپنی عزت کی دو خوف اور دو امن ایک بندے میں جمع نہیں کرتا۔ اگر بندہ دنیا میں مجھ سے ڈرے گا تو وہ آخرت میں بے خوف و خطر رہے گا اور اگر دنیا میں بے خوف رہے گا تو آخرت میں خوف کا شکار ہوگا۔“

Marfat.com

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:

''حضور نبی کریم ﷺ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ ﷺ کی اُمت میں سے کوئی شخص بغیر حساب جنت میں جائے گا؟ فرمایا ہاں جو شخص اپنے گناہ یاد کر کے روئے گا وہ بغیر حساب جنت میں جائے گا۔''

قیامت کے دن سات آدمی اللہ تعالیٰ کے خصوصی سائے میں ہونگے ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو تنہائی میں اللہ کو یاد کر کے روئے۔

آنسو کا وہ قطرہ جو خوف خدا کے سبب آنکھ سے نکلے یا خون کا وہ قطرہ جو راہ حق میں گرے اس سے زیادہ کوئی قطرہ اللہ کے نزدیک محبوب نہیں۔

خوف خدا کے ساتھ ساتھ رحمت خداوندی کی اُمید رکھنا

جس ذات کے دست قدرت میں خیر ہے اور جو اسے عطا کرنے کی طاقت رکھتا ہے اس سے خیر کی تمنا اور اسکے حصول کا انتظار کرنا اُمید کہلاتا ہے۔

خشیت الٰہی کے بارے میں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ یہ خوف ٹھیک اسی قسم کا ہو جو انبیاء کرام اور مصلحین کے دلوں میں تھا۔ یعنی دلوں میں خوف اور اُمید کے درمیان اعتدال رہے۔ خوف کی وہ انتہا جو بخشش کی اُمید کو بالکل ختم کر دے ہرگز مطلوب نہیں۔ ایک مسلمان کو چاہیے کہ خوف کے ساتھ گناہوں سے بچنے کی کوشش میں مصروف رہے مگر ساتھ ہی رحمت خداوندی پر بھروسہ بھی رکھے جیسا کہ فرمایا گیا:

''ایمان خوف اور اُمید کے درمیان ہوتا ہے۔''

حضرت عمرؓ کا مندرجہ ذیل بیان اسی خوف اور اعتدال کی ٹھیک ٹھیک عکاسی کرتا ہے۔ فرماتے ہیں:

''اگر اللہ تعالیٰ کا حکم صادر ہو کہ ساری مخلوق میں سے صرف

Marfat.com

ایک آدمی جنت میں جائے گا تو میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ آدمی میں ہونگا۔ اور اگر یہ فرمان صادر ہو کہ دوزخ میں صرف ایک ہی شخص داخل ہوگا تو مجھے خوف ہے کہ وہ شخص کہیں میں ہی نہ ہوں۔''

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

''تم میں سے ہر ایک پر لازم ہے کہ وہ اپنے اللہ پر اچھا گمان رکھ کر مرے۔''

کسی شخص نے یحییٰ بن کثیمؒ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا اللہ نے آپ کے ساتھ کیسا معاملہ کیا۔ فرمایا مجھے سوال و جواب کے کٹہرے میں کھڑا کیا اور پوچھا تم نے فلاں فلاں کام کیے ہیں؟ تو میں خوف اور ڈر سے کانپنے لگا۔ میں نے عرض کی اے اللہ مجھے نبی کریم ﷺ کے توسط سے یہ خبر ملی تھی کہ آپ بندے کے ساتھ وہ سلوک کرتے ہیں جس کا وہ آپ سے گمان رکھتا ہے اور میرا گمان یہ تھا کہ آپ مجھ پر رحم فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''میرے نبی نے سچ کہا تھا میں نے تجھ پر رحم کیا اور تجھے بخش دیا۔''

چنانچہ ایک بندہ مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایمان کا صحیح بیج سینہ میدان میں بوئے اور اپنے سینے کو بُرے اخلاق سے صاف رکھے عبادت سے ایمان کے پودے کو سینچتا رہے اور پھر اللہ سے آس وابستہ رکھے کہ وہی آفتوں سے بچانے والا ہے نیز آخری سانس تک محتاط رہے اور ایمان کی سلامتی کا پروانہ لیکر دنیا سے رخصت ہو تو یہ اُمید ہے۔

لیکن اگر بُرے اخلاق سے سینے کو پاک نہ کرے اور عبادت سے سیرابی کا اہتمام نہ کیا جائے تو رحمت کی اُمید رکھنا حماقت ہے۔ کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

''وہ شخص احمق ہے جو نفسانی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور پھر اللہ کی رحمت کی اُمید رکھتا ہے۔ فرمایا! دین کا معاملہ محض آرزوں سے درست نہیں ہوتا۔ تو جس کو اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق بخشیں وہ توبہ کرے اور پھر اپنی توبہ کی منظوری کے لیے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے۔ یہی بات اُمید کے زمرے میں آتی ہے۔

فضیلتِ توبہ

توبہ کا مطلب ہے لوٹ آنا۔ انسان جب گناہ کا ارتکاب کر کے پشیمان ہوتا ہے اور عہد کرتا ہے کہ آئندہ ایسا نہیں کرونگا تو گویا وہ نیکی کی طرف لوٹ آتا ہے۔ اللہ جو اپنی مخلوق پر بے حد مہربان ہے اس بات کو از حد پسند کرتا ہے کہ انسان اس کے حضور توبہ کر کے نیکی کی راہ اختیار کریں۔ توبہ کی سہولت عطا فرما کر اللہ تعالیٰ نے انسان پر بہت زیادہ رحمت نازل فرمائی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

''اے اہلِ ایمان اللہ کی طرف رجوع کرو تاکہ تم فلاح و کامیابی حاصل کرو اور جو لوگ توبہ نہیں کرتے پس وہی لوگ ظالم ہیں۔''

جس شخص نے گناہ کیا ہو یا اپنے نفس پر ظلم کیا ہو وہ اللہ سے معافی مانگ لے تو اللہ کو بہت بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا پائے گا۔

ان آیات کی روشنی میں توبہ کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک پسندیدہ عمل ہے۔ اللہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے توبہ اور مغفرت طلب کرتے رہیں کہ وہ تمام گناہوں اور لغزشوں کو معاف کرنے والا ہے۔ قرآن کریم میں مسلمانوں کی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جب ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو وہ اللہ کو یاد

Marfat.com

کر کے اس سے مغفرت چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے اور انسان کی فلاح و کامیابی اسی میں ہے کہ وہ اس غفور و رحیم کے آگے اپنی عاجزی و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے اس سے رحمت و مغفرت طلب کرتا رہے۔ ہر ساعت اور ہر لمحہ رضائے الٰہی کی جستجو میں لگا رہے۔ کیونکہ پیدائش سے موت تک گناہوں سے پاک رہنا فرشتوں کا کام ہے اور تمام عمر گناہوں میں ڈوبے رہنا شیطان کا۔ جبکہ نادم ہو کر توبہ کرنا اور گناہ کی راہ چھوڑ کر اعمال صالحہ کی طرف پلٹ آنا آدم اور ان کی اولاد کا کام ہے۔ حضرت امام حسنؓ سے مروی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی تو جبرائیل نے خدمت میں حاضر ہو کر مبارک باد پیش کی اور کہا آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں کہ اللہ نے آپ کی توبہ قبول فرما لی۔

یہ سن کر حضرت آدم علیہ السلام نے کہا ! اے جبرئیل اس توبہ کے قبول کرنے کے بعد بھی اگر باز پُرس ہوئی تو پھر میرا ٹھکانہ کیا ہوگا؟ اسی وقت وحی نازل ہوئی اللہ نے فرمایا۔ اے آدم تم نے اپنی نسل کو مشقت تکلیف اور توبہ کا وارث بنایا ہے۔ اب جو کوئی مجھے پکارے گا میں لبیک فرماؤنگا، جس طرح میں نے تمہارے لیے لبیک کہا تھا۔ اب جو کوئی مجھ سے مانگے گا میں اس عطا میں بخل نہیں کرونگا، کیونکہ میں توبہ قبول کرنے والا ہوں۔ اسی لیے اسلاف کا کہنا ہے کہ جب توبہ کرو تو پھر قبولیت میں شک نہ کرو۔ کیونکہ جب بندا اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے توبہ کرتا ہے اللہ اسکی توبہ ضرور قبول فرماتا ہے۔

حدیث کی روشنی میں توبہ کی فضیلت

حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اللہ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن میں کسی نے کوئی گناہ کیا ہو وہ رات میں اللہ کی طرف پلٹ آئے اور وہ دن میں اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ اگر رات میں کسی نے گناہ کیا ہو

Marfat.com

تو وہ دن میں اپنے رب کی طرف پلٹے اور اپنے گناہوں کی معافی چاہے"
(مسلم)

اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پھیلانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے خطا کار بندے کو بلاتا ہے کہ میری طرف آؤ میری رحمت تجھے اپنے دامن میں لینے کے لیے تیار ہے۔

جناب رسالتمآب ﷺ نے فرمایا:

"ہر بدی کے بعد نیکی کرتا کہ اس بدی کو محو کر دے۔ اگر تم اتنے گناہ کرلو کہ آسمان تک پہنچ جائیں۔ اس کے بعد صدقِ دل سے توبہ کرلو تو بھی قبول ہو جائے گی۔

فرمایا: نیکیاں گناہوں کو اس طرح مٹا دیتی ہیں جس طرح پانی کپڑے کے میل کو صاف کر دیتا ہے۔

فرمایا: جب بندہ کوئی گناہ کرے پھر اُٹھ کر وضو کرے اور اپنے گناہ پر استغفار کرتے ہوئے اللہ سے بخشش چاہے تو پھر اللہ پر اس کے بخش دینے کا حق ہو جاتا ہے۔

فرمایا: ابلیس جب ملعون ہوا تو عرض کرنے لگا اے اللہ مجھے قسم ہے تیری عزت و جلال کی جب تک آدمی کی جان اس کے بدن میں ہے میں بھی اس کے دل میں رہونگا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"مجھے بھی قسم ہے اپنے عزت و جلال کی جب تک اسکے بدن میں سے جان نہ نکل جائے گی میں بھی اس کے لیے توبہ کا دروازہ بند نہ کرونگا۔"
(مسلم و بخاری)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص یہ پڑھے "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ" اس کے تمام گناہ معاف کر

Marfat.com

دیئے جائیں گے اگرچہ یہ گناہ مقدار میں سمندر کی جھاگ
کے برابر ہوں۔ (غنیۃ الطالبین)

استغفار کی حد

توبہ کرنا ہر شخص کے حق میں فرضِ عین ہے کیونکہ کوئی شخص بھی ہاتھ پاؤں کے گناہوں سے خالی نہیں۔ اس لیے ہر شخص توبہ کا محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو معصوم بنایا مگر اس معصومیت کے باوجود سب سے زیادہ توبہ استغفار کرنے والے یہی لوگ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت کے سب سے بڑے عالم و واقف بھی یہی لوگ ہوتے ہیں۔ چونکہ انبیاء کرام احکامِ الٰہی پر سب سے پہلے اور سب سے زیادہ عمل کرنے والے ہوتے ہیں اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اے لوگو! اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور اسکی طرف پلٹ آؤ۔ مجھے دیکھو! میں دن میں سو سو بار اللہ سے مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔ (مسلم)

یہ توبہ اس ذاتِ گرامی کی ہے جس کو اللہ نے معصومیت عطا فرمائی اور جس کے سامنے گناہ یا خطا کا تصور بھی نہیں گزر سکتا۔ ایسی حالت میں ہم گنہگار بندے اگر ہر سانس پر توبہ استغفار کریں تب بھی اس کا حق ادا نہیں کر پاتے۔

بزرگانِ دین کا قول ہے:

اللہ تعالیٰ کے حقوق اس سے بڑھ کر ہیں کہ بندہ ان پر قائم رہ سکے لیکن صبح کو توبہ کے ساتھ اُٹھنا اور شام کو توبہ کے ساتھ سونا اکسیر ہے۔

شرائطِ توبہ

توبہ کی تین شرطیں ہیں۔

پہلی شرط احکامِ الٰہی کے خلاف اعمال پر شرمندگی و ندامت ہے۔ حضور

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''پشیمانی وندامت ہی توبہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جس بندے کو گناہ پر نادم جانتا ہے اسے بخشش مانگنے سے پہلے ہی بخش دیتا ہے''۔

صحیح ندامت وپشمانی کی پہچان یہ ہے کہ دل میں رقت پیدا ہو اور کثرت سے اپنے گناہوں پر آنسو بہائے جائیں۔

دوسری شرط یہ ہے کہ ہر آن ہر گھڑی گناہوں سے باز رہا جائے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ گناہوں اور خطاؤں کا دوبارہ ارتکاب نہ کرے جس طرح پہلے مرتکب ہوا۔ دل میں پختہ ارادہ کرے کہ آئندہ ایسے گناہوں سے پرہیز کروں گا۔

توبہ استغفار کی بڑی فضیلت ہے اور اللہ تعالیٰ ہر وقت اسکے قبول کرنے کو تیار رہتا ہے۔ لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ توبہ استغفار صدق دل سے اس عزم کے ساتھ ہو کہ پھر کبھی وہ گناہ کا ارتکاب نہیں کرے گا۔ صرف زبان سے توبہ، دل میں گناہ سے نفرت اور اسکے چھوڑنے کا ارادہ نہ ہو تو ایسی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ لہٰذا توبہ کرنے والوں کو سب سے پہلے اپنے گناہوں پر نادم وشرمندہ ہونا چاہیے اور پھر پورے عزم وہمت سے پختہ ارادہ کرنا چاہیے کہ آئندہ گناہ سے بچنے کی پوری کوشش کرے گا۔ ایسی ہی سچی توبہ اللہ کے نزدیک شرف وقبولیت حاصل کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔

توبہ پر اللہ کی خوشی

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم ﷺ نے:

بندہ گناہ کرنے کے بعد معافی مانگنے کے لیے جب اللہ کی طرف پلٹتا ہے تو اللہ کو اپنے بندے کے پلٹنے پر اس شخص کے مقابلے میں زیادہ خوشی ہوتی ہے

Marfat.com

جس نے اپنی اونٹنی، جس پر اس کی زندگی کا دارومدار تھا کسی بیابان میں کھودی پھر اس نے اچانک اسے پا لیا ہو تو وہ اس اونٹنی کو پا کر جتنا خوش ہوتا ہے اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے ہی آدمی کے توبہ کرنے پر اللہ خوش ہوتا ہے بلکہ خدا کی خوشی اس کے مقابلے میں زیادہ بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ رحم و کرم کا سرچشمہ ہے۔ (مسلم و بخاری)

روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا گنہگار تھا۔ اس نے توبہ کرنی چاہی مگر یہ معلوم نہ تھا کہ توبہ قبول ہوگی کہ نہیں۔ لوگوں نے ایک عابد کا پتہ بتایا یہ شخص عابد کے پاس پہنچا اور کہا میں بڑا گنہگار ہوں ننانویں آدمیوں کا بلاوجہ قتل کر چکا ہوں کیا میری توبہ قبول ہو جائے گی؟ عابد نے کہا نہیں اس شخص نے عابد کو قتل کر کے سو کا عدد پورا کر دیا۔

لوگوں نے پھر ایک عالم کا پتہ بتایا۔ اس عالم سے پوچھا تو اس نے کہا تمہاری توبہ ضرور قبول ہوگی مگر شرط یہ ہے کہ اپنی زمین سے نکل جاؤ کہ یہ فساد کی جگہ ہے اور فلاں جگہ چلے جاؤ کہ وہاں صالح لوگ رہتے ہیں۔ چنانچہ وہ شخص صالح لوگوں کی طرف چلا، مگر رستے میں مر گیا۔ رحمت و عذاب کے فرشتوں میں اختلاف پڑ گیا ہر ایک نے کہا اس پر ہمارا حق ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا اسکی زمین ناپو۔ زمین جو ناپی گئی تو وہ صالح لوگوں کی طرف بالشت بھر بڑھ چکا تھا۔ پس رحمت کے فرشتے اس کی روح لے گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نجات کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ گناہوں کا پلہ بالکل خالی ہو بلکہ نیکی کا پلہ بھاری ہونا چاہیے۔ اگر تھوڑا سا ہی جھکا ہو تو انشاء اللہ نجات ہو جائے گی۔

Marfat.com

Marfat.com

باب سوئم:

عبادات

قرآن مجید فرقان حمید تمام انسانوں کو مخاطب کر کے ایک ہی دعوت دیتا ہے کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

"اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا اوران لوگوں کو جوتم سے پہلے تھے تا کہ تم متقی بن جاؤ۔
(البقرہ 32)

اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا مقصد اور غرض و غایت ہی اپنی عبادت قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو پیدا ہی اس لیے کیا کہ وہ ہماری عبادت کریں۔" (الذاریات 56)

اللہ نے انبیاء کرام کو اس دنیا میں صرف اس لیے بھیجا کہ وہ لوگوں کو خدائے بزرگ و برتر کی عبادت کرنے کی تلقین کریں۔ قرآن پاک میں آتا ہے:

"اور ہم نے ہر اُمت میں ایک رسول بھیجا جو لوگوں سے کہے اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔ (النحل 36)

چنانچہ عبادت کے معنی ہیں، اطاعت، انکساری، ذلالت، بندگی۔ اسلامی اصطلاح میں عبادت سے مراد وہ خاص اعمال ہیں جو بندہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و

Marfat.com

کبریائی اوراس کے سامنے اپنی عاجزی وانکساری اور بیچارگی کا اظہار کرنے کے لیے کرتا ہے اوراس عبادت کا مقصد صرف اللہ کی رضا خوشنودی اوراس کا قرب بے مثال حاصل کرنا ہوتا ہے۔ ہماری عبادات سے اللہ تعالیٰ کوکوئی فائدہ نہیں پہنچتا ایک حدیث میں مذکور ہے:

''اگر سارے انسان اور سب اولین و آخرین اعلیٰ درجے کے متقی اور عبادت گزار ہو جائیں تو اللہ کی شان اور اس کی عظمت و کبریائی میں ذرہ برابر زیادتی نہ ہوگی اور اگر سب کے سب بدترین قسم کے نافرمان اور پورے کے پورے شیطان بن جائیں تو اللہ کی شان اور اسکی عظمت وجلال میں ذرا برابر فرق نہیں آئے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں عبادت کا حکم صرف اس لیئے دیا ہے کہ ہم ترقی کی منازل طے کرکے قرب اعلیٰ کا مقام حاصل کرسکیں۔ چنانچہ بندہ عبادت ہی کے ذریعے اللہ سے ایک خاص مناسبت اور ربط پیدا کرتا ہے اور انسان کی روحانی قوت نشو ونما پاتی ہے اور وہ گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے اورتقوے کی باریک راہوں پر چل پڑتا ہے۔

Marfat.com

نماز

نماز سب عبادات میں افضل ترین عمل ہے۔ اللہ کی رضا کا سبب ہے۔ فرشتوں کی محبوب چیز ہے۔ انبیاء کی سُنت ہے۔ نماز پڑھنے سے معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے۔ دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ انسان کے رزق میں کشادگی اور برکت آتی ہے۔ نماز ایمان کی جڑ ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے حضرت عثمان غنیؓ سے یہ روایت نقل کی ہے، جو نماز کی حفاظت کرتے ہوئے مقرر اوقات کے اندر اہتمام کے ساتھ ادا کرے اللہ تعالیٰ اسے نو چیزیں عطا فرمائے گا۔ اول اس کو محبوب رکھتے ہیں۔ دوسرا تندرستی عطا فرمائیں گے۔ تیسرے فرشتے اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔ چوتھے اس کے گھر میں برکت عطا فرماتے ہیں۔ پانچویں اسکے چہرہ پر صلحاء کے انوار ظاہر ہوتے ہیں۔ چھٹے اس کا دِل نرم فرماتے ہیں۔ ساتویں وہ پل صراط پر سے بجلی کی طرح گزر جائیگا۔ آٹھویں جہنم سے نجات فرما دیتے ہیں۔ نویں جنت میں ایسے لوگوں کی ہمسائیگی کا شرف حاصل ہوگا جن کے بارے میں قرآن نے فرمایا:

"لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ"

قرآن کی روشنی میں نماز کی اہمیت

نماز کی اہمیت کے پیشِ نظر اس کی فرضیت کے احکام ہمہ گیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، انکے ساتھی کافروں کے لیے
سخت اور آپس میں نرم دل ہیں۔ تو دیکھے گا ان کو رکوع میں
اور سجدے میں۔"

چنانچہ جناب رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے پسند کیا

Marfat.com

اور صحابہؓ کے لیے نماز کو پسند کیا اور تورات و انجیل میں ان کا یہ وصف بیان فرمایا اس سے پتہ چلتا ہے کہ تمام اعمال سے افضل نماز ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کے صحابہؓ اکرم کے اعمال سب سے افضل ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

☆ بے شک نماز مومنوں پر وقت مقرر کے ساتھ فرض ہے۔

☆ اور میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔

☆ متقیوں کے لیے ہدایت ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔

☆ نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو۔

☆ اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد لو۔

چنانچہ قرآن حکیم میں سات سو مرتبہ نماز قائم کرنے کا حکم آیا ہے۔ جتنی تاکید اس امر میں آئی ہے اتنی کسی اور امر میں نہیں آئی۔

نماز ہر مسلمان عاقل و بالغ پر فرض ہے۔ حتیٰ کہ بیمار کو روزے میں تو رعایت کر دی مگر نماز اشاروں سے بھی قائم کرنے کا فرمان جاری کر دیا۔

نماز معراج النبی ﷺ کا ایک تحفہ ہے اس لیے الصلوٰۃ معراج المومنین یعنی نماز کو مومنوں کی معراج و سربلندی کا لقب دیا گیا۔

آخرت میں سب سے پہلے پوچھ گچھ نماز کے متعلق ہوگی۔ حضرت کعبؓ سے منقول ہے:

”جس کی نماز قبول ہوئی اس کے تمام اعمال قبول ہوئے اور جس پر اس کی نماز رد کر دی گئی اس پر اس کے تمام اعمال رد کر دیئے جائیں گے۔“

”روز محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسشِ نماز بود“

گھر میں اکیلے آدمی کی نماز جائز ہے مگر مسجد میں نماز با جماعت ستائیس گنا

Marfat.com

زیادہ اجر وثواب رکھتی ہے۔

حدیث کی روشنی میں نماز کی اہمیت

حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ سے پوچھا گیا کونسا عمل افضل ترین ہے؟

فرمایا: نماز اپنے وقت کے اندر پڑھنا۔

فرمایا: جس کی نماز نہیں اس کا دین نہیں کیونکہ نماز کو دین سے وہی نسبت ہے جو سر کو جسم سے۔ مراد یہ ہے کہ نماز کے بغیر انسان کے سارے اعمال بیکار ہیں۔

ایک اور حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

کفر اور ایمان کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔

رسول کریم ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں جن دو باتوں کی تاکید فرمائی تھی ان میں ایک نماز تھی۔ آپ نے فرمایا میرے بعد نماز کو قائم رکھنا اور غلاموں کے حقوق کی حفاظت کرنا۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے نماز کی اہمیت بتاتے ہوئے فرمایا:

جو شخص پابندی کے ساتھ اچھی طرح نماز پڑھے گا قیامت کے دن وہ نماز اس کے لیے نور اور ایمان اور نجات کا ذریعہ ثابت ہوگی۔ جو شخص توجہ اور پابندی سے نماز نہ پڑھے گا تو ایسی نماز اس کے لیے نہ نور بنے گی نہ ایمان کی دلیل اور نہ وہ اسے خدا کے عذاب سے بچانے والی ہوگی۔ ایسا شخص قیامت میں قارون، ہامان اور ابی ابن خلف کے ساتھ ہوگا۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

بتاؤ تو سہی کہ اگر کسی کے دروازے کے سامنے سے نہر گزرتی ہو اور وہ دن میں پانچ دفعہ اس میں نہائے تو اسکے بدن پر کسی قسم کا میل رہ جاتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہی حال پانچ وقت کی نمازوں

Marfat.com

کا ہے کہ اللہ ان نمازوں کے ذریعے گناہوں کو مٹاتا ہے۔

یہ پانچ نمازیں ہیں جنھیں اللہ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے۔ تو جس نے بہتر طور پر وضو کیا ان نمازوں کو مقررہ وقتوں میں ادا کیا اور رکوع و سجود ٹھیک طور پر ادا کیے اور اس کا دل اللہ کے سامنے نماز میں جھکا رہا تو اللہ نے اس کی مغفرت کی ذمہ داری اپنے سر لے لی اور جس نے ایسا نہیں تو اس کے ساتھ اللہ کا یہ وعدہ نہیں۔ اگر چاہے گا تو بخش دے گا اور اگر چاہے گا تو عذاب دے گا۔

منافق نماز عصر تاخیر سے پڑھتا ہے

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

"اپنی نمازوں کی نگہداشت کرو، خصوصاً درمیانی بہترین نماز کی" (البقرہ 238)

یہاں درمیانی بہترین نماز سے مراد نماز عصر ہے۔ اس نماز کو اپنے مقررہ وقت کے اندر اور مقررہ رکعات کے ساتھ ادا کرنے کی بڑی فضیلت ہے۔ اگرچہ عصر کی سنتیں غیر مؤکدہ ہیں مگر صوفیاء کرام کے نزدیک عصر کی چار سنتیں پڑھنا بہت فضیلت کا باعث ہے کیونکہ قربِ خدا اتباع رسول ﷺ کے بغیر ممکن نہیں۔
حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یہ منافق کی نماز ہے کہ بیٹھا سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اس میں زردی آ جاتی ہے اور مشرکین کی سورج پوجا کا وقت آ جاتا ہے تب یہ اُٹھتا ہے اور جلدی جلدی چار رکعتیں مار لیتا ہے۔ ایسے جیسے مرغی زمین پر چونچ مارتی ہے اور پھر اٹھا لیتی ہے ایسا شخص اپنی نماز میں اللہ کو ذرا بھی یاد نہیں کرتا۔

(بہ روایت انس بن مالک، مسلم شریف)

Marfat.com

اس حدیث میں مومن اور منافق کی نماز کا فرق بیان کیا گیا ہے منافق اپی نماز وقت پر نہیں پڑھتا، رکوع و سجود ٹھیک طور پر ادا نہیں کرتا اور اس کا قلب اللہ کے حضور حاضر نہیں ہوتا۔

فجر و عصر کی نمازوں میں محافظ فرشتوں کا تبادلہ

ویسے تو ہر نماز اہم ہے لیکن فجر و عصر کی فضیلت و اہمیت زیادہ ہے۔ ان دو نمازوں میں محافظ فرشتوں کا تبادلہ ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

رات اور دن کے فرشتے جو زمین کے انتظام پر مامور ہیں وہ اپنی ڈیوٹی بدلتے ہیں۔ فجر و عصر کی نمازوں میں اکٹھا ہوتے ہیں۔ پھر جو فرشتے تمہارے بیچ رہے ہیں وہ اپنے رب کے حضور جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں:

''تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا''

فرشتے عرض کرتے ہیں الٰہی جب ہم ان کے پاس پہنچے تو ان کو نماز پڑھتا پایا اور جب ہم نے انھیں چھوڑا تو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سب نمازیں حضوری قلب اور پوری توجہ کے ساتھ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

نماز میں خشوع کی اہمیت:

اس سے قبل کہ نماز کی ظاہری صورت اور قلب کا بیان ہو پہلے اس کی حقیقت کا بیان ہوگا جو اس کی روح ہے۔ ہر نماز اور ہر ذکر کے لیے ایک روح ہوتی ہے۔ روح نہ ہو تو اس کی مثال بے جان جسم جیسی ہوگی۔ یا اگر وہ تو ہو لیکن آداب کی رعایت اور لحاظ نہ ہو تو پھر مثال یوں ہوگی جیسے کسی کی آنکھیں نہ ہوں۔ اگر نماز کے ارکان وغیرہ تو پورے ہوں لیکن روح اور حقیقت نہ ہو تو وہ نماز ایسی

Marfat.com

ہوگی جیسے آنکھیں تو ہوں پر بصارت سے محروم ہوں۔ کان ہوں پر سماعت ندارد۔
نماز کی روح یہ ہے کہ ابتداء سے آخر تک خشوع کا اہتمام ہو اور حضوریِ قلب قائم رہے۔ اس لیے کہ دل کو اللہ کی طرف متوجہ رکھنا اور یادِ الٰہی میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم و ہیبت کا لحاظ و اہتمام ہی نماز پڑھنے کا اصل مقصد ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''وہ لوگ اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں''

لغت میں خشوع کے معنی ہیں۔ نظر، آواز اور بدن کا جھک جانا۔

نماز میں خشوع سے مراد یہ ہے کہ اپنے معبودِ حقیقی سے حضورِ قلب اور عجز و نیاز کے ساتھ مناجات کرے۔ خشوع کے ساتھ عموماً خضوع کا لفظ آتا ہے جسکا معنی ہے کسی کے سامنے جھکنا اور سر اطاعت خم کرنا۔ خضوع بھی خشوع کا تکمیلی جزو ہے۔ قرآن پاک میں اس مطلب کے لیے تضرع کا لفظ بھی آیا جس کے معنی ہیں زاری کرنا، یہ بھی خشوع میں شامل ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''نماز تو مسکینیت، تواضع، زاری، دکھ ظاہر کرنا اور نادم ہونا ہے اور یہ صورت ہے کہ تیرے ہاتھ اُٹھے ہوں اور کہہ رہے ہوں۔ اے اللہ مجھ پر رحم فرما۔ اگر ایسا نہ کرے تو یہ نماز ناقص ہے۔''

نماز اس طرح پڑھے کہ اپنے اعمال کی وجہ سے اسے یہ بھی ہوش نہ ہو کہ دائیں بائیں کیا چیز ہے۔ پس اللہ کی طرف کامل توجہ ہو۔

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں:

''جس نے خشوع نہ کیا اس کی نماز فاسد ہوگئی''

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں:

''جو آدمی حالت نماز میں قصداً دائیں بائیں دیکھے اس کی کچھ نماز نہیں۔ جس نے حالت نماز میں دیوار یا جائے نماز پر لکھے ہوئے الفاظ پڑھ لیے اس کی نماز باطل ہوگئی۔ کیونکہ

Marfat.com

ایسا کرنا ایک باقاعدہ کام ہے اور نماز میں تو مکمل سکون و اطمینان چاہیے۔''

بعض صحابہ کا فرمان ہے:

''قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی نمازوں کے احوال پر اُٹھیں گے جس قدر نماز میں سکون وطمانیت رکھی، نماز میں لذت و مزہ پایا اس قدر ان کی حالت حسن قیامت کو ہوگی، پھر الفاظ سمجھنے پر دل کا دھیان رکھے۔ تواضع خشوع رکھے۔ مرعوب ہو کر اعضاء کو پر سکون رکھے۔ اللہ کا کلام ترتیل کے ساتھ پڑھے اور معنی پر دھیان دے۔ رحمت و اجر کی آیت پڑھے تو اللہ سے رحمت مانگے اور عذاب کی آیت پڑھے تو ڈرے اور عذاب سے پناہ مانگے۔''

حضور ﷺ نے فرمایا:

''اللہ کا ذکر کرنے کے لیے نماز فرض کی گئی۔ جیسا کہ قرآن میں آتا ہے میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔ چنانچہ ذکر اللہ کے لیے نماز فرض ہوئی۔ حج وطواف کا حکم دیا گیا اور مناسک حج سمجھائے گئے۔ اب جب تیرے دل میں اللہ ہی مقصود نہ ہو اس کی عظمت و ہیبت ہی مطلوب نہ ہو تو پھر تیرے ذکر کی کیا اہمیت ہے۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

جب تو ایک نماز پڑھے تو اپنے آپ کو رخصت کرنے والے کی طرح نماز پڑھ جو اپنی خواہشات کو رخصت کر رہا ہو۔ اپنی عمر کو رخصت کر رہا ہو اور اپنے مولائے کریم کی طرف جا رہا ہو۔ جیسے کہ فرمان ہے:

''اے انسان تجھ کو بچنا ہے اپنے رب تک پہنچنے میں بچ بچ کر۔''

Marfat.com

اور فرمایا:

''اور اللہ سے ڈرو اور جانو کہ تم اس سے ملنے والے ہو۔''

چنانچہ شریعت میں اس امر کی بار بار تاکید آئی ہے کہ نماز کو حضوری قلب اور حسن توجہ سے ادا کرنا چاہیے۔ دل پر خدا کی عظمت و ہیبت چھائی ہو اور اعضاء پر ادب و عجز و نیاز کی کیفیت طاری ہو۔ رکوع و سجود کی ادائیگی خوب توجہ اور دھیان سے کرے کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ''بدترین چوری نماز کی چوری ہے'' صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نماز میں کوئی کیسے چوری کر سکتا ہے۔ فرمایا رکوع و سجود ادھورے ادا کرنے والا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

بہت سے نمازی ایسے ہیں کہ جنھیں نماز میں درماندگی اور رنج کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اور اس کا سبب ان کے دل کی غفلت ہے کہ وہ محض بدن سے نماز پڑھتے ہیں ان کا دل غافل ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا۔ بہت سے نمازی ایسے ہیں کہ ان کی نماز کا صرف چھٹا یا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے۔ بس ان کی نماز صرف اسقدر لکھی جاتی ہے جس میں قلبی طور پر وہ حاضر ہوتے ہیں۔

حضرت اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:

''حضور ﷺ ہمارے ساتھ باتوں میں مشغول ہوتے۔ جب نماز کا وقت آتا تو آپ ﷺ نہ مجھے پہنچانتے نہ میں آپ ﷺ کو۔ یعنی نماز کا وقت آتے ہی ہم پر اللہ کا خوف طاری ہو جاتا اور ہم مکمل طور پر نماز میں مصروف ہو جاتے۔''

حضرت علیؓ کے خشوع کا یہ عالم تھا کہ جب نماز کا وقت آتا تو آپؓ کے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا۔ چہرہ مبارک متغیر ہو جاتا آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

''اس امانت کا وقت آ گیا کہ جسے اللہ نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انھوں نے اسے اُٹھانے سے انکار

Marfat.com

کر دیا اس سے ڈر گئے، بیلن میں نے اسے اُٹھالیا۔''

چنانچہ ان تمام آیات، احادیث اور اقوال سے جو حقیقت واضح ہوتی ہے وہ یہ کہ حقیقی معنوں میں جاندار نماز وہی ہوگی جس میں ابتداء سے آخر تک دل حاضر رہے اور جس نماز میں فقط تکبیر اولیٰ کے وقت دل حاضر تھا ایسی نماز اس بیمار کی مانند ہے جو دم بھر کا مہمان ہو۔

وقت سے پہلے نماز کا اہتمام کرنا خشوع ہے

حضرت عبدالرزاقؒ سے منقول ہے فرماتے ہیں: میں نے بیس سال تک مسجد میں اذان سُنی۔ مزید فرماتے ہیں قیامت کے دن نمازی گروہ در گروہ جنت کی طرف جائیں گے تو پہلے جماعت کے چہرے بہت روشن اور چمک دار ہونگے فرشتے ان کا استقبال کریں گے اور پوچھیں گے تم کون ہو وہ کہیں گے ہم اُمت محمدیہ ﷺ میں سے نمازی ہیں۔ فرشتے پوچھیں گے دنیا میں تمہارے کیا اعمال تھے؟ وہ کہیں گے جب ہم اذان سنتے تو طہارت وضو کے لیے اُٹھ کھڑے ہوتے اور دوسری کوئی چیز ہمیں اس بات سے غافل نہ کرتی۔ فرشتے کہیں گے تم اس کے مستحق ہو۔

پھر دوسرا گروہ آئے گا ان کا حسن و جمال پہلوں سے بڑھ کر ہوگا گویا ان کے چہرے چاند کی طرح روشن ہونگے۔ فرشتے پوچھیں گے تم کون ہو وہ کہیں گے ہم نمازی ہیں وہ پوچھیں گے تمہاری نماز کی کیا کیفیت تھی وہ جواب دیں گے ہم نماز کا وقت آنے سے پہلے وضو کرلیا کرتے تھے۔ فرشتے کہیں گے تم اس کے مستحق ہو۔

پھر تیسرا گروہ آئے گا جو حسن و جمال اور مرتبے میں ان دونوں سے بڑھ کر ہوگا گویا ان کے چہرے تیز روشن سورج کی مانند چمکدار ہونگے۔ فرشتے پوچھیں گے تم خوب روشن چہرے والے اور اعلیٰ مقام والے ہو تم کون ہو؟ وہ کہیں

Marfat.com

گے ہم نمازی ہیں فرشتے پوچھیں گے تمہارے نماز کی کیفیت کیا تھی؟ وہ کہیں گے ہم مسجد میں اذان سنتے تھے فرشتے کہیں گے تم اس کے مستحق ہو۔

بعض علماء کا فرمان ہے:

صلوٰۃ کو صلوٰۃ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان صلہ اور اللہ کی طرف سے بندے کے لیے مواصلت ہے اور مواصلت و عطا متقی حضرات کو ہی ملتی ہے اور متقی وہ ہے جس میں خشوع ہو اور اگر ایسا ہو تو اس پر طویل قیام بوجھ نہ بنے گا نہ ہی برائی سے رُکنا اور نیکی پر چلنا اس پر گراں ہوگا۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

''بے شک نماز برائی اور بے حیائی سے بچاتی ہے''

حقیقت میں اہل خشوع ہی نیکی کا حکم کرنے والے اور برائی سے روکنے والے ہیں اور یہی حدود اللہ کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ ان کی جزا خوشخبری ہے اور خوشخبری سناؤ عاجزی کرنے والوں کو۔ چنانچہ اہل خشوع میں چار اوصاف پائے جاتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔

☆ کثرت سے ذکر و تسبیح کرتے ہیں۔

☆ مصائب و تکالیف پر صبر کرتے ہیں۔

☆ نماز قائم کرتے ہیں۔

جن میں یہ چار اوصاف کامل طور پر پائے گئے وہ محبّین یعنی اللہ سے محبت کرنے والے ہونگے روایت ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

☆ میں ہر نمازی کی نماز قبول نہیں کرتا۔ بلکہ میں اُس کی نماز قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کی خاطر تواضع اختیار کرے۔ میرے جلال کے باعث اس کا دل خشوع رکھے اور میرے احکام کی پابندی میں اپنی نفسانی خواہشات کو روک دے۔ دن رات میری یاد میں گزارے نافرمانی پر اصرار نہ

Marfat.com

کرے۔ اور میری مخلوق پر تکبر نہ کرے میرے خاطر کمزور پر رحم کرے۔ اور محتاج کی غمخواری کرے۔ اور جو ایسا کرے میں اس کی جہالت کو علم میں اور ظلمت کو نور میں بدل دونگا۔

☆ وہ مجھے پکارتا ہے میں اس کی پکار سنتا ہوں اور اس کا جواب دیتا ہوں۔

☆ وہ مجھ سے مانگتا ہے میں اس کو عطا کرتا ہوں۔

☆ وہ مجھ پر قسم کھاتا ہے میں اس کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔

☆ میں اپنی قوت پر اسکو متوکل بنا دیتا ہوں۔

☆ میں اپنے فرشتوں پر اس کے باعث فخر کرتا ہوں۔

☆ اس کا نور جو میرے پاس ہے اگر اہل زمین پر تقسیم کر دوں تو ان کے لیے کافی ہو۔ ایسے شخص کی مثال فردوس کی طرح ہے جس کا پھل کبھی باسی نہیں ہوتا اور نہ اس کا حال متغیر ہوتا ہے۔

خشوع سے متعلق چند آداب

خشوع کا نماز میں جس قدر اہتمام کیا جائے کم ہے۔ اس سلسلے میں درجہ ذیل آداب کی پابندی ضروری ہے۔ نمازی کو چاہیے کہ نماز پڑھنے سے پہلے ہر طرح کی ضرورت سے فراغت حاصل کر لے اور ایسا کوئی کام باقی نہ رکھے جو حالت نماز میں اس کے لیے قلبی پریشانی اور فکری انتشار کا باعث بنے۔ تا کہ نماز کی حالت میں اسے قلبی جمعیت اور فکری یکسوئی حاصل رہے۔

چنانچہ اگر کھانا سامنے آ گیا ہو اور بھوک بھی ستا رہی ہو تو کھانا نماز سے پہلے کھائے بجائے اس کے نماز پڑھتے ہوئے دل کھانے میں ہو۔ بہتر ہے کھاتے ہوئے دل نماز میں ہو۔

پیشاب وغیرہ کی حاجت ہو تو نماز سے قبل فراغت حاصل کر لے ورنہ نماز میں توجہ نہ رہے گی۔ نمازی کو لازم ہے کہ جب حالت قیام میں ہو تو نظر سجدہ گاہ پر

Marfat.com

رکھے اور ادھر اُدھر نہ دیکھے۔ رکوع میں نظر پاؤں کی پشت پر اور قعدہ میں نگاہ گود پر رہے یہ ادب ہے۔ رکوع وسجود میں تسبیحات دھیان سے پڑھے۔

تکبیر کہہ کر جب رکوع میں تسبیحات پڑھے تین بار سے کم تسبیح نہ پڑھے۔ اگر سات یا دس بار پڑھے تو یہ کمال ہے اور تین بار پڑھنا کمال کا ادنیٰ درجہ ہے اس لیے دس کی تعداد کمال شمار ہوتی ہے۔ گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کے بعد ہی کم از کم تین بار تسبیح کہے اور یہ تعداد ہاتھ اٹھانے سے پہلے پوری کرے۔ اگر اس کا خیال نہ رکھا تو پھر یہ قباحت لازم آئے گی کہ ہاتھ رکھتے رکھتے ایک تسبیح اور ہاتھ اُٹھاتے اُٹھاتے ایک تسبیح پوری ہو جائے گی۔ اور اصل وقت میں ایک ہی تسبیح رہ جائے گی اور یہ مکروہ ہے۔ پھر اگر چاہے تو سجدہ میں سات مرتبہ تسبیح پڑھے اور تین سے کم نہ کرے تین تسبیحات اس طرح پڑھے کہ زمین پر پیشانی رکھنے کے بعد اور سجدہ سے اُٹھنے سے پہلے ہی یہ تعداد پوری ہو جائے۔ ورنہ یہ ایک ہی تسبیح بن جائے گی۔ چہرہ رکھتے رکھتے ایک پڑھ لے گا اور سر اُٹھاتے اُٹھاتے ایک تسبیح پڑھ لے گا اسطرح ہر سجدے میں ایک ہی تسبیح باقی رہے گی اور تین سے کم کرنا غیر مستحب ہے۔

اپنا منہ قبلہ سے ادھر اُدھر نہ پھیرے۔ اگر بے پرواہی کی اور سینہ قبلہ کی سمت سے ہٹ گیا تو یہ بے ادبی ہوگی اور نماز جاتی رہے گی۔

دوران نماز عبث حرکتیں نہ کرے بالوں سے نہ کھیلے انگلیاں نہ چٹخائے اور نہ لباس درست کرتا رہے۔ سجدہ میں اگر کنکری وغیرہ ماتھے سے لگ جائے بے شک ہاتھ سے ہٹا دے لیکن ایک جنبش سے کیونکہ نماز میں تین بار ہاتھ ہلانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

قیام وقعود اطمینان سے کرے۔ رکوع سے سر اُٹھائے تو درست اور سیدھا کھڑا ہو کر پھر سجدے میں جائے۔ ایک سجدہ سے اُٹھ کر بیٹھا ہے تو دوسرے سجدے میں جانے سے پہلے ایک بار یوں بیٹھے کہ سارے اعضاء اپنے اپنے

Marfat.com

ٹھکانے ٹک جائیں اور یہ دعا پڑھے۔

رَبِ غْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِی "اے پروردگار مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما"

پھر دوسرا سجدہ کرے اسے اصطلاح میں اطمینان کہتے ہیں جس کے معنی ہیں برابر اور ہموار ہونا۔ نمازی سجدہ ایسی نرم یا پھولی ہوئی جگہ نہ کرے کہ سر رکھنے سے دب جائے ماتھے پر کوئی کپڑا یا اس کا کنارہ نہ ہو۔ سجدہ میں ماتھا اور ناک دونوں زمین پر ٹک جانے چاہئیں۔ نمازی رکوع میں جائے تو پشت کو ایک سیدھ میں ہموار پھیلائے ایسے میں اگر پانی کا بھرا ہوا پیالہ اس کی پشت پر رکھا جائے تو یہ پیالہ جھک کر بہہ نہ جائے۔

نماز میں سنتیں پڑھنے کی اہمیت

سنتیں دو قسم کی ہیں ایک سُنت موکدہ اور دوسری سنت غیر مؤکدہ۔ مؤکدہ سنت وہ ہے جس کو نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ کیا ہو یا اس کے کرنے کی ہمیشہ تاکید فرمائی ہو اس کو سنن الہدیٰ بھی کہتے ہیں۔ اس کا چھوڑنا گناہ ہے اور کرنا ثواب جبکہ کبھی کبھار چھوڑنے پر عتاب ہے۔ سنت مؤکدہ کو چھوڑ دینے کی ہمیشہ عادت بنا لینا عذاب الٰہی کا موجب ہے۔

پنجگانہ نماز کے ہمراہ پڑھی جانے والی مؤکدہ سنتوں کی شریعت میں بڑی تاکید آئی ہے۔ بلا عذر ایک بار چھوڑنے والا مستحق ملامت ہے اور بطور عادت نہ پڑھنے والا فاسق و مردود اور مستحق عذاب ہے۔ بعض آئمہ دین نے ایسے شخص کو گمراہ بھی ٹھہرایا ہے بلکہ ایسے شخص کا شفاعت سے محروم ہونے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"جو میری سنت کو چھوڑ دے گا اسے میری شفاعت نہ ملے گی"

سنت مؤکدہ یہ ہیں:

دو رکعت فجر سے پہلے، چار رکعت ظہر سے پہلے اور دو بعد ظہر

Marfat.com

، دو رکعت مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد، چار رکعت نماز جمعہ سے پہلے اور چھ (6) جمعہ کے بعد۔ چونکہ نبی کریم ﷺ نے چار بھی پڑھی ہیں اور دو بھی۔ اس لیے افضل یہ ہے کہ جمعہ کے بعد پہلے چار پڑھے اور پھر دو پڑھے تا کہ دونوں پر عمل ہو جائے۔

سنت غیر مؤکدہ: نبی کریم ﷺ کا وہ فعل ہے جس پر شرعاً تاکید نہ فرمائی اسکو سنن الزوائد بھی کہتے ہیں۔ فقہا کبھی اسکو مستحب اور مندوب بھی کہتے ہیں۔ اس کا کرنا ثواب ہے اور اس کا چھوڑنا اچھا تو نہیں لیکن موجب عتاب و عذاب بھی نہیں۔

پنجگانہ نماز کے ساتھ پڑھی جانے والی غیر مؤکدہ سنتیں بہت فضلیت والی ہیں اور وہ یہ ہیں:

ظہر کے بعد چار رکعتیں حدیث میں ہے جس نے ظہر کے بعد چار رکعتوں کی پابندی اور محافظت کی اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرما دے گا۔ (ترمذی)

علامہ سید طحطاویؒ فرماتے ہیں کہ وہ سرے سے آگ میں داخل ہی نہ ہوگا اور اس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور اس پر جو دوسروں کے حقوق ہیں اللہ تعالیٰ اس کے فریق کو راضی کر دے گا۔ اس حدیث کے یا پھر یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے کاموں کی توفیق دے گا جن پر سزا نہ ہو۔ علامہ شافی فرماتے ہیں: اس کے لیے بشارت ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان و سعادت پر ہوگا اور دوزخ سے محفوظ رہے گا۔

Marfat.com

شرائط نماز

ا۔ طہارت

طہارت نماز کی اولین شرط ہے۔ طہارت میں پاکیزگی اور صفائی دونوں شامل ہیں۔ اس میں جسم کپڑے اور جگہ کی پاکیزگی شامل ہے۔ جسم کی پاکیزگی میں وضو اور غسل شامل ہیں۔ اسطرح طہارت میں چار چیزیں شامل ہوتی ہیں۔

جسم کی پاکیزگی، کپڑوں کی پاکیزگی، جگہ کی پاکیزگی اور وضو۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

> ''اے چادر اوڑھنے والے اُٹھ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑوں کو پاک اور صاف رکھ اور ناپاکی چھوڑ دے۔'' (المدثر)

۲۔ ستر

نماز کے لیے جسم پر لباس کا ہونا شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

> ''اے اولاد آدم ہر نماز کے وقت اپنی زینت سے آراستہ ہو جایا کرو'' (الاعراف)

کسی بھی بالغ کی نماز چادر کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ مرد کا ستر یہ ہے کہ کم از کم ناف سے گھٹنوں تک لباس ہو اور گھٹنے لباس میں شامل ہیں۔ عورت کا ستر اس کا پورا جسم ہے سوائے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے۔

۳۔ استقبال قبلہ:

نماز کی حالت میں قبلہ کی طرف رُخ کرنا بھی ایک شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

Marfat.com

''پس تو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر اور جہاں کہیں بھی ہو تو اپنے مونہوں کو اس طرف پھیر لو۔'' (البقرہ)

اگر کوئی شخص خوف کی حالت میں نماز پڑھ رہا ہے تو جس طرف بھی قدرت رکھتا ہو منہ پھیر لے۔

۴۔ نیت:

شرائط نماز میں ایک شرط نیت ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ نیت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان کوئی عمل نہ ہو۔ نیت دل میں کرنا کافی ہے لیکن اگر زبان سے الفاظ ادا کرے تو یہ مستحب ہے۔

۵۔ وقت:

نماز کی آخری شرط وقت کا پایا جانا ہے۔ اگر کوئی نماز وقت سے پہلے ادا کر لی جائے تو نماز نہیں ہوگی کیونکہ نماز اپنے مقررہ وقت کے ساتھ فرض ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

''بے شک نماز مومنوں پر وقتِ مقرر کے ساتھ فرض ہے'' (النساء)

چنانچہ حقیقی نماز وہی ہوگی جو پورے آداب وشرائط کے ساتھ ادا کی جائے اور دل میں خدا کی محبت کی آگ پیدا کرے۔ کیونکہ محبت الٰہی کی آگ ہی انسان کو گناہوں سے پاک و صاف کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم کا حقدار وارث بناتی ہے۔ انسانیت کی معراج تک پہنچاتی ہے، اخلاقِ فاضلہ کے زیور سے آراستہ کرتی ہے اور حق تعالیٰ سے حقیقی تعلق پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے۔

Marfat.com

وضو کا بیان

وضو نماز کی ادائیگی سے قبل فرض ہے اور اس کی فرضیت قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھ کو دھوو اور سر کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھولو۔

حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”قیامت کے دن میری اُمت اس حالت میں بلائی جائے گی کہ ان کے منہ اور ہاتھ آثار وضو سے چمکتے ہوں گے، تو جس سے ہو سکے چمک زیادہ کرے۔“

جب مسلمان بندہ وضو کرتا ہے تو کلی کرنے سے اس کے منہ کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور جب ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا تو ناک کے گناہ نکل گئے۔ جب منہ دھویا تو اس کے چہرے کے گناہ نکلے۔ یہاں تک کہ پلکوں کے نکلے اور جب ہاتھ دھوئے تو ہاتھوں کے گناہ نکلے۔ یہاں تک کہ ہاتھوں کے ناخنوں سے نکلے اور جب سر کا مسح کیا تو سر کے گناہ نکلے۔ یہاں تک کہ کانوں سے نکلے اور جب پاؤں دھوئے تو پاؤں کی خطائیں نکلیں یہاں تک کہ ناخنوں سے۔ پھر اس کا مسجد کو جانا اور نماز پڑھنا اس کے علاوہ۔ جو شخص ایک ایک بار وضو کرے تو یہ ضروری بات ہے اور جو دو بار کرے تو اس کے لیے دھونا ثواب ہے اور جو تین بار دھوئے تو یہ میرا اور اگلے نبیوں کا وضو ہے۔ (حدیث)

Marfat.com

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آخری وقت حضرت امام حسنؓ کو جو نصیحت فرمائی تھی ان میں سے ایک یہ تھی کہ وضو احسن طریقے سے کرنا۔

وضو نماز کی کنجی ہے۔ اگر وضو درست نہ ہو تو نماز فاسد ہو گئی۔ بغیر وضو کے نماز پڑھنا کفر ہے۔ کیونکہ اس میں حکم خداوندی کی مخالفت ہے۔ جس آدمی کا نماز میں وضو ٹوٹ جائے وہ باقی نمازیوں سے شرمندگی کے باعث بے وضو نماز نہ پڑھے۔ پہلے جا کر دوبارہ وضو کرے اور پھر نماز ادا کرے۔ لوگوں کے سامنے شرمندگی معمولی بات ہے۔ اور بے وضو ہو جانا انسانی تقاضا ہے مگر خدا کے حکم سے سرتابی کرنا دوزخ کے منہ میں جانا ہے۔

وضو کی سنتیں

☆ نیت کرنا
☆ بسم اللہ سے شروع کرنا
☆ پہلے ہاتھوں کو کلائی تک تین تین بار دھونا
☆ مسواک کرنا
☆ تین چلّو پانی سے تین کلیاں کرنا
☆ تین چلو پانی سے تین بار ناک میں پانی چڑھانا
☆ بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا
☆ ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا
☆ جو اعضاء دھونے کے ہیں ان کو تین تین بار دھونا
☆ پورے سر کا مسح کرنا
☆ ساتھ ہی دونوں کانوں کا اسی پانی سے مسح کرنا
☆ ترتیب سے وضو کرنا
☆ اعضاء کو اس طرح دھونا کہ پہلے والا عضو سوکھنے نہ پائے

Marfat.com

وضو کے مستحبات

☆ قبلہ رو اور اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا

☆ وضو کا پانی پاک جگہ پر گرانا

☆ پانی بہاتے وقت ہر حصے پر تر ہاتھ پھیر لینا

☆ اپنے ہاتھ میں پانی بھرنا

☆ وضو کرنے میں بغیر ضرورت دوسرے سے مدد نہ لینا

☆ وقت سے پہلے وضو کر لینا

☆ انگوٹھی وغیرہ کو حرکت دینا اگر تنگ ہو تو ہلانا ضروری ہے

☆ اطمینان سے وضو کرنا

☆ دونوں ہاتھوں سے منہ دھونا

☆ ہر عضو کو دھوتے وقت نیت وضو حاضر رہنا

☆ بسم اللہ درود شریف اور دعائیں پڑھنا

☆ گردن کا مسح کرنا

☆ وضو سے فارغ ہوتے ہی آسمان کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر کلمہ شہادت پڑھنا

☆ وضو کا بچا ہوا تھوڑا پانی پی لینا

☆ بغیر ضرورت بدن کو کپڑے سے بالکل خشک نہ کرنا

وضو کے مکروہات

☆ وضو کے لیے ناپاک جگہ بیٹھنا یا ناپاک جگہ وضو کا پانی گرانا

☆ اعضائے وضو سے لوٹے وغیرہ میں پانی ٹپکانا

☆ پانی میں تھوکنا اور اس میں ناک صاف کرنا اگرچہ دریا ہو یا حوض

Marfat.com

☆ قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکنا یا کلی کرنا
☆ بے ضرورت دنیا کی بات کرنا
☆ زیادہ پانی خرچ کرنا
☆ اتنا کم پانی خرچ کرنا کہ سنت ادا نہ ہو
☆ چہرے پر زور سے پانی مارنا
☆ ایک ہاتھ سے منہ دھونا کہ یہ ہندوؤں کا طریقہ ہے
☆ گلے کا مسح کرنا
☆ بائیں ہاتھ سے کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا
☆ دائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا

وضو کرنے کا طریقہ

پیشاب وغیرہ سے فارغ ہو کر پہلے ڈھیلوں سے استنجا کرے پھر پاک پانی سے استنجا کرے قبلہ رو ہو کر مندرجہ ذیل فرائض وضو ادا کرے۔ وضو میں چار چیزیں فرض ہیں:

☆ پورے چہرے کا ایک بار دھونا
☆ ایک ایک بار دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا
☆ ایک ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا یعنی گیلا ہاتھ سر پر پھیر لینا
☆ ایک بار ٹخنوں سمیت دونوں پیروں کو دھونا

رسول اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق وضو کا مسنون طریقہ حسب ذیل ہے:

وضو کرنے والے کو چاہیے کہ اپنے دل میں وضو کا ارادہ کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے کسی اونچی جگہ بیٹھے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر پہلے دونوں ہاتھ تین بار کلائی تک دھوئے پھر مسواک کرے۔ اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے اپنے دانتوں اور مسوڑھوں کو مل کر صاف کرے۔ اگر دانتوں یا تالو میں کوئی چیز اٹکی یا چپکی ہو تو

Marfat.com

اس کو انگلی سے نکالے اور چھڑائے۔ پھر تین مرتبہ کلی کرے اور اگر روزہ دار نہ ہو تو غرغرہ بھی کرے لیکن اگر روزہ دار ہو تو غرغرہ نہ کرے کہ حلق کے اندر پانی چلے جانے کا خطرہ ہے۔ پھر داہنے ہاتھ سے تین دفعہ ناک میں پانی چڑھائے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے پھر دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر تین مرتبہ اس طرح چہرہ دھوئے کہ ماتھے پر بال نکلنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور داہنے کان کی لو سے بائیں کان کی لو تک سب جگہ پانی بہہ جائے اور کہیں ذرا بھی پانی بہنے سے نہ رہ جائے۔ اگر داڑھی ہو تو اسے بھی دھوئے اور داڑھی میں انگلیوں سے خلال بھی کرے۔ لیکن اگر احرام باندھا ہو تو خلال نہ کرے پھر تین مرتبہ کہنی سمیت یعنی کہنی سے کچھ اوپر داہنا ہاتھ دھوئے پھر اسی طرح تین مرتبہ بایاں ہاتھ دھوئے اگر انگلی میں تنگ انگوٹھی یا چھلہ ہو یا کلائیوں میں تنگ چوڑیاں ہوں تو ان سب کو ہلا پھرا کر دھوئے تاکہ سب جگہ پانی بہہ جائے۔ پھر ایک بار پورے سر کا مسح کرے اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو پانی سے تر کر کے انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی چھوڑ کر دونوں ہاتھوں کی تین تین انگلیوں کی نوک کو ایک دوسرے سے ملائے اور ان چھ انگلیوں کو اپنے ماتھے پر رکھ کر پیچھے کی طرف سر کے آخری حصے تک لے جائے۔ اس طرح کہ کلمہ کی دونوں انگلیاں اور دونوں انگوٹھے اور دونوں ہتھیلیاں سر کے دائیں بائیں حصہ پر ہوتی ہوئی ماتھے تک واپس آ جائیں۔ پھر کلمہ کی انگلی کے پیٹ سے کانوں کے اندر کے حصوں کا اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کے اوپر کا مسح کرے اور انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرے۔ پھر تین بار داہنا پاؤں ٹخنے سمیت یعنی ٹخنے سے کچھ اوپر تک دھوئے۔ پھر بایاں پاؤں اسی طرح تین دفعہ دھوئے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے دونوں پیروں کی انگلیوں کو اس طرح خلال کرے کہ پیر کی داہنی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں چھنگلیا پر ختم کرے وضو ختم کر لینے کے بعد ایک مرتبہ یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ

Marfat.com

اور کھڑے ہو کر وضو کا بچا ہوا پانی تھوڑا سا پی لے کہ یہ بیماریوں سے شفا ہے اور بہتر یہ ہے کہ وضو میں ہر عضو کو دھوتے ہوئے بسم اللہ پڑھ لیا کرے اور درود شریف اور کلمہ شہادت بھی پڑھتا رہے۔

احکام غُسل

فرض: اول: منہ بھر کر کُلی کرنا

دوم: ناک میں اچھی طرح پانی ڈالنا

سوم: سارے بدن کا دھونا فرض ہے

غسل کی سنتیں: نیت کرنا، دونوں ہاتھوں کو کلائیوں تک دھونا، بسم اللہ پڑھنا، شرمگاہ دھونا خواہ ناپاک نہ بھی ہو، پھر پورا وضو کرنا، پھر تین بار سر اور تمام بدن پر پانی ڈالنا قبلہ کی طرف منہ نہ کرنا جبکہ ننگا ہو۔ تمام بدن پر پانی مل لینا تاکہ سارے بدن پر اچھی طرح پہنچ جائے۔ ایسی جگہ نہانا جہاں کوئی نہ دیکھے۔ پانی میں کمی اور زیادتی نہ کرنا۔

غُسل کرنے کا مسنون طریقہ

غسل کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دل سے نیت کرنے کے ساتھ زبان سے بھی کہے تو افضل ہے۔ پھر پانی لیتے وقت بسم اللہ پڑھے پھر دونوں ہاتھوں کو کلائی تک تین مرتبہ دھوئے پھر استنجے کی جگہ دھوئے خواہ نجاست ہو یا نہ ہو پھر بدن پر جہاں کہیں نجاست ہو اس کو دور کرے۔ پھر نماز کا سا وضو کرے مگر پاؤں نہ دھوئے ہاں اگر چوکی یا پتھر وغیرہ پر نہائے تو پاؤں بھی دھوئے پھر بدن پر تیل کی طرح پانی ملے خصوصاً جاڑے میں۔ پھر تین مرتبہ داہنے کندھے پر۔ پھر تین مرتبہ بائیں کندھے پر پھر سر پر اور تمام بدن پر تین بار پانی بہائے پھر غُسل کی جگہ سے علیحدہ ہو جائے۔ اگر وضو کرنے میں پاؤں نہیں دھوئے تھے تو اب دھولے

Marfat.com

اور نہانے میں قبلہ رُخ نہ ہو۔ ایسی جگہ ہو کہ کوئی نہ دیکھے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ناف سے گھٹنے تک کا ستر تو ضروری ہے۔ کسی قسم کا کلام کرے نہ دعا پڑھے۔ اس دوران عورتوں کو بیٹھ کر نہانا بہتر ہے۔ اکثر ہمارے مسلمان بھائی علم دین سے بے خبری کے باعث سنت طریقے سے غسل کرنا نہیں جانتے بلکہ غیر اسلامی طریقے سے یوں کرتے ہیں کہ غسل خانے میں داخل ہوتے ہی سر پر پانی ڈالا اور پھر صابن لگا کر نہانا شروع کر دیا پھر دو تین مرتبہ پانی بہایا اور غسل کو مکمل کرتے ہوئے غسل خانے سے باہر تشریف لے آئے۔ اگرچہ اس طرح جسم سے میل کچیل تو اتر جاتی ہے لیکن انسان کا جسم پاکیزہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ جب تک اسلامی طریقے سے غسل نہیں کیا جائے گا جسم طہارت اور پاکیزگی کے زمرے میں نہیں آئے گا۔ جب اسلامی طریقے سے جسم پاکیزہ نہیں ہوگا تو غیر اسلامی طریقہ سے کیے ہوئے غسل کے بعد نماز پڑھنے سے نماز نہ ہوگی۔

تیمّم

تیمّم شرعی طور پر اس قصد کو کہتے ہیں جو پاک کرنے والی مٹی وغیرہ سے طہارت حاصل کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔

شرائط تیمّم

تیمّم کرنے والا مسلمان ہو۔ نیت بھی کرے۔ تین یا زائد انگلیوں سے مسح کرے۔ مسح پاک مٹی یا اس چیز پر ہو جو مٹی کی جنس سے ہے۔ مٹی وغیرہ صرف پاک ہی نہ ہو بلکہ پاک کرنے والی بھی ہو۔ پانی موجود نہ ہو یا بیماری ہو یا اس بات کا خوف ہو کہ اگر پانی استعمال کیا جائے گا تو ہلاکت واقع ہو جائے گی یا کم از کم بیماری میں ترقی ہو جائے گی۔

Marfat.com

تیمّم کرنے کا طریقہ

پہلے دونوں ہاتھ پاک مٹی پر مار کر پورے چہرے کا مسح کرے۔ کوئی حصہ باقی نہ رہے اور دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر بائیں ہاتھ کی انگلیاں اور ہتھیلی کا کچھ حصہ دائیں ہاتھ کی چھنگلی کے پور کے نیچے رکھ کر سیدھے ہاتھ کے بیرونی حصہ پر کھینچتا ہوا کہنیوں تک لے جائے۔ پھر بائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی اور انگوٹھا اور ہتھیلی کا بقیہ حصہ سیدھے ہاتھ کی کہنی کے اندرونی حصہ سے کھینچتا ہوا انگلیوں کے سروں تک پہنچائے اور بائیں ہاتھ کا بھی اسی طرح مسح کرے۔

جب اس بات کا یقین ہو جائے کہ آپ کا بدن اور کپڑے ہر قسم کی نجاست سے پاک ہیں اور شریعت کے بتائے ہوئے طریقے پر آپ نے طہارت بھی حاصل کر لی ہے تو اب آپ نماز کے لیے بالکل تیار ہیں قبل اس کے کہ ان تمام اعمال کو صحیح طور پر ادا کرنے کا طریقہ اور ان کی ترتیب بیان کی جائے نماز سے متعلق چند ضروری باتیں ذہن نشین کر لیں۔

اوقاتِ نماز

اللہ تعالیٰ کی عظمت و بزرگی کا تقاضا تو یہ ہے کہ انسان ہر وقت سر بسجود رہے لیکن ہر وقت کی مشغولیت سے دنیاوی زندگی میں حرج ہوتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر دن رات میں صرف پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔

نماز فجر: صبح صادق کے بعد سورج نکلنے سے پہلے تک پڑھی جا سکتی ہے۔ صبح صادق سے سورج نکلنے تک تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کا وقفہ ہوتا ہے۔ فجر کی نماز میں کل چار رکعتیں ہوتی ہیں دو رکعت سُنت دو رکعت فرض۔ فجر کی سنتیں مؤکدہ ہیں یعنی ان کے پڑھنے کی سخت تاکید آئی ہے اور چھوڑ دینے پر گناہ ہے۔

Marfat.com

نمازِ ظہر: ظہر کا وقت دوپہر ڈھلنے کے بعد سے شروع ہو جاتا ہے اور عصر کے وقت تک رہتا ہے۔ بہتر ہے عصر کا وقت شروع ہونے سے قبل ظہر کے وقت کے اندر اندر پڑھ لی جائے۔ جب ہر چیز کا سایہ اصل سائے سے دو چند ہو جائے۔ ظہر کی نماز میں کل بارہ رکعتیں ہیں۔ پہلے چار سُنت پھر چار فرض پھر دو سنت پھر دو نفل، فرضوں سے پہلے اور بعد کی سنتیں مؤکدہ ہیں۔

نمازِ عصر: جب ہر چیز کا سایہ دوگنا ہو جائے اس وقت سے لیکر سورج زرد ہونے تک پڑھی جا سکتی ہے۔ سورج زرد ہونے پر عصر پڑھنا مکروہ ہے اس لیے اس بات سے جہاں تک ممکن ہو پرہیز کرنا چاہیے۔ عصر کی کُل آٹھ رکعتیں ہیں۔ چار رکعت سنت پھر چار رکعت فرض۔ عصر کی سنتیں غیر مؤکدہ ہیں مگر پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے۔

نمازِ مغرب: شام کو سورج غروب کے بعد سے شفق سپید کے چھپنے تک پڑھی جا سکتی ہے۔ نمازِ مغرب کی کُل سات رکعتیں ہیں۔ پہلے تین فرض پھر دو سُنت پھر دو نفل۔ یہ دو سنتیں بھی مؤکدہ ہیں۔

نمازِ عشاء: غروب شفق سے صبح صادق تک پڑھی جا سکتی ہے لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے۔ جو وقت عشاء کا ہے وہی نماز وتر کا بھی ہے مگر وتر کی نماز عشاء کے فرضوں سے پہلے نہیں پڑھی جا سکتی۔ جو شخص آخری شب میں تہجد کے لیے اُٹھنے کا عادی ہو اس کے لیے مستحب ہے کہ وتر تہجد کے ساتھ پڑھ لے لیکن اگر شب میں اُٹھنا مشکوک ہو تو بہتر ہے کہ نماز وتر عشاء کے ساتھ ہی ادا کر لی جائے۔ نماز عشاء میں کل سترہ رکعتیں ہیں پہلے چار سنت پھر چار فرض پھر دو سنت پھر دو نفل پھر تین وتر پھر دو نفل، عشاء کی پہلی چار سنتیں غیر مؤکدہ ہیں۔

Marfat.com

مکروہ اوقات

نماز کے لیے تین اوقات مکروہ ہیں اور مکروہ اوقات میں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے۔طلوع آفتاب کے وقت۔ زوال کے وقت۔غروب آفتاب کے وقت۔ ان اوقات میں تو ہرقسم کی نماز پڑھنا ممنوع ہے حتیٰ کہ سجدۂ تلاوت تک منع ہے۔ ان کے علاوہ دو وقت ایسے ہیں جن میں صرف نفل نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔ صبح صادق کے بعد سے طلوع آفتاب تک کہ اس میں صرف فجر کی دو سنتیں اور دو فرض پڑھے جا سکتے ہیں عصر کی چار رکعتوں کے بعد بھی کوئی نفل نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔

نماز کے چند ضروری مسائل

فرائض نماز

نماز کے سات فرائض ہیں:

- ☆ تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہنا۔
- ☆ قیام یعنی سیدھا کھڑے ہو کر نماز پڑھنا۔

فرض ،وتر ،سنتِ فجر اور عیدین کی نماز میں قیام فرض ہے۔بلا عذر اگر بیٹھ کر پڑھے گا تو نماز نہ ہوگی نفل نماز بیٹھ کر بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

- ☆ قرأت یعنی قرآن پڑھنا۔

مطلقاً ایک آیت پڑھنا ،فرض کی دو رکعتوں میں، وتر و نوافل کی ہر رکعت میں فرض ہے۔مقتدی کو کسی نماز میں قرأت جائز نہیں۔

- ☆ رکوع کرنا۔
- ☆ سجدہ کرنا۔

Marfat.com

قعدہ اخیرہ یعنی نماز پوری کر کے التحیات میں بیٹھنا۔

☆ دونوں طرف سلام پھیرنا۔

ان میں سے اگر کوئی ایک فرض بھی رہ جائے تو نماز نہ ہوگی اگر چہ سجدہ سہو ادا کیا جائے۔

واجباتِ نماز

واجبات نماز وہ اعمال ہیں جن کا نماز میں ادا کرنا ضروری ہے اگر ان میں سے کوئی عمل رہ جائے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جائے گی۔ اگر سجدہ سہو نہ کیا یا قصداً کوئی واجب چھوڑا تو نماز کا لوٹانا واجب ہے۔ واجب کا ترک کر دینا اچھا نہیں۔ قصداً واجب چھوڑنے سے گناہ ہوتا ہے واجباتِ نماز حسب ذیل ہیں:

☆ سورۃ فاتحہ پڑھنا۔

☆ سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی دوسری چھوٹی سورت ملانا

☆ فرض کی پہلی دو رکعتوں میں تلاوت کرنا۔

☆ رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا۔

☆ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔

☆ قعدہ اولیٰ یعنی چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد بیٹھنا

☆ دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا قعدہ اولیٰ میں تشہد پر کچھ نہ پڑھنا

☆ قرأت کے وقت مقتدی کا خاموش رہنا سوائے قرأت کے تمام واجبات میں امام کی متابعت کرنا

☆ تمام ارکان سکون واطمینان سے ادا کرنا

☆ ظہر اور عصر میں قرأۃ آہستہ کرنا

☆ امام کے لیے مغرب و عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اور فجر و جمعہ و عیدین

Marfat.com

اور نماز تراویح کی سب رکعتوں میں قرأۃ بلند آواز سے کرنا۔

☆ وتر میں دعائے قنوت پڑھنا۔

☆ عیدین میں چھ تکبیریں زائد کہنا۔

واجبات میں سے اگر کوئی واجب بھول جائے تو سجدہ سہو کرنے سے نماز درست ہو جائے گی۔

نماز کی سنتیں

نماز میں جو امور رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہیں لیکن ان کی تاکید فرض اور واجب سے کم ہے، انھیں سنت کہا جاتا ہے۔ ان امور میں اگر کوئی کام سہواً چھوٹ جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور نہ ہی انسان گنہگار ہوتا ہے اور نہ سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔ البتہ ان کے چھوڑنے سے ثواب میں کمی ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اہل تقویٰ کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز کی سنتوں پر ضرور عمل کریں کیونکہ یہ وہ امور ہیں جن پر نبی کریم ﷺ نے بذات خود عمل کیا۔ نماز کی سنتیں حسب ذیل ہیں:

☆ تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھانا اور عورتوں کو کندھوں تک اُٹھانا۔

☆ مردوں کو ناف کے نیچے اور عورتوں کو سینے پر ہاتھ باندھنا۔

☆ ثناء پڑھنا۔ اعوذ باللہ پوری پڑھنا۔ بسم اللہ پوری پڑھنا۔

☆ ہر رکن سے دوسرے رُکن کی طرف منتقل ہوتے وقت اللہ اکبر کہنا۔

☆ رکوع سے اُٹھتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ کہنا۔

☆ رکوع میں سبحان ربی العظیم کم از کم تین بار کہنا۔

☆ سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ کم از کم تین بار کہنا۔

☆ التحیات کے لیے مردوں کو بائیں پاؤں پر بیٹھنا اور سیدھا پاؤں کھڑا رکھنا اور عورتوں کو دونوں پاؤں سیدھی طرف نکال کر کولہوں پر بیٹھنا۔

Marfat.com

☆ بازو کروٹوں سے اور پیٹ رانوں سے جدا رکھنا۔ مگر جب صف میں ہوگا تو بازو کروٹوں سے جدا نہ ہونگے۔

☆ کلائیاں زمین سے اونچی رکھنا اور انگلیوں کا قبلہ رو ہونا ملی ہوئی ہونا۔

☆ دونوں سجدوں کے درمیان داہنا قدم کھڑا کر کے اور بایاں قدم بچھا کر اس پر بیٹھنا۔

☆ ہاتھوں کا رانوں پر رکھنا، سجدہ میں دونوں پاؤں کی تمام انگلیوں کا پیٹ زمین پر لگنا اور قبلہ رو ہونا۔

☆ درود شریف پڑھنا، درود شریف کے بعد دعا پڑھنا۔ سلام کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنا۔ سلام میں فرشتوں اور مقتدیوں کی نیت کرنا۔

نماز توڑنے والی چیزوں کا بیان

جن چیزوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے ان میں سے کسی ایک بھی عمل کا ارتکاب کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اس کا لوٹانا ضروری ہے۔

☆ نماز میں بات کرنا۔ جان بوجھ کر ہو یا بھول کر دونوں صورتوں میں نماز ٹوٹ جائے گی۔

☆ کسی کو سلام کا جواب دینا۔ کسی کی چھینک پر یرحمک اللہ کہنا۔

☆ نماز سے باہر والے کسی شخص کی دعا پر آمین کہنا۔

☆ کسی بری خبر پر انا للہ...... یا کسی اچھی خبر پر الحمد للہ کہنا۔

☆ کسی عجیب خبر پر سبحان اللہ کہنا یا درد و تکلیف کی وجہ سے آہ یا اُف وغیرہ کہنا۔

☆ قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا یا کوئی ایسی غلطی کرنا کہ معنی بدل جائیں۔

☆ نماز میں قصداً یا بھولے سے کھانا پینا، کم ہو یا زیادہ یہاں تک کہ اگر تل بغیر چبائے نگل لے یا کوئی بوند اس کے منہ میں گرے اور نگل لے تو نماز

Marfat.com

ٹوٹ جائے گی۔

☆ نماز پڑھتے پڑھتے دوصفوں کی مقدار آگے بڑھ جانا۔ اتفاقیہ ستر کا کھل جانا اور اتنی دیر کھلے رہنا جتنی دیر میں نماز کا کوئی رکن ادا ہوسکتا ہو۔

☆ ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا۔

☆ بالغ آدمی کا قہقہہ مار کر ہنسنا۔

☆ مقتدی کا امام سے آگے بڑھ کر کھڑا ہونا۔

مکروہاتِ نماز

جو چیزیں نماز میں ناپسند کی جاتی ہیں انھیں مکروہات نماز کہتے ہیں۔

☆ کوکھ پر ہاتھ رکھنا۔

☆ آدھی کلائی سے زیادہ آستین چڑھی ہونا۔

☆ کپڑا اسمیٹنا بدن یا کپڑے سے کھیلنا۔

☆ کپڑا لٹکانا یعنی سر یا کندھے پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں۔

☆ زور کا پاخانہ یا پیشاب محسوس ہوتے وقت نماز پڑھنا۔

☆ انگلیاں چٹکانا۔

☆ انگلیوں کی قینچی باندھنا۔

☆ کمر پر ہاتھ رکھنا۔

☆ ادھر اُدھر منہ پھیرنا۔

☆ نگاہ آسمان کی طرف اُٹھانا۔

☆ ناک منہ کا چھپانا۔

☆ جس کپڑے پر جاندار کی تصور ہو اسے پہن کر نماز پڑھنا۔

☆ نماز کے آگے پیچھے یا دائیں بائیں جاندار کی تصویر ہونا۔

☆ انگڑائیاں یا قصداً جمائی لینا۔

Marfat.com

☆ مرد کو سجدے میں پیٹ رانوں سے ملانا۔

☆ سر کھول کر نماز پڑھنا۔ البتہ اظہار عجز اور خشوع کے لیے سر کھول کر نماز پڑھنے میں مضائقہ نہیں۔ (درمختار)

یہ کراہت کا حکم مردوں کے لیے ہے۔ عورت اگر سر کھول کر نماز پڑھے گی تو نماز ہی نہ ہوگی۔

☆ آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا۔ ہاں اگر آنکھیں بند کرنے سے قلبی توجہ حاصل ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔

نماز کی نیت کرنا

جو نماز بھی پڑھنی ہو اس کی نیت فرض ہے کوئی نماز نیت کے بغیر نہ ہوگی۔ نیت دل کے پکے ارادے کا نام ہے۔ زبان سے کہنا مستحب ہے کہ میں نے فلاں وقت کی نماز اتنی رکعت فرض یا اتنی سنت یا واجب یا نفل کی نیت کی۔ اگر امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہو تو یہ بھی ارادہ کرے کہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے کی نیت کی۔ یہ ضروری نہیں کہ نیت صرف عربی زبان میں کی جائے آپ جس زبان میں چاہیے نیت کر سکتے ہیں۔ مثلاً اگر فجر کی نماز پڑھنی ہو تو یوں نیت کرے۔

میں نے نیت کی دو رکعت نماز فرض کی، وقت فجر پڑھتا ہوں خاص واسطے اللہ تعالیٰ کے، منہ میرا طرف کعبہ، اللہ اکبر۔ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو یہ الفاظ اور بڑھائے، میں نے اس امام کے پیچھے فلاں وقت کی نماز پڑھنے کی نیت کی۔ غرض یہ کہ جس وقت کی نماز پڑھے اس کا نام لیکر نیت کرے۔ وتر پڑھے تو تین رکعت وتر واجب کہے۔ سنت پڑھے تو یوں کہے میں نے فلاں وقت کی سنتوں کی نیت کی اسی طرح نفل نماز کی نیت کرے۔

Marfat.com

نماز پڑھنے کا طریقہ

ثناء: سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ

پاک ہے تو اے اللہ میں تیری حمد کرتا ہوں تیرا نام برکت والا ہے۔

وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآاِلٰهَ غَيْرُكَ ط

اور تیری شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اگر جماعت کے ساتھ امام کے پیچھے نماز شروع کرے تو ثناء پڑھ کر خاموش رہے اور امام کی قرأت سنے اور اگر تنہا ہو تو ثنا کے بعد تعوّذ، تسمیہ، سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھے۔

تعوّذ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی، شیطان مردود سے

تسمیہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سورۃ فاتحہ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہاں کا پروردگار ہے بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○

قیامت کے دن کا مالک ہے۔ (اے اللہ) تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں

Marfat.com

اِهۡدِنَاالصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۝

ہم کوسیدھا راستہ چلا ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا

غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ۝

نہ ان لوگوں کا راستہ جو تیرے غضب میں مبتلا ہوئے اور نہ گمراہوں کا۔

اس کے بعد امام اور مقتدی آہستہ کہے۔ (آمین)

سورۃ اخلاص: قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمۡ يَلِدۡ

کہو اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا

وَلَمۡ يُوۡلَدۡ ۝ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

اور نہ وہ کسی سے جنا گیا اور کوئی بھی اس کا ہم سر نہیں ہے۔

پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جائے اور گھٹنوں کو ہاتھ کی انگلیوں سے مضبوط پکڑے اور اتنا جھکے کہ سر اور کمر برابر ہو جائے اور کم سے کم تین بار کہے۔

تسبیح رکوع: سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡعَظِيۡمِ ط

پاک ہے میرا پروردگار عظمت والا

تسبیح رکوع: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنۡ حَمِدَهٗ ط

اللہ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔

قومہ: پھر دونوں ہاتھ چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہو جائے اور مقتدی تحمید کہے۔

تحمید: رَبَّنَا لَكَ الۡحَمۡدُ ط

اے پروردگار سب تعریف تیرے ہی لیے ہے۔

تنہا نماز پڑھنے والا تسمیع اور تحمید دونوں کہے۔ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے میں جائے۔ اس طرح کہ پہلے گھٹنے پھر دونوں ہاتھ زمین پر رکھے پھر ناک اور پھر پیشانی خوب جمائے اور چہرہ دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھے۔ مرد بازوؤں کو کروٹوں سے اور پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھے اور کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی ہوں اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کے پیٹ قبلہ رو

Marfat.com

زمین پر جمے ہوئے ہوں اور کم سے کم تین بار پڑھے۔

سجدہ کی تسبیح: سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلٰی ط

پاک ہے میرا پروردگار بہت بلند۔

پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ سے اس طرح اُٹھے کہ پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھ اٹھیں اور بایاں قدم بچھا کر اس پر بیٹھے اور داہنا قدم کھڑا کر کے رکھے کہ اس کی انگلیاں قبلہ رو ہوں اور ہاتھ رانوں پر گھٹنوں کے قریب رکھے کہ ان کی انگلیاں بھی قبلہ رُخ ہوں پھر اللہ اکبر کہتا ہوا ''دوسرا سجدہ'' اسی طرح ادا کرے اور پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔

قیام: تسمیہ، فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھ کر اسی طرح رکوع وسجود کرے۔ لیکن امام کے پیچھے مقتدی بسم اللہ، فاتحہ اور سورۃ نہیں پڑھے گا وہ خاموش کھڑا رہے گا۔

قعدہ: دوسری رکعت کے دونوں سجدوں سے فارغ ہو کر اس طرح بیٹھ جائے۔ جس طرح وہ سجدوں کے درمیان بیٹھا تھا۔

تشہد: اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلوٰتُ وَالطَّیِّبٰتُ ط اَلسَّلَامُ

تمام قولی عبادتیں اور تمام فعلی عبادتیں اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ سلام ہو

عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا

تم پر اے نبی (ﷺ) اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں۔ سلام ہو ہم پر

وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ٥ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اور اللہ کے نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

اگر چار رکعت والی نماز ہے تو تشہد کے بعد اللہ اکبر کہے اور کھڑا ہو جائے اور دونوں رکعتوں میں اگر فرض ہوں تو صرف فاتحہ پڑھ کر قاعدہ کے مطابق رکوع وسجود کرے اگر نفل وسنت ہوں تو فاتحہ اور سورۃ بھی پڑھے۔ لیکن امام کے پیچھے

Marfat.com

مقتدی تسمیہ اور فاتحہ نہیں پڑھے گا۔ وہ خاموش کھڑا رہے گا۔ پھر چار رکعتیں پوری کر کے بیٹھ جائے اور تشہد، درود شریف اور دعا پڑھے اور سلام پھیر دے۔

درود شریف: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ

الٰہی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل پر صلوٰۃ بھیج

کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۝

جس طرح تو نے صلوٰۃ بھیجی حضرت ابراہیمؑ پر اور حضرت ابراہیمؑ کی آل پر بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ

الٰہی برکت دے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل کو

کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۝

جس طرح تو نے برکت دی حضرت ابراہیمؑ کو اور حضرت ابراہیمؑ کی آل کو بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

دعا: رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝

اے میرے پروردگار مجھ کو نماز کا پابند بنا دے اور میری اولاد کو بھی۔ اے ہمارے پروردگار ہماری دعا قبول فرما

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۝

اے ہمارے پروردگار مجھ کو میرے ماں باپ کو اور سارے مسلمانوں کو بخش دے۔ اس روز جبکہ (عملوں کا) حساب ہونے لگے۔

سلام: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ط

تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت

داہنی طرف کے سلام میں داہنی طرف کے فرشتوں اور نمازیوں کی نیت کرے کہ میں ان کو سلام کہہ رہا ہوں اور بائیں طرف کے سلام میں امام کی نیت بھی کرے اور اس طرح امام بھی دونوں طرف کے سلاموں میں فرشتوں اور

Marfat.com

مقتدیوں کی نیت کرے اور جب تنہا ہو تو دونوں طرف فرشتوں کی نیت کرے۔ یہ نماز پڑھنے کا طریقہ مردوں کے لیے ہے۔ عورتوں کے لیے چند باتوں کا فرق ہے۔ عورت تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کندھوں تک اٹھائے گی اور کپڑے سے ہاتھ باہر نہ نکالے گی۔ قیام میں سینے پر ہاتھ باندھے گی۔ ہتھیلی پر ہتھیلی رکھے گی۔ رکوع میں جھکے گی اور گھٹنوں کو جھکائے گی اور ہاتھ گھٹنوں پر رکھے گی مگر ان کو پکڑے گی نہیں اور انگلیاں کشادہ نہ رکھے گی۔ رکوع و سجود سمٹ کر کرے گی۔ سجدے میں پیٹ ران سے اور ران پنڈلی سے ملائے گی اور ہاتھ زمین پر بچھا دے گی۔ التحیات میں بیٹھتے وقت دونوں پاؤں داہنی طرف یا بائیں طرف نکال کر سرین پر رکھے گی اور انگلیاں ملا کر رکھے گی۔ باقی سب کچھ اسی طرح کرے گی۔

نماز کے بعد دعا اور ذکر کا بیان

دعا: رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ

اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بھلائی اور

فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط

آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق یہ دعائیہ آیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ آیت تھی۔ جب بھی دعا کرنا چاہتے یہ ہی دعا کرتے یا جب کوئی دوسری دعا کرتے تو اس دعا کو ضرور ساتھ ملا لیتے تھے۔

(بخاری و مسلم کتاب التفسیر اور کتاب الدعوات)

ذکر بعد از نماز

ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ، ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، ۳۴ مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور ایک بار یہ کہے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ

Marfat.com

هُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے بادشاہت اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس کے پڑھنے سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

سجدہ سہو کا بیان

نماز میں اگر کوئی واجب چھوٹ جائے یا کسی فرض کی ادائیگی میں تاخیر ہو جائے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جائے گی۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ آخری قعدہ میں تشہد پڑھ کر دائیں طرف سلام پھیرے پھر دو سجدے کرے اور دونوں سجدوں میں تسبیح یعنی سبحان ربی الاعلیٰ تین تین بار پڑھے۔ اس کے بعد بیٹھ کر پھر سے تشہد پڑھا جائے درود شریف اور دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دیا جائے۔

اگر نماز میں کئی ایسی چیزیں ہو جائیں جن سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے تو سب کے لیے ایک ہی مرتبہ دو سجدے سہو کے کافی ہیں۔ اس بات کا خیال رہے کہ فرض کے چھوٹ جانے سے سجدہ سہو کافی نہ ہوگا اس کے لیے نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

سجدہ تلاوت کا بیان

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جب ابن آدم آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان ہٹ جاتا ہے اور رو رو کر کہتا ہے ہائے میری بربادی ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا اس نے سجدہ کیا اس کے لیے جنت ہے اور مجھے حکم ہوا میں نے انکار کیا میرے لیے دوزخ ہے۔

قرآن حکیم میں چودہ آیات ایسی ہیں جن میں سے کوئی ایک آیت پڑھنے

Marfat.com

یا سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ سجدہ تلاوت میں تکبیر تحریمہ کے سوا تمام وہ شرائط ہیں جو نماز کے لیے ہیں اور جو چیزیں نماز کو فاسد کرتی ہیں ان سے سجدہ بھی فاسد ہو جاتا ہے۔ مثلاً کلام سلام وغیرہ

سجدہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سجدہ تلاوت کی نیت سے کھڑا ہو اللہ اکبر کہتا ہوا سیدھا سجدے میں جائے اور کم از کم تین مرتبہ تسبیح سجدہ کہے۔ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔ سجدہ تلاوت کے لیے اللہ اکبر کہتے وقت نہ ہاتھ اٹھانا ہے نہ اس میں تشہد ہے نہ سلام۔

نماز وتر کا بیان

وتر کی نماز واجب ہے اگر چھوٹ جائے تو اس کی قضا پڑھنا لازم ہے۔ نماز وتر کا وقت عشاء کے فرائض کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔ زیادہ بہتر یہ ہے کہ آخری شب میں نوافل کے ساتھ پڑھی جائے۔ مگر جسکو یہ خوف ہو کہ اُٹھ نہ سکے گا وہ عشاء کی نماز کے ساتھ ہی پڑھ لے۔ اس کی تین رکعتیں ہیں۔ دو رکعت پڑھ کر قعدہ کرے اور تشہد پڑھ کر کھڑا ہو جائے تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور کوئی ایک سورۃ پڑھ کر دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ باندھ لے اور دعائے قنوت آہستہ پڑھے کہ یہ واجب ہے۔

دعائے قنوت

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ

اے اللہ ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ سے بخشش مانگتے ہیں۔

وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ

اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری بہت اچھی تعریف کرتے ہیں۔

Marfat.com

وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ

اور تیرا شکر کرتے ہیں اور ناشکری نہیں کرتے اور الگ کرتے ہیں چھوڑتے ہیں اس شخص کو

يَّفْجُرُكَ ط اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّى وَنَسْجُدُ وَ

جو تیری نافرمانی کرے۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں

اِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ط

اور تیری ہی طرف دوڑتے ہیں اور خدمت کے لیے حاضر ہوتے ہیں اور تیری رحمت کے اُمیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک تیرا عذاب کافروں کو ملنے والا ہے۔

صلوٰۃ تراویح

رمضان المبارک کے مہینے میں تراویح کی نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ جس رات کو رمضان کا چاند دیکھا جائے اسی رات سے تراویح شروع کی جائے اور جب عید الفطر کا چاند دیکھا جائے تو چھوڑ دی جائے۔ نماز تراویح میں ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کرنا سنت ہے۔ نماز تراویح باوجود کھڑا ہونے کی طاقت کے بیٹھ کر پڑھنا مکروہ ہے۔ بعض لوگ رکعت کے شروع میں شریک نہیں ہوتے بیٹھے رہتے ہیں جب امام رکوع کرتا ہے تو رکوع میں شریک ہو جاتے ہیں ایسا کرنا مکروہ ہے۔

پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ عشاء کی فرض اور سنتوں کے بعد بیس رکعات دو دو رکعت کی نیت باندھ کر پڑھے۔ ہر چار رکعات کے بعد یہ تسبیح پڑھے۔

Marfat.com

تسبیح تراویح

سُبْحٰنَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ ط سُبْحٰنَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ ط سُبْحٰنَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَايَنَامُ وَلَايَمُوْتُ ط سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ ط اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ ط يَامُجِيْرُ يَامُجِيْرُ يَامُجِيْرُ ط

پاک ہے وہ زمین اور آسمان کی بادشاہی کرنے والا پاک ہے عزت اور بزرگی اور ہیبت اور قدرت اور بڑائی اور دبدبے والا پاک ہے۔ بادشاہ وہ حقیقی جو سدا زندہ ہے جو نہ کبھی سوتا ہے اور نہ ہی مرے گا بہت ہی پاک ہے اور بہت ہی مقدس ہمارا اور فرشتوں اور روح کا پروردگار۔ اے اللہ ہم کو عذاب سے بچالے۔ اے بچانے والے اے بچانے والے اے بچانے والے۔

فضائل جمعة المبارک

شریعت مطہرہ میں جمعہ کے دن کی بڑی فضیلت ہے۔ اسے سید الایام کہا گیا اور یہ مسلمانوں کے لیے عید تصور کیا جاتا ہے۔ اسی روز حضرت آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے، اسی روز جنت میں داخل کیے گئے، اسی دن جنت سے نکال کر دنیا کی طرف بھیجے گئے، جن کی آمد سے دنیا آباد ہوئی۔ اسی دن اُن کی توبہ قبول ہوئی اور اسی دن ان کی وفات ہوئی۔

جمعہ کے دن قیامت قائم کی جائے گی۔ گویا نوع انسانی کا آغاز بھی اسی دن ہوا، انجام بھی اسی دن ہوگا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو مسلمان جمعہ کے دن فوت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عذاب

Marfat.com

قبر سے بچا لیتا ہے۔

جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی ہے جو قبولیت کی ہے۔ اس وقت جو دعا بھی کی جائے وہ ضرور منظور ہوگی۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

اللہ تعالیٰ جمعہ کے دن چھ لاکھ انسانوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

مزید فرمایا:

''جہنم کو ہر روز دوپہر ڈھلے بھڑکایا جاتا ہے مگر جمعہ کے دن یہ عمل اگلے دن پر موقوف کر دیا جاتا ہے۔'' (کیمیائے سعادت)

جمعہ ہی وہ بابرکت دن ہے جس کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جمعہ کے دن مجھ پر درود شریف کی کثرت کرو، عام دنوں میں تمہارا درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے مگر جمعہ کے دن میں خود سنتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

نماز جمعہ کی فضیلت

نماز جمعہ فرض عین ہے اور قیام نماز میں اسے خاص اہمیت و فضیلت حاصل ہے۔ جو اس کی فرضیت کا منکر ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ بغیر عذر شرعی کے محض لاپرواہی کی بنا پر نماز جمعہ چھوڑنے والا سخت گنہگار ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''جو کوئی بغیر عذر تین جمعے ترک کر دے اس نے گویا اسلام سے منہ پھیر لیا اور اس کا دل زنگ آلود ہو گیا۔''

قرآن حکیم میں نماز جمعہ پڑھنے کے بارے میں سختی سے تاکید کی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

Marfat.com

"اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن اذان دی جائے تو نماز کی طرف جلدی کرو اور خرید وفروخت ترک کر دو، اگر تم سمجھو تو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔" (سورۃ جمعہ)

یہ اُن لوگوں سے خطاب کیا جا رہا ہے جو ایمان لا چکے ہیں کہ جب جمعہ کے دن اذان دی جائے اور نماز کے لیے بلایا جائے تو جلدی کرو اور اذان کے بعد خرید وفروخت بند کر دو۔ اگر تم سمجھو تو تجارت سے زیادہ نماز پڑھنا تمہارے حق میں بہتر ہے۔

نماز جمعہ مومنین کے لیے خاص تحفہ ہے اور یہ نماز پڑھنے سے بہت سارے دینی و دنیاوی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جو شخص غسل کرے پھر جمعہ کو آئے جو (مقدر میں) ہو نماز پڑھے پھر خاموش بیٹھے حتیٰ کہ امام کا خطبہ سننے سے فارغ ہو جائے پھر اس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان اور تین دن زیادہ کے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

ترمذی شریف میں روایت ہے:

اور جو پاؤں اللہ کی راہ میں گرد آلود ہوں وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہیں گے۔

حضرت ابو سعیدؓ روایت کرتے ہیں فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے:

جو شخص ایک دن میں پانچ امور سرانجام دے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں داخل ہونا لکھ لیتا ہے۔ ان پانچ چیزوں میں مریض کی عیادت ہے، دوسرے جنازے میں شرکت ہے، تیسری روزہ رکھنا، چوتھی نماز جمعہ کی پابندی اور پانچویں

Marfat.com

غلام آزاد کرنا ہے۔

الحاصل

جمعہ کا دن وہ بابرکت اور پر سعادت دن ہے جو اپنے جلو میں بڑی برکتیں سعادتیں اور نورانیت و فضیلت لیکر طلوع ہوتا ہے۔ یہ سعادتیں، برکتیں اور نورانیت، یہ پاکیزگی و انعام سب صدقہ ہے حضور پُرنور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا جو اللہ نے بطور خاص ان کی اُمت مرحومہ کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ اسی لیے اس دن خصوصاً نماز جمعہ ادا کرنا خیر و برکت کے دروازے کھولنا ہے اور اس سے غفلت برتنا محرومیوں میں گرفتار ہو جانا ہے۔

مسائل جمعہ

نماز جمعہ ہر مسلمان مرد آزاد عاقل، بالغ، شہر میں مقیم تندرست اور غیر معذور پر فرض ہے۔ ان افراد میں سے جو بغیر کسی عذر شرعی کے نماز جمعہ ترک کرے گا وہ آخرت میں سزا کا مستحق ہوگا۔

عورتیں، غلام، مسافر، قیدی اور نابالغ پر نماز جمعہ فرض نہیں۔ اگر مسافر اور عورتیں نماز میں شریک ہو جائیں تو ان کی نماز درست ہو جائے گی۔

نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے چھ شرائط ہیں۔ ان مندرجہ ذیل شرائط میں سے اگر ایک بھی نہ ہو تو جمعہ نہ ہوگا۔ جس جگہ ایک بھی شرط مفقود ہو وہاں نماز ظہر پڑھی جائے شرائط یہ ہیں۔

- ☆ شہر یا شہر جیسا گاؤں۔
- ☆ وقت ظہر۔
- ☆ خطبہ۔
- ☆ جماعت۔

Marfat.com

☆ اذان عام۔

☆ حاکم اسلام یا اس کے نائب کی اجازت سے جمعہ قائم ہوگا۔

نماز جمعہ کے لیے پہلے آنا، غسل وضو مسواک کرنا، اچھے کپڑے پہننا، تیل سرمہ خوشبو لگانا اور پہلی صف میں بیٹھنا سنت ہے۔ جب خطبہ پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر خاموشی سے خطبہ سننا فرض ہے۔ جن حضرات تک خطبے کی آواز نہ پہنچے ان پر بھی خاموش رہنا فرض ہے۔ خطبہ جمعہ کے لیے جب خطیب منبر پر بیٹھے تو اس کے سامنے دوسری اذان دی جائے۔ اذان کے بعد خطیب منبر پر سامعین کی طرف رُخ اور قبلہ کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو۔ پہلے آہستہ تعوذ پڑھے۔ پھر بلند آواز سے حمد وثناء پڑھ کر شہادتیں پڑھے پھر درود شریف پھر کلمات وعظ اور قرآن پاک کی دو تین آیات پڑھ کر پہلا خطبہ ختم کر دے۔ پھر بقدر تین آیات پڑھنے کے بیٹھے۔ اس کے بعد دوسرا خطبہ مسنون سے شروع کرے اور درود شریف کا اعادہ کر کے خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام کا ذکر کرے۔ دین اسلام کی سر بلندی اور تمام مسلمانوں کے لیے دعائیہ کلمات پر خطبہ ثانی ختم کرے۔ اس کے بعد فوراً اقامت کہی جائے اور جمعہ کے دو رکعت فرض پڑھے جائیں۔ نماز جمعہ کی تعداد رکعات یہ ہیں۔

پہلے چار رکعت سُنت مؤکدہ پھر باجماعت دو رکعت فرض پھر چار رکعت سنت مؤکدہ پھر دو رکعت سنت آخر میں دو رکعت نفل۔ اسطرح کل چودہ رکعات ہونگی۔

طریقہ نیت نماز جمعہ

نیت فرض جمعہ، نیت کی میں نے ۲ رکعت نماز فرض جمعہ کی بندگی اللہ تعالیٰ کی۔ پیچھے اس امام کے منہ طرف کعبہ شریف کے۔ اللہ اکبر۔

Marfat.com

نفل نمازوں کی اہمیت

نماز چونکہ حق تعالیٰ کو تمام عبادتوں سے زیادہ محبوب و مرغوب ہے۔ اس لیے جس قدر بھی اس کی کثرت کی جائے کم ہے چنانچہ شریعت نے اس بات کو پسند کیا ہے کہ فرض، واجب اور سنت نمازوں کے علاوہ اگر کوئی زیادہ نمازیں پڑھنا چاہے تو ضرور پڑھے۔

احادیث مبارکہ میں نفل نمازوں کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ ایک حدیث ہے کہ اگر کسی سے فرضوں کی صحیح ادائیگی میں کوتاہی ہوگئی تو قیامت کے دن اس کی کمی کو اس کے نفلوں سے پورا کیا جائے گا۔ یہاں ہم ان چند نوافل کا ذکر کریں گے جن کی فضیلتیں خاص طور پر حدیث میں وارد ہوئی ہیں۔

تحیۃ الوضو

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو کرنے کے بعد دو رکعت خلوص سے اسطرح پڑھے کہ دوران نماز دنیا کا کوئی خیال دل میں نہ لائے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف فرما دے گا۔ وضو کے نفل بھی دوسری عام نفل نمازوں کی طرح پڑھے جاتے ہیں۔ نیت کرتے وقت دو رکعت نماز نفل تحیۃ الوضو کہے۔ خیال رہے کہ وضو کے نفل اعضاء وضو خشک ہونے سے پہلے پہلے پڑھ لے۔

تحیۃ المسجد

جو شخص مسجد میں داخل ہو تو اس کو مسجد کی تعظیم کے لیے دو رکعت نفل پڑھنا مستحب ہے۔ اس لیے کہ مکان کی تعظیم صاحب مکان ہی کے خیال سے ہوا کرتی ہے۔ بہر حال مسجد میں آنے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز نفل تحیۃ المسجد کی

Marfat.com

نیت سے ادا کرے۔ بشرطیکہ مکروہ اوقات نہ ہوں اور اگر کوئی یہ نفل نہ پڑھ سکے تو چار مرتبہ کلمہ تمجید پڑھ لے:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط

اللہ پاک ہے سب تعریف اللہ کے لیے ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے۔ گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی توفیق نہیں مگر اللہ کی طرف سے، جو بہت بلند عظمت والا ہے۔

نماز اشراق

حدیث میں آتا ہے کہ اشراق کی نماز پڑھنے والے کو ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ اس نماز کا افضل طریقہ یہ ہے کہ فجر کی نماز پڑھ کر وہیں بیٹھا ذکر کرتا رہے جب سورج پورا نکل آئے تو دو یا چار رکعت نماز اشراق کی نیت باندھ کر پڑھے۔

نماز چاشت

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص پوری خلوص کے ساتھ چاشت کی نماز روزانہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک محل بنا دیں گے۔ حدیث میں اس نماز کی بہت فضیلت آئی ہے یہ نماز غربت و افلاس کو دور کرنے کا عجب نسخہ ہے۔ اس کی کم سے کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ اس کا وقت سورج میں خوب تیزی آجانے کے بعد ہوتا ہے یعنی تقریباً دس سے گیارہ بجے تک۔

Marfat.com

نمازِ تہجد

نمازِ تہجد سو کر اُٹھنے والی نماز کو کہتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ رات کے قیام یعنی تہجد کو لازم کرلو اس لیے کہ یہ ان نیک لوگوں کا طریقہ ہے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ سورۃ مزمل میں حضورﷺ کو یہ نماز پڑھنے کا حکم ملا۔ سورۃ بنی اسرائیل میں بھی اس کا ذکر ہے۔ یہ نماز پڑھنے سے بندہ اپنے رب کے بہت قریب ہو جاتا ہے۔ یہ نماز گناہوں سے روکنے والی اور گناہوں کو مٹانے والی ہے۔ اس کا وقت نصف شب گزرنے کے بعد سے صبح صادق کے طلوع ہونے تک رہتا ہے۔ تہجد کی نماز کی کل بارہ رکعت ہیں۔ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ اول رکعت میں بارہ مرتبہ دوسری میں گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور اس طرح ہر رکعت میں کم کرتا جائے اور ایک قل ھو اللہ پر نماز ختم کردے۔

صلوٰۃ التسبیح

حدیث میں اس نماز کی بھی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اس کے پڑھنے سے انسان کے اگلے پچھلے، نئے پرانے، صغیرہ کبیرہ، ظاہر و پوشیدہ غرض تمام گناہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے معاف فرما دیتا ہے۔ یہ نماز آنحضرتﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس کو سکھائی تھی اور فرمایا تھا کہ اگر ہو سکے تو روزانہ ورنہ ہر جمعہ کو اور ہر جمعہ کو نہ پڑھ سکو تو سال میں ایک دفعہ اور اگر یہ بھی نہ کرسکو تو عمر میں ایک دفعہ ضرور پڑھ لو۔ یہ نماز اوقات مکروہ کے علاوہ ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے۔

طریقہ:

طریقہ اس کا یہ ہے کہ چار رکعت نفل صلوٰۃ التسبیح کی نیت کرے۔ اول

Marfat.com

رکعت میں ثناء پڑھ کر پندرہ مرتبہ تسبیح : سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط پڑھے۔ چودہ مرتبہ یہ کلمات کہے جب پندھوریں دفعہ پڑھے تو ساتھ یہ الفاظ بھی ملا لے۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اَلَّا بَاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پھر رکوع میں دس مرتبہ پڑھے پھر سجدہ میں دس بار پڑھے۔ ایک سجدہ سے اُٹھ کر پھر دس مرتبہ پڑھے پھر سجدے میں دس بار پھر جب سجدے سے اُٹھے تو دوسری رکعت میں جانے سے پہلے بیٹھ کر دس مرتبہ پڑھے۔ ان سب کی کل میزان پچھتر ہوئی۔ اس طرح ہر رکعت میں پچھتر دفعہ ہوگا اور چار رکعتوں میں کل تین سو کلمے ہو جائیں گے۔ خیال رہے کہ رکوع میں پہلے تسبیح سُبحان ربی العظیم کہے اور سجدہ میں بھی پہلے سبحان ربی الاعلیٰ تین بار پڑھے پھر یہ تسبیح دس بار پڑھے۔

ان کلمات کی تعداد کو زبان سے نہ گنے ورنہ نماز ٹوٹ جائے گی اور تسبیح ہاتھ میں لیکر گننا یا انگلیوں کو بند کر کے گننا مکروہ ہے۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ انگلیوں کو اپنی جگہ پر رکھتے ہوئے ہر کلمہ پر انہیں دبا دبا کر گنتا رہے۔

یہ نماز عمر میں ایک دفعہ ضرور پڑھنی چاہیے کیونکہ اس کے پڑھنے سے گناہ اگر سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہونگے تو بخش دیئے جائیں گے۔

نماز حاجت

جب کوئی حاجت پیش آئے تو اس کے لیے دو یا چار رکعتیں پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور تین بار آیت الکرسی پڑھیں اور باقی تین رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الناس اور قل اعوذ برب الفلق ایک ایک بار پڑھے تو یہ ایسی ہیں جیسے شب قدر میں چار رکعتیں پڑھیں۔ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔ نماز کے بعد دعا مانگے اول آخر درود شریف پڑھے۔

Marfat.com

قضائے حاجت کے لیے ایک مجرب نماز جو علمائے کرام ہمیشہ پڑھتے آئے ہیں صلوٰۃ اسرار یعنی نماز غوثیہ ہے۔ جو ملا علی قادری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور دوسرے علمائے کرام حضور سیدنا غوث اعظم سے روایت کرتے ہیں۔ اس نماز کی ترکیب یہ ہے کہ بعد نماز مغرب دو رکعت نماز نفل اس طرح پڑھے کے ہر رکعت میں بعد الحمد کے گیارہ گیارہ مرتبہ قل ھواللہ احد پڑھے۔ سلام کے بعد حق تعالیٰ کی حمد وثناء کرے یعنی نبی کریم پر درود شریف پڑھے۔ گیارہ بار درود پڑھنے کے بعد گیارہ مرتبہ یہ کہے۔

يَا رَسُولَ اللّٰه يَا نَبِى اللّٰه اَغِثْنِى وَامْدُدْنِى قَضَاءِ حَاجَتِى يَا قَاضِىَ الحَاجَاتِ

پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے ہر قدم پر یہ کہے

يَاغَوثَ الثَقلَيْنِ وَ يَا كَرِيمَ الطَّرفَيْنِ اَغِثْنِى وَامْدُدْنِى فِى قَضَاءِ حَاجَتِى يَا قَاضِىَ الحَاجَاتِ

پھر حضور سیدنا غوث الاعظم کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے انشاء اللہ مراد کو پہنچے گا۔ امام ابو الحسن نور الدین اپنی شہرہ آفاق کتاب بہجۃ الاسرار شریف میں حضور سیدنا غوث اعظم سے راوی ہیں کہ حضور نبی کریم ارشاد فرماتے ہیں:

جو کوئی سختی میں میری دوہائی دے اس کی سختی دور ہو جائے اور جو کوئی مشکل میں میرا نام لے کر سوال کرے اس کی مشکل حل ہو جائے اور کسی حاجت میں اللہ کی طرف مجھ سے توسل کرے اور مجھے وسیلہ بنا کر دعا کرے وہ حاجت پوری ہو۔

Marfat.com

فضیلت روزہ

رمضان المبارک اُمت محمدیہ پر ایک خاص رحمت ہے پہلی اُمتوں پر بھی روزے فرض کیے گئے تھے مگر یہاں ایک خاص پابندی کے ساتھ ایک ماہ کے روزے اور زیادہ عبادت واجب کی گئی۔

رمضان شریف برکات کا مہینہ ہے اسی مبارک مہینے میں قرآن پاک کا نزول ہوا یعنی قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمان پر اُتارا گیا پھر اسی مہینے میں حضور ہادی برحق ﷺ پر اس کا نزول شروع ہوا اس نزول کی یادگار اور شکریہ کے طور رمضان کے روزے رکھے جاتے ہیں۔ رمضان شریف میں ہر نیکی کا اجر و ثواب ئی گنا ہے۔

صوم کے لفظی معنی رُکنا ہے۔ شرعی اصطلاح میں روزے سے مراد صبح صادق سے غروب آفتاب تک ارادۃً کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے رُکے رہنے کا نام ہے روزہ ۲ھ میں فرض ہوا۔ اس وقت سے لیکر آخر وقت تک حضور ﷺ نے نہ صرف روزے رکھے بلکہ نماز اور زکوٰۃ کی طرح روزے کو بھی ایک اجتماعی نظام کی صورت دی۔

روزہ کا مقصد قرآن حکیم نے لفظ تقویٰ سے تعبیر کیا ہے۔ شرعی اصطلاح میں تقویٰ سے مراد اپنے آپ کو گناہوں کی آلودگی سے بچانے اور اللہ کی صفات میں اپنے آپ کو رنگین کرنے کا نام ہے۔ روزہ چونکہ ایک باطنی کیفیت کا نام ہے۔ اس لیے روزے کی حالت میں انسان کے اندر خوف خدا اور ضبط نفس کا ملکہ بڑھتا ہے اور یہی تقویٰ ہے کہ اللہ کی ناراضگی کا ڈر انسان کو برائیوں سے دور رکھتا ہے۔ اسی لیے روزے کو حدیث شریف میں ڈھال سے تشبیہ دی گئی ہے کہ روزہ دار ہر قسم کی برائی اور بے ہودگی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ دل لگا کر عبادت کرتا ہے اس لیے راہ ہدایت میں پختہ تر ہو جاتا ہے اور اس کے اعمال

Marfat.com

میں خود بخود درستگی پیدا ہو جاتی ہے۔

اسی لیے صوفیائے کرام نے ماہ رمضان کو تنویر قلب کا مہینہ کہا۔ کیونکہ رمضان میں انسان کی روحانی کیفیت تیز ہو جاتی ہے۔ پھر اس پر مکاشفات الٰہیہ کا دروازہ کھلتا ہے۔ روزہ دار اللہ کی محبت اور قدرت کا کرشمہ دیکھتا ہے۔ اللہ کے پوشیدہ بھیدوں کو پاتا ہے۔ اسی لیے قرآن مجید نے روزہ رکھنے والوں کو سائح کہا۔ سائح کا مطلب ہے روحانی منازل طے کرنے کی سعی کرنے والا۔

روزے کی اہمیت قرآن وحدیث کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اے لوگوں جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلی اُمتوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی اور پرہیزگار ہو جاؤ۔ (البقرہ 2-83)

جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

ہر نیکی کا بدلہ دس سے سات سو گنا تک عطا فرماتا ہوں مگر روزہ خالص میرے لیے ہے اور میں خود اس کی جزاء دونگا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ:

صبر آدھا ایمان ہے اور روزہ آدھا صبر۔

اور فرمایا:

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مُشک کی خوشبو سے بہتر ہے۔ (مشکوۃ، ترمذی)

آپ نے فرمایا:

روزہ دار کا سونا عبادت ہے سانس لینا تسبیح اور دعا قبولیت و اجابت کا باعث ہے۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

فرمایا:

جب رمضان کا مہینہ آتا ہے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جھکڑ دیا جاتا ہے اور ایک آواز دینے والا صدا لگاتا ہے اے خیر کے چاہنے والے جلدی کر کہ یہی قبولیت ہے اور شر کے چاہنے والے اب تو رُک جا۔ (بخاری شریف)

حدیث قدسی ہے:

جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ روزہ رکھا اور رمضان میں قیام کیا اس کے لیے یہ اجر ہے کہ سابقہ تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس نے ایمان احتساب کے ساتھ لیلۃ القدر میں قیام کیا اس کے بھی پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (بخاری شریف)

اور فرمایا:

جس نے بغیر کسی بیماری یا عذر کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑا تو پھر وہ بالفرض ہمیشہ روزہ رکھے تب بھی ایک فرض روزے کے برابر نہ ہوگا۔

رمضان کا پہلا عشرہ رحمت ، دوسرا مغفرت اور تیسرا دوزخ سے نجات کا باعث ہے۔ رمضان میں ایک رات ایسی ہے جو تمام راتوں سے افضل ہے اس ایک رات میں عبادت کرنا ہزار مہینے عبادت سے افضل ہے۔

روزے کی سب سے بڑی فضیلت و اہمیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور فرمایا:

اگرچہ تمام عبادتیں اسی معبود حق کے لیے ہیں لیکن یہ تخصیص

Marfat.com

ایسی ہے جیسے مساجد کے مقابلے میں کعبہ کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کی۔

قرآن و حدیث میں فرضیت روزہ کے لیے تاکید کا جو انداز اختیار کیا گیا ہے اس سے روزے کی اہمیت اور دین میں اس کی اہم حیثیت پر روشنی پڑتی ہے اسلامی عبادات میں روزے کی اسقدر اہمیت دو وجوہات کی بنا پر ہے۔

ایک وجہ تو یہ ہے کہ دیگر تمام عبادات ظاہری ارکان پر مشتمل ہیں ظاہری ارکان کی ادائیگی پر ہر کوئی باخبر ہو سکتا ہے۔ لیکن روزے کا تعلق انسان کے باطن سے ہے کہ ماسوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا اور روزہ دار خفیہ طور پر بھی گناہ کرنے سے باز رہتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے نفسانی ہیجان اور جسمانی جذبات دب جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا! شیطان انسان کے بدن میں اسطرح دوڑتا ہے جیسے رگوں میں خون تو اس کی راہ بھوک سے تنگ کرو، بھوک پیاس کی شدت سے نفس انسانی کمزور پڑ جاتا ہے اور نیکی کی طرف رغبت بڑھتی ہے۔ یہی روزے کا مقصد ہے۔

روزے کے مسائل

روزہ ہر عاقل بالغ اور تندرست پر فرض ہے۔ مریض تندرست ہونے پر اور مسافر سفر سے واپسی پر روزوں کی قضا کرے۔ خواتین جو ایام مخصوص میں روزے چھوڑیں بعد میں دوسرے رمضان کے آنے سے پہلے پہلے ان کی قضا پوری کر لیں۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

جو کوئی اس مہینے کو پائے تو چاہیے کہ روزہ رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا حالت سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزوں کی گنتی کو پورا کرے۔ (البقرہ۔ 2 - 185)

Marfat.com

بوڑھے مرد، عورتیں، حاملہ عورتیں، دودھ پلانے والی عورتیں، معذور اپاہج افراد، ہمیشہ بیمار رہنے والے مریض جن کی بیماری روزہ رکھنے سے بڑھ جائے مزدور طبقہ جو سخت مشقت سے روزی حاصل کریں ایسے افراد کے لیے اسلام نے آسانی کے طور پر ہر روزہ کے بدلے میں صرف ایک مسکین کو کھانا کھلانا بطور فدیہ مقرر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اور جو روزہ رکھنے میں مشقت پائیں وہ ایک مسکین کا فدیہ دیں'' (البقرہ 2-184)

روزہ مندرجہ ذیل حالتوں میں نہیں ٹوٹتا:

☆ بھول چوک سے کچھ کھا پی لے۔

☆ بے اختیار قے آ جائے۔

قے ایسی شدید آئے کہ روزہ جاری رکھنے میں جان کی ہلاکت ہو تو روزہ چھوڑ دے اور دوسرے دنوں میں اس کی قضا کرے۔ جو شخص جان بوجھ کر روزہ توڑے اس کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا متواتر ساٹھ روزے رکھے۔

مندرجہ ذیل چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے:

☆ ٹوتھ پیسٹ یا منجن سے دانت مانجھنے سے۔

☆ سگریٹ یا حقہ پینے سے، دھونی لینے سے۔

☆ کان یا ناک میں دوا ڈالنے سے۔

☆ کلی کرتے وقت بے احتیاطی سے۔

☆ روزہ یاد ہونے کی صورت میں حلق سے پانی نیچے چلے جانے سے۔

☆ انجکشن لگوانے سے۔

Marfat.com

حرام اور ممنوع چیزوں سے پرہیز

یوں تو اسلام نے ہر حالت میں حرام اور ممنوعہ چیزوں سے بچنے کی تعلیم دی ہے لیکن روزے کی حالت میں خاص طور پر ایسی چیزوں اور کاموں سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

جب تو روزہ رکھے تو تیرے کان تیری آنکھیں تیری زبان تیرے ہاتھ اور تمام اعضاء ناپسندیدہ اور حرام باتوں سے رُکے رہیں۔

مزید فرمایا:

اور جس کسی نے روزے کی حالت میں جھوٹ بولنا یا اس پر عمل کرنا ترک نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی غرض نہیں کہ وہ بھوکا پیاسا رہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت بشر بن حارث سے منقول ہے:

جس نے کسی کی غیبت کی اس کا روزہ ٹوٹ گیا۔

ایک روایت ہے:

جس نے غیبت کی اس نے اپنے روزے کو پھاڑ دیا اسے چاہیے کہ استغفار کر کے روزے کی پھٹن کی مرمت کرے۔

(قوت القلوب)

روزے کا مقصد صرف بھوک پیاس اُٹھانا نہیں بلکہ گناہوں اور نفسانی خواہشات سے پرہیز کرنا مراد ہے۔ جیسے نماز کا حکم دیا تو بتایا کہ اس کا مقصد فحاشی اور برائی سے بچنا ہے تو اس طرح روزے کا مقصد تقویٰ حاصل کرنا ہے۔ گویا روزے کے اصلی فوائد حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کثرت کرے۔

Marfat.com

مخلوق سے وابستگی اور دنیاوی مشاغل کم کرے تاکہ روزہ کامل طور پر پاکیزہ روزہ بن جائے۔ کسی سے جنگ وجدال نہ کرے، گالی گلوچ سے پرہیز کرے۔ اگر کوئی اُسے گالی دے یا مارے تو روزے کے احترام میں انتقام بھی نہ لے بلکہ اللہ کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لیے صبر کرے۔

رمضان شریف میں سحر وافطار کی برکتیں

روزہ رکھنے کے لیے سحری کھانا سنت ہے بھوک نہ ہونے کی صورت میں دو تین لقمے کھانے پر بھی سحری کا ثواب مل جائے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

سحری کھا لیا کرو سحری کھانے میں برکت ہے۔(بخاری شریف)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ روزہ سحری کھا کر رکھو تاکہ دن آسانی سے کٹ جائے اور اللہ کی عبادت اور دوسرے کاموں میں کمزوری اور سُستی نہ آئے۔ سحری نہ کھانے کی وجہ سے جسمانی طور پر کمزوری اور سُستی رہے گی جس سے عبادت میں جی نہ لگے گا اور یہ بڑی بے برکتی کی بات ہوگی۔ جب سحری کا وقت ختم ہو جائے تو اچھی طرح کلی کرے تاکہ دانتوں سے خوراک کے ذرات نکل جائیں۔ پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر یوں روزے کی نیت کرے۔

وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ ٥

اس طرح مستحب یہ ہے کہ جب سورج ڈوب جائے تو افطار میں جلدی کرے دیر سے روزہ کھولنا مکروہ ہے کسی بھی میٹھی چیز کھجور، نمک، پانی یا دودھ سے روزہ کھول سکتے ہیں جب روزہ کھولیں تو یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ ٥

روزہ کھولنے پر اپنی مغفرت، بخشش اور قبولیت روزہ کی دعا کریں، کیونکہ

Marfat.com

افطاری پر جو دعا بھی کی جاتی ہے وہ منظور ہوتی ہے۔

روزے کے اجتماعی فوائد

رمضان المبارک انسانی ہمدردی کا پیغام لے کر آتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے رمضان کو ہمدردی کا مہینہ فرمایا۔ انسانی فطرت ہے کہ جب تک کسی چیز کا عملی طور پر احساس نہ ہو اس وقت تک اس چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اسلام نے امراء کو بھوک پیاس کا عملی طور پر احساس دلانے کے لیے روزہ رکھنے کی تعلیم دی تاکہ اُن کو غرباء کی بھوک اور تنگ دستی کا احساس ہو اور ان کے اندر مساکین کے لیے ہمدردی پیدا ہو۔ احادیث میں منقول ہے کہ:

حضور نبی کریم ﷺ رمضان شریف کے مہینے میں تلاوت قرآن مجید، ذکر الٰہی اور صدقات و خیرات کی کثرت کرتے، جب بھی رمضان کا مہینہ آتا آپ ﷺ تمام قیدیوں کو رہا کر دیتے اور ہر سائل کی ضرورت کو پورا کرتے۔ حضور نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ فیاض تھے لیکن رمضان المبارک میں حضور نبی کریم ﷺ کی فیاضی اور بڑھ جاتی۔

جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو تمام مسلمانوں کے اندر مساوات کی ہمہ گیر لہر دوڑ جاتی ہے۔ تمام مسلمان حکم خداوندی کے تحت پو پھٹنے سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے پینے سے رُک جاتے ہیں اور ایک ہی حالت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اگر اس شاندار اسلامی نظام کو دیکھنا ہو تو اسلامی ممالک کے علاوہ انگلستان، جرمنی، امریکہ اور آسٹریلیا جیسے دور دراز ملکوں میں جائیے۔ جہاں جہاں مسلمان موجود ہوں گے پورے اہتمام کے ساتھ سحری کے وقت بیدار ہونگے سحری کھائیں گے شام کو افطاری کریں گے ان کو سوائے اللہ کے کسی کا ڈر نہ ہوگا۔

گویا رمضان شریف دنیا کے تمام مسلمانوں کو اتحاد و یگانگت اور مساوات کی لڑی میں منسلک کر دیتا ہے۔

Marfat.com

لیلۃ القدر کی فضیلت

لیلۃ القدر ایک مبارک رات ہے جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے۔ اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینے سے افضل ہے اسی لیے شب قدر کو بہت فضیلت والی رات کہا گیا کہ اس رات میں قرآن حکیم کو لوح محفوظ سے اُتار کر آسمان پر لایا گیا۔ لہٰذا شب قدر میں زیادہ سے زیادہ نوافل اور ذکر الٰہی کرنا چاہیے۔ طریقہ نوافل شب قدر حسب ذیل ہے۔

☆ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص شب قدر میں دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سات مرتبہ قل ھو اللہ پڑھے۔ نماز مکمل کر کے ستر مرتبہ یہ پڑھنے اَسْتَغْفِرُاللّٰہِ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَا لْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ابھی مصلّے سے اٹھنے نہ پائے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے والدین کے گناہوں کی مغفرت فرما دیگا اور فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس کے لیے جنت میں میووں کے درخت لگاتے رہیں، محل تعمیر کرتے رہیں، نہریں بناتے رہیں اور یہ پڑھنے والا ان کو جب تک اپنی آنکھ سے خواب میں دیکھ نہ لے گا اس وقت تک اس کو موت نہ آئے گی۔

☆ جو شخص چار رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں بعد الحمد شریف ایک بار اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُر اور قل ھو اللہ شریف تین بار پڑھے، اس پڑھنے والے پر موت کی سختی آسان ہوگی، عذاب قبر اٹھ جائے گا۔ اس کو جنت میں چار ستون ملیں گے جن کے ہر ستون پر ہزار محل ہوں گے۔

☆ حضرت علیؓ فرماتے ہیں جو شب قدر میں بعد نماز عشاء سات مرتبہ سورۃ القدر پڑھے، اسے ہر مصیبت سے نجات ملے اور ہزار فرشتے اس کے لیے جنت کی دعا کریں گے۔

Marfat.com

شب قدر کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ يَا غَفُوْرُ يَا غَفُوْرُ يَا غَفُوْرُ۔

شبِ عید الفطر

رمضان المبارک کی آخری رات کو شبِ عید کہا جاتا ہے یہ رات بڑی فضیلت والی رات ہے۔ لہٰذا اس شب کو عبادت الٰہی میں مصروف رہنا چاہیئے۔ اس رات کی فضیلت میں مندرجہ ذیل احادیث آئی ہیں۔ حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جو عیدین کی راتوں میں شب بیداری کر کے قیام کرے اس کا دل نہیں مرے گا جس دن کہ سب کے دل مردہ ہو جائیں گے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے:

جو پانچ راتوں میں شب بیداری کر کے اللہ کی عبادت کرے اس کے لیے جنت واجب ہے یعنی ذی الحجہ کی آٹھویں، نویں اور دسویں راتیں عید الفطر کی رات، پندرہ شعبان یعنی شب برات۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

کہ رمضان شریف کی آخری رات میں اس اُمت کی مغفرت ہوتی ہے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ شب قدر ہے فرمایا نہیں وہ رات شب عید ہے کہ اس رات کام کرنے والے کو اس کے کام کی پوری مزدوری دی جاتی ہے۔

چنانچہ اس رات زیادہ سے زیادہ عبادت استغفار اور نوافل پڑھنے چاہئیں تاکہ رمضان المبارک کے روزے اور عبادت بارگاہ رب العزت میں قبول ہو جائے۔

Marfat.com

نفل روزوں کا بیان

عید کے چھ روزے

شوال میں عید کے فوراً بعد چھ روزے ہوتے ہیں۔ احادیث میں ان روزوں کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے:

جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد چھ روزے شوال میں رکھے تو وہ ایسا ہے جیسے سال بھر روزہ دار رہا۔

حدیث قدسی ہے:

جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھ لیے گویا اس نے پورے سال کا روزہ رکھا اور جو شخص ایک نیکی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے دس نیکیوں کا اجر عطا فرمائیں گے۔

جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد چھ روزے عید کے رکھے تو گناہوں سے ایسا نکل جائے گا گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

شوال کے چھ روزے رکھنے کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ سال بھر کے روزوں کا ثواب آدمی کو ذرا سی مشقت سے ہاتھ آتا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ رمضان شریف کے روزوں میں جو کوتاہیاں ہوئیں اور ان کے نتیجے میں جو ثواب کا نقصان ہوا وہ انشاء اللہ یہ روزے رکھنے سے پورا کر دیا جائے گا۔

عاشورہ محرم الحرام کا روزہ

ماہ محرم الحرام اسلامی سال کی ابتداء ہے یہ مہینہ عبرت، نصیحت، معرفت قربانی، ایثار، صبر و رضا کا درس دیتا ہے۔ یوم عاشورہ اپنی خصوصیت میں بہت ممتاز ہے اور احادیث میں اس کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے یہ وہ دن ہے کہ

Marfat.com

جس میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی ایک جماعت کو عزت و کرامت سے نوازہ۔
یہی وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے:

☆ حضرت آدم و حوا علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔
☆ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام مخلوقات پر برگزیدہ کیا۔
☆ حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش کو معاف فرمایا۔
☆ حضرت ایوب علیہ السلام سے بلا کو رفع فرمایا۔
☆ حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھایا۔
☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور پھر زندہ آسمان پر اُٹھالیا۔
☆ حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات دلائی۔
☆ حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کو باہم ملا دیا۔
☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا اور ان پر آتش نمرود کو گلزار کر دیا
☆ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو کوہِ جودی پر ٹھہرایا۔
☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے بچالیا۔
☆ نواسئہ رسول ﷺ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کو شہادت عظیم کا رُتبہ عطا فرمایا اور حق کی خاطر دی گئی اس قربانی کی یاد کو رہتی دنیا تک ثبات عطا کر دیا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں کے یہود کو روزہ دار پایا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے دریافت فرمایا یہ کیا دن ہے کہ تم اس دن روزہ رکھتے ہو عرض کی یہ عظمت والا دن ہے کہ اس میں موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات بخشی اور فرعون اور اس کی قوم کو ڈبو کر غرق کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکرانے کے اس دن روزہ رکھا تو ہم بھی اس دن روزہ رکھتے ہیں۔

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام کی موافقت کرنے میں

Marfat.com

بہ نسبت تمہارے ہم زیادہ حقدار اور قریب ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے خود بھی اس دن روزہ رکھا اور اس کا حکم بھی فرمایا اور بشارت دی جو اس دن روزہ رکھے اس کے گزشتہ سال کے گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی۔

اس دن صدقات خیرات کا بڑا درجہ ہے صوفیاء کرامؒ کا ارشاد گرامی ہے۔

☆ جو عاشورہ محرم کے دن کسی ایک فقیر اور حاجت مند پر صدقہ کرے تو گویا اس نے تمام فقراء اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کی۔

☆ جو اس دن کسی مسافر کو سیدھے رستے پر ڈال دے اللہ رب العزت اس کے دل کو نور ایمان سے منور فرما دیں گے۔

☆ جو اس دن کسی مسکین کی عزت افزائی کرے اسے اللہ تعالیٰ قبر میں کرامت بخشیں گے اور عذاب قبر سے محفوظ رکھیں گے۔

حدیث قُدسی ہے فرمایا حضور ﷺ نے:

جو عاشورہ محرم کو اپنے اہل وعیال پر فراخی سے خرچ کرے گا اللہ تعالیٰ سال بھر کے لیے اس کے رزق کو کشادہ کر دیں گے۔

حضرت سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں:

ہم نے پچاس بار اس بات کا تجربہ کیا اور ہر سال رزق میں فراخی پائی۔

جو اس دن کسی یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرے اللہ تعالیٰ ہر بال کے عوض جنت میں اس کا درجہ بلند فرمائے گا۔

الغرض عاشورہ محرم کا دن وہ بابرکت دن ہے کہ جسکی فضیلت سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مہینے کا احترام بجالانے کی توفیق بخشے۔ آمین

ذی الحجہ کے روزے کی فضیلت

حدیث شریف میں ذی الحجہ کے پہلے عشرے کی بڑی فضیلت آئی ہے کہ

Marfat.com

ان دس دنوں سے زیادہ کسی دن کے اعمال صالحہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں مقبول نہیں۔ ان کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں اور ہر شب کا قیام شب قدر کے برابر ہے۔ خصوصاً یوم عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا روزہ کہ یہ سال میں سب سے افضل دن ہے۔ اس کا روزہ صحیح حدیث کی رو سے ہزاروں روزوں کے برابر ہے اور دو سال کامل کے گناہوں کی معافی ہے ایک سال گزشتہ ایک سال آئندہ۔

ماہ رجب کے روزے کی فضیلت

رجب المرجب اللہ کا مہینہ ہے۔ اسی مہینے کی ستائیس تاریخ کو حضور نبی کریم ﷺ کو معراج ہوئی۔ اس رات کی فضیلت کے متعلق حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

> جس نے ستائیس رجب کا روضہ رکھا اس کو ساٹھ مہینوں کے روزوں کا ثواب ملے گا۔

اسی دن جبرائیلؑ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں وحی لے کر نازل ہوئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

> ماہ رجب میں ایک رات اور ایک دن ایسا ہے کہ اگر اس دن کا روزہ رکھے اور اس رات کو عبادت کرے تو اس کو ایک سو برس روزے رکھنے والے اور سو سال کی راتوں میں عبادت کرنے والے کے برابر اجر ملے گا۔ یہ رات وہ رات ہے کہ جس کے بعد رجب کی تین راتیں رہ جاتی ہیں یعنی ستائیسویں شب۔

ماہ شعبان کے روزے کی فضیلت

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"رجب اللہ کا اور شعبان میرا مہینہ ہے۔"

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:

حضورﷺ کو میں نے اس مہینے سے زیادہ کسی مہینے میں روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

خصوصاً جب شعبان کی پندرھویں تاریخ آجائے تو اس رات جو قیام کرے اور دن کو روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کی بخشش و مغفرت فرما دیں گے۔

شعبان المعظم کی پندھوریں رات کو شب برات کہا جاتا ہے۔ برات کا مطلب ہے نجات کی رات۔ اس رات کی فضیلت یہ ہے کہ اس رات اللہ رب العزت اپنے بندوں کو اپنی خصوصی رحمت سے نوازتا ہے۔ اس رات ہر امر کا فیصلہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ مخلوق میں رزق تقسیم فرماتا ہے۔ پورے سال میں اُن سے سر زد ہونے والے اعمال اور پیش آنے والے واقعات سے اپنے فرشتوں کو باخبر کرتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہﷺ نے فرمایا:

اُٹھو شعبان مہینہ کی پندرھویں رات کو اس لیے کہ بالقین یہ رات مبارک ہے اللہ تعالیٰ اس رات کو فرماتا ہے'' ہے کوئی ایسا جو بخشش چاہتا ہوتا کہ میں اسکو آسودہ کروں'' چنانچہ صبح تک یہی ارشاد ہوتا رہتا ہے۔

زکوٰۃ وصدقات کا بیان

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا اور اس کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ کی اَن گنت صفات میں سے ایک صفت ربوبیت ہے جو انسان سے تقاضا کرتی ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق صفت ربوبیت کا اظہار کرے۔ اسلام میں یہ اظہار زکوٰۃ، خیرات ،صدقات لی صورت میں بیان ہوا ہے۔ ایک بندہ مومن جب زکوٰۃ دیتا ہے تو دراصل وہ اللہ کی صفت ربوبیت کا اظہار کرتا ہے۔ زکوٰۃ اسلام کا تیسرا بنیادی رکن ہے اور یہ ۲ھ میں فرض ہوا۔

Marfat.com

قرآن حکیم میں بیسیوں جگہ نماز کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرنے کا ذکر آیا ہے۔ جس طرح نماز انسان کو خلق خدا سے شفقت اور ہمدردی کا سبق دیتی ہے زکوٰۃ اس کا عملی اظہار ہے۔ اگر ایک شخص نماز ادا کرتا ہے لیکن مخلوق خداوندی کے لیے کچھ خرچ نہیں کرتا تو گویا وہ نمازی نماز کی حقیقت سے بالکل غافل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں قرآن مجید میں نماز کا ذکر آیا ہے وہیں ساتھ زکوٰۃ ادا کرنے کا بھی حکم آیا ہے۔

زکوٰۃ کا لفظ زکا سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں پھلنا پھولنا، زیادہ ہونا، پاک ہونا شرعی اصطلاح میں زکوٰۃ سے مراد وہ مال ہے جو بطور نصاب امراء سے لیا جائے گا اور غریبوں، محتاجوں اور حاجت مندوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ زکوٰۃ مال کو طیب اور دل کو گناہوں کے زنگ سے پاک کرتی ہے۔ قرآن مجید میں لفظ زکوٰۃ کے علاوہ دو لفظ اور بھی اسی معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔

صدقہ اور انفاق فی سبیل اللہ

صدقہ کا لفظ صدق سے مشتق ہے جس کے معنی سچائی اور خلوص کے ہیں۔ زکوٰۃ کو صدقہ اس لیے بھی کہا جاتا ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کے دل میں خلوص اور سچائی کی چمک پیدا ہو جاتی ہے جس سے اس کا باطن روشن ہوتا ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ کے الفاظ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ غرباء، مساکین اور محتاجوں کو دینا گویا اللہ کو دینا ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بہترین عمل ہے۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ زکوٰۃ ادا کر دی تو حق ادا ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے''

چنانچہ حضور ﷺ کے اس فرمان کی روشنی میں ہم پہلے صدقات اور انفاق فی سبیل اللہ پر بحث کریں گے پھر زکوٰۃ اور زکوٰۃ کے مسائل و مصارف کو بیان کریں گے۔

Marfat.com

صدقات اور انفاق فی سبیل اللہ قرآن و حدیث کی روشنی میں

اسلام ایک مکمل فلاحی معاشرے کا نظریہ پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار اس بات کی تاکید فرمائی ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ اس میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

☆ جو لوگ اللہ کی راہ میں (یعنی کار خیر) میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا ہو جس میں سات بالیں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے (یعنی ایک دانہ سے سات سو دانے مل گئے) اللہ جل شانہٗ جس کو چاہتے ہیں زیادہ عطا فرما دیتے ہیں اللہ بہت کشادہ دست اور با خبر ہے۔ (سورۃ البقرہ آیت ۲۶۱)

☆ اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں تھوڑا یا بہت اور اللہ کی راہ میں جو بھی وادی طے کرتے ہیں سب ان کے اعمال میں لکھا جاتا ہے تاکہ اللہ ان کے اچھے کاموں کا انہیں صلہ دے۔ (سورۃ توبہ آیت ۱۲۱)

☆ تمہارے لیے مناسب یہی کہ جو بھی خرچ کرو اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے خرچ کرو اور جو اچھی چیز بھی اللہ کی راہ میں دو اس میں تمہارے ہی لیے بھلائی ہے اور جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اس کا تمہیں پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور تم پر ہرگز زیادتی نہیں کی جائے گی۔ (سورۃ البقرہ آیت ۲۷۲)

☆ اگر خیرات علانیہ دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو تو تمہارے لیے سب سے بہتر ہے اس میں تمہارے کچھ گناہ مٹیں گے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی (خواہ ظاہر ہوں یا خفیہ) خبر ہے۔ (سورۃ البقرہ آیت ۲۷۱)

☆ جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں دن کو اور رات کو چھپ کر اور ظاہراً ان کے لیے ان کے رب کے پاس اجر ہے اور نہ ان پر کسی

Marfat.com

قسم کا خوف ہے اور نہ انھیں غم ہوگا۔

اللہ کی راہ میں بہترین چیز دو

اے ایمان والو! اپنی پاک کمائی میں سے کچھ دو اس میں سے بھی دو جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا اور ناقص مال اللہ کے لیے نہ دو ایسا مال جو اگر خود تمہیں دیا جاتا تو تم قبول نہ کرتے سوائے اس کے کہ چشم پوشی کرنے کے لیے اور جان لو کہ اللہ بے نیاز ہے اور صفات والا ہے۔

☆ تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک اپنی محبوب چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔

کس طرح اور کن پر خرچ کیا جائے

تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں۔ آپ ﷺ کہہ دیجئے جو کچھ مال نیکی کی راہ میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لیے ہے اور جو کچھ بھلائی بھی تم کرو بے شک اللہ اسے جانتا ہے۔

کتنا خرچ کریں

قرآن حکیم میں ارشاد ہے: پوچھتے ہیں ہم راہ خدا میں کیا خرچ کریں؟ کہیے جو کچھ تمہاری ضرورت سے زیادہ ہو اسی طرح اللہ تمہارے لیے صاف احکام بیان فرماتا ہے شائد کہ تم دنیا و آخرت کی فکر کرو۔

بخل سے بچو

بخل کے بارے میں قرآن حکیم ارشاد ہے:

☆ اور جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان پر بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج۔ اور اگر تم منہ پھیر لو تو وہ تمہاری جگہ اور لوگ بدل لے گا اور وہ

Marfat.com

تم جیسے نہ ہوں گے۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے:

☆ اور ان میں سے کچھ وہ ہیں جنھوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ضرور ہم بھلے آدمی بن کر رہیں گے تو جب اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دیا تو اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے اس بدعہدی پر۔ اللہ نے ان کے دلوں میں قیامت تک کے لیے نفاق رکھ دیا اس لیے کہ انھوں نے اللہ سے وعدہ خلافی کی اور اس لیے کہ جھوٹ بولتے تھے۔ (سورۃ توبہ آیات ۷۵ تا ۷۷)

کنجوس یہ گمان نہ کریں کہ ان کو اللہ تعالیٰ جو مال و دولت دیتا ہے اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے میں ان کی بھلائی ہے قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

''اور جو بخل کرتے ہیں اس مال میں جو اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے فضل سے دیا وہ ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے۔ عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں اور زمینوں کا اور اللہ تمہارے کاموں کی خبر رکھتا ہے''

بخل انفرادی اور اجتماعی ہلاکت کا موجب ہوتا ہے۔ بخیل افراد اور بخیل قومیں تباہی کے گڑھے میں گر کر تباہ ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بھلائی کرنے والے ہو جاؤ بے شک بھلائی کرنے والے اللہ کے محبوب ہیں۔''

قرآن مجید نے منافقین کی ایک علامت بیان کی ہے کہ وہ انفاق فی سبیل اللہ کو تاوان سمجھتے ہیں اور حتی الامکان بخل سے کام لیتے ہیں۔

Marfat.com

مساکین پر احسان جتانے کی ممانعت

قرآن پاک میں خیرات دینے کے بعد احسان جتلانے اور ایذا رسانی سے منع فرمایا گیا ہے۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

"اے ایمان والو! تم احسان جتا کر یا ایذا دے کر اپنی خیرات کو برباد نہ کرو اُس شخص کی طرح جو اپنا مال محض دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور قیامت پر یقین نہیں رکھتا۔" (البقرہ 268)

اپنی نمائش کے لیے خرچ نہ کرو

ارشاد خداوندی ہے:

"اور وہ لوگ (اللہ کو ناپسند ہیں) جو اپنے مالوں کو لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتے ہیں درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور شیطان جس کا رفیق ہو اسے بہت بُری رفاقت ملی۔" (سورۃ النساء 38)

انفاق فی سبیل اللہ احادیث کی روشنی میں

سرور دو عالم ﷺ نے خیرات، صدقات اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے:

"جس بستی میں کسی شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ رات بھر بھوکا رہا۔ اس بستی سے اللہ کی حفاظت و نگرانی کا وعدہ ختم ہوگیا۔" (مسند امام احمد)

Marfat.com

آنحضورﷺ نے فرمایا:

''خدا کی قسم وہ مومن نہیں، خدا کی قسم وہ مومن نہیں، خدا کی قسم وہ مومن نہیں جو ایسی حالت میں پیٹ بھرے کہ اس کا ہمسایہ بھوکا ہو۔''

آنحضرتﷺ کی اس حدیث مبارکہ میں ہمسایہ ہونے میں مسلم غیر مسلم کا امتیاز نہیں۔ یہ ہے حضورﷺ کا خُلق عظیم اور ہمارے رحمتہ اللعالمین نبی کی مبارک تعلیم، جو انسانیت کے لیے فلاح کا ایک عظیم پیغام لے کر دنیا میں تشریف لائے۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا:

''ایک دینار ہے جسے تو نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔ ایک دینار ہے جسے تو نے گردن آزاد کرانے میں خرچ کیا اور ایک دینار ہے جسے تو نے مسکین پر صدقہ کیا اور ایک دینار ہے جسے تو نے اپنے اہل پر خرچ کیا ان میں سے بڑا ثواب اس دینار کا ہے جس کو اپنے اہل پر خرچ کیا۔'' (مُسلم)

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالمﷺ نے فرمایا:

''صدقہ کرنے میں جلدی کرو، بے شک بلائیں اس سے تجاوز نہیں کرتیں۔'' (مشکوٰۃ)

ایک اور حدیث پاک ہے:

''صدقہ اپنے اُوپر لازم کرو بے شک اللہ تعالیٰ صدقہ کی برکت سے ستر دروازے بلاؤں کے بند فرماتا ہے ان کا معمولی اور آسان دروازہ جزام اور برص ہیں۔'' (کشف الغمہ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ:

''سخیّ اللہ سے قریب ہے جنت سے قریب ہے لوگوں سے قریب ہے اور آگ سے دور ہے اور کنجوس (بخیل) اللہ

Marfat.com

سے دور ہے جنت سے دور ہے لوگوں سے دور ہے اور آگ کے قریب ہے اور یقیناً سخی جاہل، کنجوس عابد سے افضل ہے۔" (ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کس صدقہ کا زیادہ اجر ہے۔ فرمایا:

"اس کا کہ صحت کی حالت میں ہو مال کی تمنا ہو محتاجی کا ڈر ہو اور تونگری کی آرزو ہو۔ یہ نہیں کہ چھوڑے رہے اور جب جان گلے کو آجائے تو کہے اتنا فلاں کو اور اتنا فلاں کو دینا اور یہ تو فلاں کا ہو ہی چکا یعنی وارث کا۔" (مُسلم)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ:

"جو مسلمان کسی مسلمان کو کپڑا دے تو جب تک اس کا ایک پیوند بھی اس شخص کے جسم پر رہے گا، پہنانے والا اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔ (ترمذی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

"صدقہ رب عزوجل کے غضب کو دور کرتا ہے اور بُری موت سے بچاتا ہے۔" (ترمذی)

عمرو بن عوفؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

"مسلمان کا صدقہ عمر میں زیادتی اور بُری موت کو دفع کرنے کا سبب بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے تکبر و تفاخر کو دور فرماتا ہے۔" (طبرانی)

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"جس نے حرام مال جمع کیا پھر اسے صدقہ کیا تو اس میں اس کے لیے کچھ ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے۔" (حاکم)

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میرے پاس ایک دینار ہے۔ فرمایا! اسے اپنے اوپر خرچ کرو۔ عرض کیا میرے پاس ایک اور بھی ہے۔ فرمایا! اسے اپنے گھر والوں پر خرچ کرو۔ عرض کیا میرے پاس ایک اور بھی ہے۔ فرمایا! اسے اپنے خادم پر خرچ کرو۔ عرض کیا میرے پاس ایک اور بھی ہے فرمایا تم جانو (ابوداؤد۔ نسائی)

قرآن پاک نے معاشرے کے افراد میں تعلیم و ہدایت کے ذریعے رضا کارانہ انفاق فی سبیل اللہ کی ایک عام روح پھونک دینے پر ہی اکتفا نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کو ہدایت کی کہ آپ کم سے کم انفاق کی ایک حد مقرر کر کے ایک فریضہ کے طور پر اسلامی ریاست کی طرف سے اس کی تحصیل اور تقسیم کا انتظام کریں۔ انفاق فی سبیل اللہ کو اللہ تعالیٰ نے قرض حسنہ کی مثال دے کر واضح فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ہی عطا کیے ہوئے مال سے انفاق فی سبیل اللہ کے لیے قرض حسنہ کی اصطلاح کا استعمال کر کے اس قرضہ کو کئی گنا لوٹانے کا وعدہ فرماتے ہیں:

"کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے تو اللہ اُسے کئی گنا بڑھا دے اور اللہ ہی تنگی اور کشائش کرتا ہے اور تم کو اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔" (سورۃ البقرہ 245)

فرضیت زکوٰۃ

قرآن مجید میں نماز ادا کرنے کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ ادا کرنے کا بھی حکم آیا ہے۔ جس میں یہ حکمت ہے کہ انسان اس وقت تک صحیح تربیت یافتہ نہیں کہلا سکتا جب تک وہ اللہ کے حضور جھکنے کے ساتھ ساتھ مخلوق الٰہی کی خدمت بجا نہیں لاتا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

☆ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔

☆ پس اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی

Marfat.com

بھائی ہیں۔ (سورۃ لقمان 14,13)

☆ جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ بلاشبہ وہ لوگ جو ایمان لائے نیک عمل کیے نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے۔ (لقمان)

☆ یہ ہدایت ان متقیوں کے لیے ہے جو غیب پر ایمان لائے نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انھیں دیا اس میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں کامیاب ہوگئے وہ مومن جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ (سورۃ البقرہ 3,2)

اہمیت از روئے حدیث

حضرت جریر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر تین باتوں کی بیعت کی۔ نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنا۔

ایک دفعہ عبدالقیس آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلامی تعلیمات دریافت کرنے لگا تو آپ ﷺ نے سب سے پہلے نماز اور زکوٰۃ کا ذکر فرمایا۔

9ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل ؓ کو مبلغ اسلام بنا کر یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا پہلے ان کو توحید کی دعوت دینا۔ جب وہ جان لیں تو ان کو بتانا کہ پانچ وقت کی نمازیں ان پر فرض ہیں۔ جب وہ نماز پڑھنے لگیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے دولت مندوں سے لی جائے گی اور ان کے غریبوں میں تقسیم کی جائے گی۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنا عذاب الٰہی کا موجب ہے

اسلام میں صرف زکوٰۃ دینے ہی کا حکم نہیں بلکہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے متعلق سخت عذاب کی خبر دی گئی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

Marfat.com

"وہ لوگ جو سونا اور چاندی جوڑ جوڑ کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انھیں دردناک عذاب کی خبر دے دو، جس دن وہ سونا چاندی جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اسی سے ان کی پیشانیاں پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی یہ ہے جو تم نے اپنے لیے جوڑ رکھا تھا اب اس جوڑ رکھنے کا مزہ چکھو۔"

(کیمیائے سعادت)

اور جس کے پاس مال مویشی ہوں اور وہ زکوٰۃ ادا نہ کرے تو ان کو قیامت کے دن ان پر مسلط کر دیا جائے گا تاکہ وہ اپنے سینگوں سے اپنے مالکوں کو ماریں اور پاؤں سے روندیں۔ جب تمام چوپائے گزر جائیں گے تو پھر آگے والے پلٹ کر انھیں روندنا شروع کر دیں گے اور جب تک سب کا حساب مکمل نہ ہو جائے یہ عمل اس طرح جاری رہے گا۔

حدیث میں یہ بھی منقول ہے (اُمراء) پر زکوٰۃ کا علم سیکھنا فرض ہے۔

زکوٰۃ کن اموال پر اور کتنی فرض ہے

زکوٰۃ ہر آزاد مسلمان پر فرض ہے بشرطیکہ:

- ☆ وہ مال نصاب کا مالک ہو اور اس مال پر پورا تصرف رکھتا ہو یعنی وہ اسے کام میں لانے پر قدرت رکھتا ہو۔
- ☆ اس مال پر پورا سال گزر جائے۔
- ☆ اس مال میں نمو یعنی بڑھنے کی صلاحیت ہو۔

زکوٰۃ سونا، چاندی، روپے خواہ سِکوں کی شکل میں ہوں یا نوٹ ہوں۔ مال تجارت اور زمین کی پیداوار پر یہ زکوٰۃ فرض ہے اور اُن جانوروں پر جو سال کا بیشتر حصہ چر کر اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔ استعمال کی چیزیں یعنی رہائشی مکان، سبزی پھل جو اپنے استعمال میں آتے ہیں زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں۔ اسلام نے نہایت ہی

Marfat.com

حکمت سے اُن اشیاء پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو کچھ عرصہ تک محفوظ رہ سکتی ہیں۔ جن میں ترقی ونشوونما کی صلاحیت نہ ہو ان پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ جن اموال پر زکوٰۃ فرض کی گئی ہے ان میں ایسا نہیں ہے کہ ہر قلیل وکثیر پر زکوٰۃ فرض کر دی بلکہ ان کے لیے حضور نبی کریم ﷺ نے ایک خاص مقدار مقرر فرمائی جسکو اصطلاحاً نصاب کہا جاتا ہے۔ ہر چالیس روپے پر ایک روپیہ زکوٰۃ ہے۔ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے اور چاندی کا باون تولے چاندی۔ سونے میں وزن کا اعتبار ہے قیمت کا نہیں۔ بھیڑ بکریوں کے گلے پر جبکہ تعداد چالیس تک پہنچ جائے ایک بھیڑ یا بکری بطور زکوٰۃ ہوگی۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت نیت کرنی چاہیے اور اگر ادائیگی کے لیے وکیل مقرر کرنا ہو تو تقرر کے وقت نیت کرلیں کہ یا اللہ میں فرض زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے ایسا کر رہا ہوں دوسرے جب سال گزر جائے تو زکوٰۃ کی ادائیگی میں جلدی کرنی چاہیے۔ بلا عذر تاخیر جائز نہیں۔ اس طرح صدقہ فطر کی ادائیگی میں عید سے تاخیر نہ کرنی چاہیے بلکہ رمضان میں دے دیں تو بہتر ہے۔

مصارف زکوٰۃ

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے آٹھ طبقات کا ذکر کیا ہے جن کو زکوٰۃ دینا فرض ہے ارشاد ہوتا ہے:

> زکوٰۃ صرف فقراء کے لیے ہے مساکین اور صیغہ میں کام کرنے والوں اور ان لوگوں کے لیے جن کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کرنا ہو اور غلاموں کو آزاد کرانے اور مقروض اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کے لیے۔
>
> یہ اللہ کی طرف سے ضروری ٹھہرایا گیا ہے اللہ خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ (سورۃ توبہ 9-6)

حکم الٰہی کی روشنی میں زکوٰۃ لینے والوں میں سب سے پہلا طبقہ فقراء کا

Marfat.com

ہے۔ فقیر وہ ہے جس کی ملکیت میں کوئی چیز نہ ہو اور نہ ہی وہ کوئی کمائی کر سکے۔ اگر کسی کے پاس ایک روز کا کھانا اور لباس موجود ہے تو وہ فقیر نہیں اور اگر نصف یوم کا کھانا اور ادھورا لباس ہے تو وہ شخص فقیر ہے۔ طالب علم جو کمائی کی شکل میں طلب علم سے محروم رہتا ہے تو وہ بھی فقراء کے زمرے میں آئے گا۔

دوسرا طبقہ مساکین کا ہے۔ جس شخص کا سالانہ خرچ آمدنی سے زیادہ ہو وہ مسکین ہے۔ اگرچہ اس کے پاس مکان و لباس موجود ہو۔ جب سال بھر کے ضروری اخراجات کے لیے اس کے پاس سرمایہ نہ ہو اور اس کی محدود آمدنی گھر کا بوجھ اُٹھانے کے قابل نہ ہو تو اسے اتنی مقدار میں دینا کہ سارا سال اطمینان سے گزر جائے۔ ایسے شخص کے پاس بستر گھریلو سامان کتابیں وغیرہ موجود ہوں تب بھی وہ مسکین ہے۔ ہاں ضروریات زندگی سے زیادہ سامان رکھتا ہو پھر نہیں۔

تیسرا طبقہ ان افراد کا ہے جو زکوٰۃ کی وصولی اور اس کی تقسیم کا کام سرانجام دیں۔ ان افراد کو زکوٰۃ کے مال میں سے اجرت دینا صحیح ہے۔

چوتھی قسم مولفتہ القلوب کی ہے یعنی وہ معزز اشخاص جو مسلمان ہو جائیں ان کی مزید رغبت کے لیے انھیں زکوٰۃ دی جائے۔

پانچویں قسم غلاموں کی ہے۔ اسلام کے علاوہ کوئی مذہب ایسا نہیں جس نے غلاموں کے لیے باضابطہ طور پر بیت المال سے ایک حصہ مقرر کیا ہو۔ یہ آزادی تین طرح سے ہو سکتی ہے۔

☆ حکومت مالکوں سے غلام خرید کر آزاد کرے۔

☆ اسیران جنگ کا فدیہ دیا جائے۔

☆ ان غلاموں کی مدد کی جائے جو اپنے مالک کو رقم دے کر آزاد ہونا چاہتے ہیں۔

چھٹی قسم ان اشخاص کی ہے جو نیک مقاصد میں قرضدار ہیں۔ اس میں امیر و غریب کی کوئی قید نہیں۔ مقروض کا قرض اُتارنے کے لیے زکوٰۃ فنڈ سے خرچ کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

ساتویں قسم ان غازیوں کی ہے جن کا روزینہ بیت المال سے مقرر نہ ہو انھیں زکوٰۃ دی جائے۔

آٹھویں قسم مسافروں کی ہے زکوٰۃ فنڈ سے مسافروں کی امداد کا حکم ہے۔ راستے میں کوئی آفت پڑ جائے۔ مسافر بیمار ہو جائے یا اس کی رقم کھو جائے تو وہ بالکل تہی دست ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ مالی امداد کا پوری طرح محتاج ہے اس کے علاوہ اپنے اہل یعنی ماں باپ، دادا دادی، بیٹا بیٹی، پوتا پوتی کو زکوٰۃ نہیں لگتی۔ ہاں دوسرے غریب رشتہ داروں کو دی جا سکتی ہے کہ انھیں زکوٰۃ دینے کا دوہرا ثواب ہے قرابت کا بھی اور زکوٰۃ کا بھی۔ البتہ حضور ﷺ کی اولاد یعنی سادات کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔ آپ ﷺ نے سادات کو زکوٰۃ لینے سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ گناہوں کا میل ہے جو نفوس قدیمہ کے لیے مناسب نہیں۔

زکوٰۃ ادا کرنے میں کیا حکمت ہے

جس طرح نماز کی ایک حقیقت ایک روح ہے اسطرح زکوٰۃ کی بھی ایک حقیقت ایک روح ہے زکوٰۃ ادا کرنے میں تین راز مخفی ہیں۔

☆ پہلا یہ ہے کہ بندے کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا حکم دیا گیا ہے۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اللہ سے اپنی محبت کا دعویٰ نہیں رکھتا بلکہ مسلمان تو اس امر پر معمور ہیں کہ وہ اللہ سے زیادہ کسی چیز کو عزیز نہ رکھیں۔ واضح رہے کہ مال و دولت بھی انسان کو بڑے محبوب ہیں۔ اس لیے مال کو اللہ تعالیٰ نے فتنہ قرار دیا کیونکہ بعض اوقات انسان اپنی محبوب چیز کے لیے احکام الٰہیہ کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ لہٰذا اللہ نے اموال پر زکوٰۃ فرض کر کے انسان کو آزمایا کہ اگر تم مجھ سے اپنی محبت میں سچے ہو تو اپنی محبوب چیز کو مجھ پر قربان کر دو تا کہ میری دوستی میں تجھے اپنی صداقت کا علم ہو جائے۔ جن لوگوں نے اس راز کو سمجھا اُن میں پہلا درجہ صدیقین کا ہے کہ جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے سب قربان کر دیتے ہیں۔ اس کی مثال

Marfat.com

امیرالمومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل سے مل سکتی ہے کہ جہاد کے موقع پر سب صحابہؓ اپنا اپنا مال لائے اور کچھ مال اپنے اہل وعیال کے لیے چھوڑ آئے۔ مگر جب صدیق اکبرؓ نے اپنا سارا مال حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو سرکار دو عالم ﷺ نے پوچھا! اے ابوبکرؓ اپنے اہل کے لیے کیا چھوڑ آئے؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فقط اللہ اور اُس کے رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ سے کسی نے زکوٰۃ کے متعلق پوچھا تو فرمایا:

''عام آدمیوں کے لیے چالیسواں حصہ زکوٰۃ واجب ہے مگر اہل محبت کے لیے سارا مال راہ خدا میں دینا واجب ہے۔''

☆ زکوٰۃ کی ادائیگی میں دوسرا راز بخل کی نجاست سے اپنے دل کو پاک کرنا ہے۔ انسانی قلوب کے لیے بخل نجاست کی مانند ہے۔ جس طرح ظاہری نجاست انسان کو نماز کی ادائیگی کے قابل نہیں چھوڑتی۔ اسی طرح دل کی نجاست انسان کو قرب حق کے قابل نہیں چھوڑتی اور مال خرچ کیے بغیر آدمی کا دل بخل کی نجاست سے پاک نہیں ہوتا۔ اسی سبب سے زکوٰۃ بخل کی نجاست کو دل سے دور کرتی ہے اور قلبی طہارت کا سبب بنتی ہے اس پانی کی مانند جو ظاہری میل کو دور کرتا ہے۔

زکوٰۃ ادا کرنے کا تیسرا مقصد شکران نعمت ہے۔ اس لیے کہ مال دنیا و آخرت میں مسلمانوں کے لیے راحت کا سبب ہے۔ تو جس طرح نماز، روزہ، حج نعمت بدن پر شکر کے طور پر ادا کیے جاتے ہیں۔ اس طرح زکوٰۃ مال کی نعمت کا شکریہ ہے تاکہ آدمی اپنے آپ کو بے پروا ثابت کرسکے۔ اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو جو اس کی مانند ہیں درماندہ و عاجز دیکھ کر یہ کہے، یہ بھی تو میری طرح خدا کا بندہ ہے۔ اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے مجھے اس سے مستغنی اور بے پروا کیا اور اسے میرا محتاج بنایا۔ مجھے اس کے ساتھ بہتر سلوک کرنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ یہ آزمائش ہو اگر خاطر مدارت میں کوئی کوتاہی واقع ہوگئی تو مبادا اللہ مجھے اس جیسا اور اسے مجھ جیسا کردے۔

Marfat.com

ہر ایک پر لازم ہے کہ وہ زکوٰۃ کے ان اسرار کو سمجھے تاکہ اس کی یہ عبادت بے روح نہ رہ جائے اور جو یہ چاہتا ہے کہ اس کی عبادت بے روح نہ ہو اور زکوٰۃ ادا کرنے کا اجر و ثواب دوگنا ملے تو اُسے چاہیئے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر نہ کرے۔اس کے بھی تین فائدے ہیں۔

ایک تو یہ کہ دل میں عبادت کا شوق پیدا ہوگا۔ کیونکہ جب ایک چیز فرض ہو جاتی ہے تو اس کی ادائیگی لازمی وضروری ہو جاتی ہے اور نہ ادا کرنے کی صورت میں عذاب کا ڈر ہوتا ہے، تو عذاب سے ڈر کر عبادت کرنا اہل محبت کا شیوہ نہیں۔ اگر بندہ مومن قبل از وقت زکوٰۃ ادا کر دے تو یہ اللہ سے محبت اور دوستی کی علامت ہوگی۔

دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ جلدی ادائیگی کی وجہ سے فقراء خوش ہونگے اور خلوص دل سے دعا کریں گے۔ کیونکہ انھیں اس موقع پر جو خوشی ہوگی وہ ناگہانی ہوگی اور محتاجوں فقیروں کی دعا اس کے حق میں بہت ساری آفتوں سے حصار بنے گی۔

تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ ایسا شخص دنیا کی آفات سے بے فکر ہو جائے گا کیونکہ تاخیر کرنے میں ہزار آفتیں پنہاں ہیں۔ ممکن ہے کوئی امر مانع ہو جائے جس کی وجہ سے آدمی اس خیر و نیکی سے محروم رہ جائے۔ جب انسان کے دل میں خیر کی رغبت پیدا ہو تو اسے غنیمت سمجھنا چاہیے کیونکہ یہ صورت اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے ہوتی ہے۔ چنانچہ جب بھی کوئی نیکی کرنے کا خیال دل میں آئے تو فوراً اس پر عمل کرنا چاہیے مبادا کہ شیطان اس کام سے بہکا دے۔

روایت ہے کہ ایک بزرگ کو بیت الخلاء میں خیال آیا کہ اپنا پیرہن کسی فقیر کو دے دوں فوراً مرید کو بلا کر لباس اسے دے دیا اور اسے اپنے ارادے سے آگاہ کر دیا۔ مرید نے جب پوچھا کہ اُتنی دیر صبر ہی کر لیا ہوتا کہ بیت الخلاء سے باہر آ جاتے۔ تو فرمایا تاخیر اس لیے نہیں کی کہ کوئی ایسا خیال نہ آ جائے جو مجھے اس کارِ خیر سے محروم کر دے۔

Marfat.com

ادائیگی زکوٰۃ کے آداب

بہتر یہ ہے کہ قلبی مُسرت کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرے اور اپنے اس عمل میں اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص رکھے۔ اسی کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ایسا کرے۔ دکھاوا اور تصنّع سے حتیٰ الامکان بچنے کی کوشش کرے اور اپنے صدقات وخیرات میں اللہ کے سوا کسی کا باخبر ہونا پسند نہ کرے۔ زکوٰۃ کی رغبت کو اللہ کی جانب سے حسن توفیق سمجھتے ہوئے یہ یقین رکھے کہ جس فقیر نے اس سے زکوٰۃ لی اُس نے اس پر نوازش کی۔ زکوٰۃ لینے والوں کو حقیر نہ سمجھے اور نہ ہی اپنے دل میں اُن کے لیے کوئی برا خیال لائے۔

جب کوئی مسکین آدمی صدقہ لے کر تجھے دعا دے۔ تو بھی بدلے میں ویسی ہی دعا کرتا کہ اُس کی دعا کی جزاء بن جائے اور تیرا صدقہ خالص رہے۔ ورنہ اس کی دعا تیرے احسان کی جزاء بن جائے گی۔ چنانچہ علماء کرام اس بات کا خاص خیال رکھتے اور یہی طریقہ تواضع کے قریب تر ہے۔ یہ بھی سمجھتے رہو کہ تم نے جو کچھ فقراء اور مساکین کو دیا اس پر تم دعا اور اجر کے مستحق نہیں ہو کیونکہ تم تو اللہ تعالیٰ کے احکام واجبیہ ادا کرنے پر مامور ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت اُم سلمیٰؓ جب کسی فقیر کو کچھ عطا فرماتیں تو قاصد سے کہتیں فقیر جو دعا دے اسے یاد رکھنا۔ پھر بدلے میں فقیر کے لیے بھی اُنہی الفاظ میں دعا فرماتیں۔

تا کہ ہمارا صدقہ خالص رہے

حضرت عمر بن خطابؓ اور آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ کا بھی یہی عمل منقول ہے۔

اہل یقین عطا میں اللہ تعالیٰ کے دست قدرت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

• چنانچہ وہ حمد کرتے ہیں اور متقین کی قدر کرتے ہیں کہ اللہ نے انھیں ہی ہماری

Marfat.com

روزی کا ذریعہ بنایا چنانچہ روایت میں آتا ہے:

تمہیں جو کوئی اچھا ہدیہ بھیجے تو اسکو بدلہ دو۔ اگر اس کی قدرت نہیں رکھتے تو اس کے لیے دعا کر دو حتیٰ کہ تم سمجھو کہ تم نے اس کا بدلہ چکا دیا۔ عطا پر اللہ کا شکر ادا کرو اور اس بات پر یقین رکھو کہ سب نعمت من جانب اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور وہ تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔

چنانچہ حاصل بحث یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے سے اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ جو تمام نیکیوں کی جڑ ہے اور انسانی زندگی کا منتہائے مقصود ہے۔

فضیلت حج

حج کے لفظی معنی قصد یا ارادہ کرنے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں حج سے مراد پورے آداب و شرائط کے ساتھ بیت اللہ شریف کی زیارت کرنا ہے۔ حج اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک ہے اور یہ عمر میں صرف ایک بار فرض ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے اس طرح حج کیا کہ دوران حج ہر قسم کے گناہ اور ناشائستہ اعمال و حرکات سے پرہیز کیا تو وہ سابقہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے نومولود بچہ“

حدیث شریف ہے:

”سب سے بڑا گنہگار وہ ہے جو میدان عرفات میں وقوف کرے اور پھر یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے نہیں بخشا۔“

منقول ہے کہ:

بہت سارے گناہ ایسے ہیں کہ میدان عرفات میں کھڑا ہونے کے سوا ان کا کوئی کفارہ نہیں۔ (قوت القلوب)

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عرفہ کے دن سے زیادہ کسی دن شیطان ذلیل و خوار نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بے انتہا رحمت نازل فرماتا ہے اور بے انتہا کبیرہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور جو شخص حج کی نیت سے گھر سے رُخصت ہو اور راستے میں مر جائے اسے قیامت تک ہر سال ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب نصیب ہوتا ہے۔ اور جو کوئی کعبہ شریف یا مدینہ منورہ پہنچ کر مرے وہ قیامت کے دن حساب کتاب سے پاک ہوگا۔"

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جب عرفہ کا دن ہوتا ہے جس میں حاجی لوگ عرفات میں ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ فرشتوں سے اُن لوگوں پر فخر کے ساتھ فرماتا ہے "کہ میرے بندوں کو دیکھو کہ میرے پاس دور دراز سے اس حالت میں آئے کہ پریشان حال ہیں اور غبار آلود بدن اور دھوپ میں چل رہے ہیں میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔"

عشق اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ محبّ اپنے محبوب کی رضا و خوشنودی کی خاطر اپنے جان و مال آرام و آسائش عزیز و اقارب گھر بار قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔ جتنا عشق کامل ہوگا اتنا ہی قربانی کا جذبہ اور ولولہ زیادہ ہوگا پھر جتنا محبوب کامل ہوگا اتنا ہی عشق کامل ہوگا۔

اللہ رب العزت نے اپنے بندے کے عشق کے عملی اظہار کے لیے چند ایک عبادات مقرر کر دی ہیں ان میں سے ایک حج بھی ہے۔ حج کے دنوں میں عشق الٰہی سے معمور فرمانبردار بندہ گھر بار عزیز و اقارب دوست سب کو الوداع کہتا ہے اپنے خون پسینے کی کمائی سے زاد راہ لیکر مکہ کی طرف روانہ ہوتا ہے جب میقات

Marfat.com

پہنچتا ہے تو حکم خداوندی سے بعض حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام قرار دے کر دو چادریں پہن لیتا ہے اور لبیك اللھم لبیك کی صدائیں بلند کرنا شروع کر دیتا ہے۔ مکہ پہنچ کر والہانہ عشق میں بیت اللہ شریف کا طواف کرتا ہے کیونکہ یہی وہ جگہ ہے جہاں سچے عشق والوں کو دیدار الٰہی ہوا تھا۔ حجر اسود کو بوسہ دیتا ہے صفہ مروہ پہاڑیوں کے درمیان دوڑتا پھرتا ہے اور حضرت حاجرہ کی قربانی کی یاد دل میں تازہ کرتا ہے۔ منیٰ عرفات اور مزدلفہ کے میدان میں دیدار الٰہی کے لیے عبادت میں مشغول رہتا ہے۔

حج ایک ایسی عبادت ہے جو دیگر تمام عبادتوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ حج نماز بھی ہے کیونکہ نماز کی روح یاد الٰہی ہے۔ حج میں ایک بندہ مسلسل ذکر الٰہی میں مصروف رہتا ہے۔ زکوٰۃ کی روح کو بھی اپنے اندر لیے ہوئے ہے کیونکہ حاجی قربانی کا گوشت غربا میں تقسیم کرتے ہیں اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لیے اپنی دولت خرچ کرتے ہیں۔ حج روزہ بھی ہے۔ روزہ کی حالت میں انسان پر نہ صرف دن کے وقت مجامعت حرام ہے بلکہ دوران حج راتوں کو بھی ممنوع ہے۔ جس طرح رمضان میں نفسانی خواہشات پر ضبط کرنے کی مشق ہوتی ہے اسی طرح ایام حج میں بھی ضبط نفس کی ریاضت ہوتی ہے۔ حج جہاد کی علامتی مشق بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سب عورتوں نے جب جہاد کی اجازت حضورﷺ سے مانگی تو حضورﷺ نے فرمایا "تمہارا جہاد یہ ہے کہ تم حج کرو۔"

حج اسلامی مساوات کا عملی سبق ہے۔ تمام دنیا کے مسلمان ایک لباس میں مکہ معظمہ جمع ہوتے ہیں۔ گورے کالے اور غریب و امیر کی تخصیص ختم ہو جاتی ہے ہر طبقے کے لوگ یعنی شاہ و گدا بغیر کسی امتیاز کے مناسک حج ادا کرتے نظر آتے ہیں۔ حج ہی کے موقع پر رسول اللہﷺ نے اخوت و مساوات کا مشہور خطبہ دیا تھا کہ "کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ماسوائے تقویٰ کے۔"

Marfat.com

فرضیت حج کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ارشادات

حج کی فرضیت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

بلاشبہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا جو مکہ میں ہے بڑا بابرکت ہے اور سب جہانوں کے لیے ہدایت کا مرکز ہے۔ اس میں کھلی نشانیاں ہیں اور ان میں سے ایک نشانی مقام ابراہیمؑ ہے اور جو داخل ہوا اس میں وہ امن پا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے جو وہاں پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہیں اور جو کوئی اس کا انکار کرے تو بیشک اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔ (آل عمران 3-97)

قرآن مجید نے بیت اللہ کو لوگوں کے لیے مرکز قرار دیا جیسا کہ ارشاد ہوا:

"اور ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لیے مرکز بنایا ہے۔"

اسی طرح مکہ کو اُم القریٰ یعنی تمام بستیوں کی ماں کہا گیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ اس آیت کریمہ کا معنیٰ یہ ہے کہ:

"جو شخص حج کی فرضیت کا منکر ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور باوجود قدرت رکھنے اور وسعت کے حج نہ کرنا سخت گناہ ہے"

حج کے متعلق ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"حج کے چند معلوم مہینے ہیں تو جو شخص ان میں حج کی نیت کرے تو وہ دوران حج کوئی بے حیائی کی بات نہ کرے اور نہ کوئی گناہ کرے اور نہ کسی سے جھگڑے اور تم جو جو نیک عمل کرو اللہ اسے خوب جانتا ہے اور زاد راہ ساتھ لے کر

Marfat.com

جاؤ سب سے بہتر زاد راہ تقویٰ ہے اور عقل والو! مجھ سے
ڈرتے رہو"۔ (البقرہ 197)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا:

"اے لوگو تم پر حج فرض کیا گیا ہے لہٰذا حج کرو۔"

ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے؟ آپ ﷺ خاموش رہے اس شخص نے تین بار یہی پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا اور تم اس پر عمل نہ کر سکتے۔ (مسلم شریف) ابن ماجہ میں ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ حج کس چیز سے فرض ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "حج کے سفر کا خرچہ اور سواری مہیا ہو جانے سے حج فرض ہو جاتا ہے" ابو داؤد میں ہے کہ جس کا حج کا ارادہ ہے اس کو جلدی کرنا چاہیے۔

کنز العمال میں ہے کہ جس پر حج فرض ہوا اسے جلدی کرنا چاہیے۔ کبھی آدمی بیمار ہو جاتا ہے کبھی سواری کا انتظام نہیں ہوتا کبھی اور کوئی ضرورت در پیش آجاتی ہے۔ یعنی ان وجوہات کی بنا پر حج سے محروم ہو جاتا ہے۔

ان آیات اور احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ حج ہر صاحب استطاعت مسلمان آزاد، عاقل، بالغ، تندرست صحیح الاعضاء مرد، عورت پر جو بیت اللہ شریف پہنچ سکتے ہیں، عمر میں صرف ایک بار فرض ہے۔ حج کا منکر دائرہ اسلام سے خارج اور بلا عذر شرعی دیر کرنے والا سخت گنہگار ہے۔

دکھلاوے کے لیے حج کرنا یا مال حرام سے حج کو جانا نہ صرف حرام ہے بلکہ گناہ عظیم ہے۔ اگر ماں باپ خدمت کے محتاج ہوں تو ان کی اجازت کے بغیر حج کو جانا مکروہ ہے۔ ہاں اگر والدین بخوشی اجازت دیں تو پھر کوئی حرج نہیں۔

Marfat.com

مسائل حج

مسنون طریقے سے فریضہ حج ادا کرنے کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ حج کے فرائض، واجبات اور سنن کیا ہیں۔ اس کے متعلق ضروری مسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

حج کے فرائض

حج کے فرائض کو ارکان حج بھی کہا جاتا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی رُکن رہ جائے تو حج نہیں ہوگا اور اس کی تلافی بھی نہیں ہوسکتی۔ ان فرائض کا ترتیب وار کرنا بھی ضروری ہے اور ہر فرض کو اس کے مخصوص مقام اور وقت میں بھی ادا کرنا ضروری ہے۔ حج کے اصل تین رُکن ہیں:

1- حج کا پہلا رُکن احرام ہے۔ احرام باندھے بغیر حج نہیں ہوتا لہٰذا حج کے لیے نیت کر کے احرام باندھنا اور تلبیہ پڑھنا ضروری ہے۔

2- حج کا دوسرا رُکن میدان عرفات میں وقوف کرنا یعنی میدان عرفات میں ٹھہرنا، 9 ذی الحجہ کو زوال آفتاب سے 10 ذی الحجہ کی صبح صادق تک عرفات کے میدان میں ٹھہرنا لازم ہے۔ یہاں ٹھہرے بغیر حج نہیں ہوتا۔

3- تیسرا رُکن طواف زیارت ہے۔ جو وقوف عرفات کے بعد دس ذی الحجہ کی صبح سے لے کر 12 ذی الحجہ تک سر کے بال منڈوانے کے بعد کیا جاتا ہے یہ طواف بھی حج کے لیے ضروری ہے۔

حج کے واجبات

واجبات حج یہ ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کے چھوٹ جانے سے تلافی کے طور پر ایک بکرا ذبح کرنا ضروری ہے۔

Marfat.com

☆ میقات سے احرام باندھ کر گزرنا۔
☆ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا۔
☆ سعی کی ابتداء صفا سے کرنا۔
☆ عذر نہ ہو تو پیدل سعی کرنا اور سعی کا طواف کے بعد ہونا۔
☆ دن میں وقوف عرفہ کیا تو غروب آفتاب تک وقوف کرنا۔
☆ وقوف میں رات کا کچھ حصہ بھی شامل ہے۔
☆ عرفات سے واپسی میں امام کی اتباع کرنا۔
☆ مزدلفہ میں ٹھہرنا۔
☆ مغرب اور عشاء کی نمازیں مزدلفہ میں آکر عشاء کے وقت اکٹھی پڑھنا۔
☆ تین جمروں پر دسویں گیارھویں اور بارھویں دن کنکریاں مارنا۔
☆ جمرہ عقبہ کی رمی کا پہلے دن حلق سے پہلے ہونا۔
☆ ہر دن کی رمی کا اسی دن ہونا۔
☆ بال کتروانا اور اس کا ایام نحر میں اور حرم شریف میں ہونا۔
☆ حج قرآن اور تمتع والے کو قربانی کرنا اور اس قربانی کا حرم شریف اور ایام نحر میں ہونا۔
☆ طواف افاضہ کا اکثر حصہ ایام حج میں ہونا، یہ طواف عرفات سے واپس پر کرنا۔ اس کو طواف زیارت بھی کہتے ہیں۔
☆ طواف حطیم کے باہر سے ہونا۔
☆ داہنی طرف سے طواف شروع کرنا یعنی بیت اللہ طواف کرنے والے کے بائیں جانب رہے۔
☆ اگر کوئی عذر نہ ہو تو پیدل چل کر طواف کرنا۔
☆ باوضو طواف کرنا۔
☆ طواف کرتے وقت ستر کا چھپانا، طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا۔

Marfat.com

☆ رمی قربانی، سرمنڈوانا اور طواف میں ترتیب ملحوظ رکھنا یعنی پہلے کنکریاں مارنا پھر غیر مفرد قربانی کے بعد سر منڈانا، پھر طواف کرنا۔

حج کی سنتیں

حج کے فرائض و واجبات کے بعد باقی تمام افعالِ حج سُنت اور مستحب کہلاتے ہیں حج کی اہم سُنتیں یہ ہیں۔

☆ طواف قدوم۔ میقات کے باہر سے آنے والے سب سے پہلے حرم شریف حاضر ہو کر جو طواف کرتے ہیں اسے طواف قدوم کہتے ہیں۔

☆ طواف کا حجر اسود سے شروع کرنا۔

☆ طواف قدوم اور طواف فرض میں مردوں کا رمل کرنا۔

☆ صفا اور مروہ کے درمیان جو دو "میل اخضر" ہیں ان کے درمیان دوڑنا۔

☆ امام حج کا مکہ شریف میں ذی الحجہ کی ساتویں، عرفات کی نویں اور منیٰ میں گیارویں تاریخ کو خطبہ پڑھنا۔

☆ ذی الحجہ کو مکہ سے منیٰ جانا۔

☆ نویں کی رات منیٰ میں گزارنا۔

☆ سورج طلوع ہونے کے بعد منیٰ سے عرفات جانا۔

☆ وقوف عرفات کے لیے غسل کرنا۔

☆ عرفات سے واپسی پر مزدلفہ میں رات گزارنا اور سورج طلوع ہونے سے قبل یہاں سے منیٰ جانا۔

☆ دس اور گیارہ کے بعد والی دو راتیں منیٰ میں گزارنا۔

اگر تیرھویں تاریخ کو بھی منیٰ میں رہنا ہو تو پھر بارھویں کے بعد والی رات کو بھی منیٰ میں رہنا۔ ابطح یعنی وادیِ محصب میں ٹھہرنا اگرچہ تھوڑی دیر کے لیے۔

Marfat.com

حج کرنے کا طریقہ

جب حج کا وقت آئے تو ذی الحج کی سات تاریخ کو ظہر کی نماز کے بعد بیت اللہ شریف میں خطبہ سُنے۔ آٹھ ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد احرام باندھے اور تلبیہ کہتا ہوا مکہ معظّمہ سے منیٰ کو جائے۔ ظہر سے لے کر اگلے دن کی فجر تک پانچ نمازیں یہاں ہی ادا کرے۔

اگلے روز نو ذی الحجہ کو سورج نکلنے پر تلبیہ کہتا ہوا عرفات کو جائے جو منیٰ سے چند میل کے فاصلے پر ہے۔ غروبِ آفتاب تک عرفات کے میدان میں قیام کرے۔

جبلِ رحمت کے قریب ٹھہرنا افضل ہے۔ یہ دن اور مقام دعا کی قبولیت کا ہے۔ عرفات میں ظہر کی نماز کے ساتھ ہی عصر کی نماز بھی باجماعت ادا کرے۔

پھر سورج غروب ہونے پر مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جو غالباً ایک میل کے فاصلہ پر ہے اور مغرب کی نماز مزدلفہ میں ہی ادا کرے پھر عشاء کی نماز کے بعد رات بھر یہاں قیام کرے۔ رات کا اکثر حصہ اللہ کی یاد میں گزارے۔

فجر کی نماز پڑھتے ہی دس تاریخ کو منیٰ کی طرف روانہ ہو۔ لیکن مزدلفہ سے روانہ ہوتے وقت ستر کنکریاں چنے کے دانے برابر اُٹھا کر ساتھ لیتا چلے۔

دس ذی الحجہ کو منیٰ پہنچ کر جمرہ آخر یعنی بڑے شیطان کو سات کنکریاں مارے لیکن یہ کنکریاں ایک ایک کر کے مارے۔

پھر قربانی کرے اور سر کے بال منڈوائے۔ اس کے بعد احرام کھول دے غسل کرنے کے بعد لباس تبدیل کرے اور مکہ مکرمہ جائے۔ وہاں بیت اللہ شریف کا طواف کرے اور صفا مروہ کی سعی کرے۔ یہ طواف زیارت کہلاتا ہے اور حج کی تکمیل میں نہایت اہم شمار کیا جاتا ہے۔ پھر واپس منیٰ چلا جائے یہ سب کام دس ذی الحجہ کے ں۔

Marfat.com

پھر گیارہ بارہ ذی الحجہ تک اور اگر چاہیے تو تیرہ تاریخ تک منیٰ ہی میں قیام کرے اور ہر روز زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک تینوں جمرات (بڑا شیطان، درمیانہ شیطان اور چھوٹا شیطان) کو سات سات کنکریاں مارے یہ وہی کنکریاں ہیں جو مزدلفہ سے لائے تھے۔

پھر منیٰ سے فارغ ہوکر بارہ یا تیرہ تاریخ کو واپس مکہ مکرمہ آ جائے۔ اب حج مکمل ہوگیا پھر مکہ سے روانگی پر طواف وداع کرے۔

پھر مدینہ منورہ میں درِ رسول اقدس ﷺ پر حاضری دے کیونکہ عاشقوں کے عشق کی منزل محبوب کبریا کا آستانہ ہے جہاں سوز عشق کو قرار ملتا ہے۔ بیتابی دل سکون پاتی ہے۔ متلاشی نگاہیں روضہ اقدس کی جالیاں دیکھ کر شوق محبت میں آبدیدہ ہو جاتی ہیں۔ دل آنکھوں سے کہتا ہے کہ دیکھو تم کتنی خوش نصیب ہو کہ آج اس در پر پہنچی ہو جہاں سرور دو جہاں ﷺ آرام فرما ہیں۔

اس لیے ضروری ہے کہ جسے حج کرنے کی توفیق ملے اسے روضہ اقدس کی زیارت سے شرف یاب ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہاں کی حاضری دین و دنیا کی فلاح و سعادت کا موجب ہے اور قیامت کے روز حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا ذریعہ بنے گی۔ مدینہ منورہ کی زیارت کیے بغیر ہی واپس لوٹ آنا سخت محرومی اور بدبختی ہے۔ قرآن حکیم نے بارگاہ رسالت کی حاضری کو گناہوں کی بخشش کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے کے بعد آپ ﷺ کے پاس حاضر ہو جائیں اور اللہ سے گناہوں کی معافی مانگیں اور رسول ﷺ بھی ان کے لیے دعائے بخشش کریں تو بلاشبہ وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پائیں گے۔"

Marfat.com

باب چہارم

اخلاق اقدار اور تعمیر شخصیت کے پہلو

اخلاق خُلق کی جمع ہے جسکا معنی ہے طبع۔ یہ اس کیفیت کا نام ہے جس پر انسان اپنی قوت میں سے بعض قوتوں پر عادت کے ذریعے مستقل اور قائم ہو جائے۔ علامہ ابن منظور اپنی مشہور کتاب لسان العرب میں خُلق کی تشریح یوں کرتے ہیں:

> خُلق کا معنی فطرت اور طبیعت ہے انسان کی باطنی صورت کو اس کے اوصاف اور مخصوص معانی کو خُلق کہتے ہیں، جس طرح اس کے ظاہری شکل وصورت کو خَلق کہا جاتا ہے۔

امام الغزالی جو حکمت و فلسفہ کے علاوہ نفسیات انسانی کے بھی ماہر ہیں خُلق کی تشریح یوں کرتے ہیں:

> خُلق نفس کی اس پختہ کیفیت کا نام ہے جس کے باعث اعمال بڑی سہولت اور آسانی سے صادر ہوتے ہیں ان کے کرنے کے لیے سوچ بچار کے تکلف کی ضرورت نہیں ہوتی۔

چنانچہ خُلق کا اطلاق ایسی پختہ عادات وخصائص پر ہوگا جن کی جڑیں قلب وروح میں بہت گہری ہوں۔ اس مجموعہ اعمال کا نام ہے جو دیکھنے والے کونظر آ رہا ہے۔ یہی کردار جب طبیعت میں بہت حد تک راسخ ہو جاتا ہے اور انسان کی

Marfat.com

شخصیت پر اپنا گہرا رنگ جما لیتا ہے تو اسے اخلاق کہتے ہیں۔ اخلاق کی بنیاد تقویٰ پر ہے۔ دیگر مذاہب میں اخلاقی اقدار کی بنیاد کسی انسان کا قول ہو سکتی ہے۔ لیکن دین اسلام میں خوف خدا کے بغیر کسی کام کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ یہ بنیاد جتنی مضبوط ہوگی۔ اخلاق میں اتنی ہی خوبی اور پائیداری آئے گی۔

اسلام کا فلسفہ اخلاق محض چند اچھی چیزوں کو اچھا سمجھنے کا نام نہیں، بلکہ عملی طور پر ان پر قائم رہنا احسن خُلق ہے۔ اسلام قول و فعل دونوں میں توازن پیدا کرتا ہے اور اسلام کا پیش کردہ کوئی بھی ضابطہ ایسا نہیں جس پر عمل نہ کیا جا سکے۔ ایک مثال سے اسے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔

انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول منقول ہے کہ اگر کوئی تمہارے دائیں گال پر تھپڑ مارے تو بایاں گال بھی اسے پیش کر دو۔ یہ قانون موسوی قانون کی شدت کے مقابلے میں اس وقت ضروری تھا لیکن ہر وقت قابل عمل نہیں کیونکہ یہ قانون انسانی فطرت کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا۔ اس کے برعکس اسلام نے اخلاق اور قانون میں توازن قائم رکھا۔ عدل کا تقاضہ یہ ہے کہ مارنے والے سے بدلہ لیا جائے اور یہی اسلامی قانون کا حکم ہے۔ مگر اس کے برعکس اخلاق کا تقاضہ یہ ہے کہ اس سے درگزر کیا جائے اور معاف کر دیا جائے۔ گویا اسلام کا پیش کردہ ضابطہ اخلاق ایسا ہے جس پر ہر حالت میں عمل ممکن ہے۔ اسلامی فلسفہ اخلاق میں ہر پہلو کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اس پر عمل درآمد سے نہ کسی کمزوری کا اظہار ہوتا ہے اور نہ انسانی وقار و عزت کو ٹھیس پہنچتی ہے۔

اس فلسفے میں تمام اخلاقی خوبیوں کی مکمل تصویر ہے۔ کوئی نیکی و خوبی ایسی نہیں جس کا ذکر اسلام میں نہ ہو۔ زندگی میں مختلف کیفیات انسان پر طاری رہتی ہیں۔ دُکھ سُکھ تندرستی بیماری بھوک فراخی سفر و حضر۔ غرض اسلام کا ضابطہ حیات اس حد تک مکمل ہے کہ اس میں انسان کی سب حالتوں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

انسان جب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے وہ دین فطرت پر پیدا ہوتا

Marfat.com

ہے۔ وہ ہر برائی سے پاک ہوتا ہے لیکن اس کے والدین اسے بعد میں تربیت دے کر یہودی ونصرانی بنا لیتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ تربیت ہی انسان کو شخصیت عطا کرتی ہے اگر تربیت اخلاقی اصولوں اور ضابطوں کے مطابق ہوگی تو شخصیت بھی تعمیری ہوگی۔ ایک مسلمان اخلاقی اقدار کو اپنا کر اپنے کردار کی تعمیر کرتا ہے۔ اسی لیے ایک مسلمان اعلیٰ شخصیت کا علمبردار ہوتا ہے۔ دنیا کا کوئی مذہب اور تہذیب ایسی شخصیت اور کردار پیدا نہیں کر سکتی جو اسلام کے اخلاق حسنہ پیدا کرتے ہیں۔

اسلامی ضابطہ اخلاق کے دو پہلو ہیں۔

دایاں پہلو اخلاق حسنہ کا ہے جس میں اچھے اخلاق کا حکم دیا گیا ہے۔

اخلاق حسنہ وہ اعمال وافعال ہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفات کا پرتو ہیں۔ جنھیں اسلام نے اچھا سمجھا اور ان کے کرنے کا حکم دیا۔ جس میں تقویٰ، صدق، سخاوت، عفت، دیانتداری، رحم، عدل واحسان اور ایفائے عہد وغیرہ شامل ہیں۔

بایاں پہلو رزائل اخلاق کا ہے جس سے اخلاق و کردار کو نقصان پہنچتا ہے۔ اسلام نے ان سے بچنے کا حکم دیا۔ ان میں تکبّر، غیبت، منافقت، خوشامد، جھوٹ وغیرہ شامل ہیں۔ ان دونوں پہلو کو امر و نہی کہا جاتا ہے۔

قرآن حکیم میں جہاں جہاں بھی عبادات بجا لانے کا حکم آیا ہے وہاں عبادات کی غرض وغایت ہی اخلاق بیان کی گئی ہے۔ نماز کے متعلق ذکر آیا تو یوں بیان ہوا:

"بے شک نماز بے حیائی اور بُری باتوں سے روکتی ہے۔"

روزہ رکھنے کا حکم ملا تو ساتھ یہ مقصد بیان ہوا:

"تا کہ تم تقویٰ حاصل کر سکو"

اور یہی مقصد زکوٰۃ ادا کرنے اور حج کرنے کا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید نے اخلاقی نظام پر گہرے، وسیع اور دیرپا

Marfat.com

اثرات مرتب کیے ہیں۔ قرآن پاک نے جو اخلاقی نظام دیا اس کی مکمل تشریح تو یہاں بیان کرنا ممکن نہیں البتہ اس کے اِخلاقی اصولوں میں سے چند مثال کے طور پر بیان کیے جاتے ہیں:

☆ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ عزیز و اقارب، یتیم ومحتاج، پڑوسی اور رفیق سفر مسافر وغلام کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

☆ اہل ایمان کی صفت یہ ہے کہ جب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ بخل بلکہ درمیانی راہ اختیار کرتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ عدل و احسان کا حکم دیتا ہے۔ عزیز و اقارب پر خرچ کرنے کی تاکید فرماتا ہے اور فحش منکر اور زیادتی سے منع کرتا ہے۔

☆ جو لوگ خوشحالی و تنگی میں صدقہ خیرات کرتے ہیں غصہ کو ضبط کرتے ہیں عفوودرگزر سے کام لیتے ہیں انھیں اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے۔

☆ ایمان والوں کو حکم دو کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور عفت اختیار کریں۔

☆ کسی قوم کا عناد تمھیں عدل کی راہ سے نہ بھٹکا دے۔

☆ عدل و انصاف پر قائم رہو۔

☆ سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں اس لیے ان میں صلح و آشتی پیدا کرو اور اگر کوئی دو گروہ آپس میں جھگڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو۔

☆ تم میں سے خدا کی نگاہ میں وہ افضل ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

حاصل بحث یہ ہے کہ پورا قرآن مجید ایسی بلند اخلاقی تعلیمات سے پُر ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ بطور معلمِ اخلاق

قرآن مجید نے حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد لوگوں کو اچھے اخلاق سے آراستہ کرنا بتایا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

"اللہ وہ ذات ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں اپنا رسول

Marfat.com

بھیجا جو انہی میں سے ہے۔ وہ ان کے سامنے اللہ کی آیات
پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو گناہوں سے پاک وصاف کرتا ہے
اور ان کو کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت کی باتیں سکھاتا
ہے۔" (جمعہ 62 : 2)

گویا اسلام نے اخلاق کے جو تصورات دیئے ان کی تفصیل حدیث نے پیش کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے قرآن مجید کے اشاروں کی وضاحت اس کے کلیات کی تصریح، اس کے اصولوں کا عملی اطلاق اور اس کے احکامات کی تشریح کا فریضہ انجام دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات مبارک اسلامی ضابطہ اخلاق کی عملی تفسیر بنی جس کی تصدیق قرآن نے ان الفاظ میں کی:

"بیشک آپ ﷺ خُلقِ عظیم کے مالک ہیں۔"

اس لیے حضور ﷺ نے فرمایا:

مجھے اس لیے مبعوث کیا گیا کہ میں مکارمِ اخلاق کو پایہ تکمیل تک پہنچا دوں بے شک معلّمِ اخلاق کی تعلیمات ہمہ گیر اور عالمگیر ہیں۔

حضور ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں کوئی ایسی بات بیان نہیں فرمائی جس پر خود عمل نہ کر کے دکھایا ہو۔ اگر لوگوں کو سچ بولنے اور امانت میں دیانت کو ملحوظ رکھنے کی تاکید فرمائی تو خود راست گفتاری اور امانت داری کا وہ بلند معیار پیش کیا کہ خون کے پیاسے بھی آپ ﷺ کو صادق و امین کہنے پر مجبور ہو گئے۔ لوگوں کو وعدہ پورا کرنے کی تلقین کی تو خود بھی اس پر یوں کاربند ہوئے کہ دشمن بھی عش عش کر اُٹھے۔

قیصر روم نے ابوسفیان کو اپنے دربار میں طلب کیا تاکہ حضور نبی کریم ﷺ کے اخلاق و کردار کے بارے میں دریافت کرے۔ ابوسفیان اس وقت اسلام اور آپ ﷺ کا بدترین دشمن تھا۔ لیکن اس کو بھی مجبوراً کہنا پڑا کہ آپ

Marfat.com

ﷺ کے اخلاق بہت بلند ہیں۔ وہ قول کے پکے اور بات کے سچے ہیں۔ عرب کے بدو اور جاہل لوگ حضور ﷺ کے اخلاق کریمانہ کو دیکھ کر حضور ﷺ کے گرویدہ ہو گئے تھے۔

مسجد نبوی کی تعمیر میں جب صحابہ کرامؓ اس کی بنیادیں کھود رہے تھے۔ پتھر گارا اُٹھا اُٹھا کر لا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا حبیب ﷺ بھی ان کے ساتھ برابر کا شریک تھا۔ غزوہ احزاب کے موقع پر جب سارے مشرک قبائل نے مدینہ منورہ پر دھاوا بول دیا۔ اسلام کے اس مرکز کے دفاع کے لیے جب خندق کھودنے کا منصوبہ طے پایا۔ صحابہ کرامؓ کی طرح حضور ﷺ ہاتھ میں کدال لیے خود بھی خندق کھودنے میں مصروف ہیں۔ گیسوئے عنبرین پر مٹی گر رہی ہے۔ روئے زیبا پر گرد پڑ رہی ہے اس روح پرور منظر کو دیکھ کر مجاہدین اسلام پر کیف و مستی کا عالم طاری ہو جاتا ہے اور وہ بے خودی کی حالت میں یہ شعر پڑھتے ہیں:

ہم وہ جاں فروش ہیں جنھوں نے محمد مصطفیٰ ﷺ کے دست مبارک پر تادم واپسیں جہاد کی بیعت کی ہے۔

سرور دو عالم ہادی برحق ﷺ ان کے جوش ایمانی کو دیکھ کر جواباً فرماتے ہیں:

"اے اللہ زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے الٰہی میرے انصار و مہاجرین کو بخش دے۔"

لشکر اسلام میدان بدر کی طرف کوچ کر رہا ہے تین تین سپاہیوں کے لیے ایک ایک سواری کا انتظام ہو سکا ہے۔ حضور سرور دو عالم ﷺ نے بھی اپنی سواری میں سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اور مرثد بن ابی مرثد کو شریک کر لیا۔ مدینہ منورہ سے جب یہ لشکر نکلا تو حضور ﷺ اونٹنی پر سوار ہیں۔ مقررہ مسافت طے کرنے کے بعد حضور ﷺ سواری سے اُتر جاتے ہیں۔ اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیتے ہیں کہ ان میں سے ایک سوار ہو جائے۔ جان نثار صحابہؓ عرض کرتے

Marfat.com

ہیں ان کی باری پر بھی حضورﷺ ہی سوار رہیں اس سے انھیں روحانی مسرت ہوگی۔ اب حضورﷺ جانتے ہیں کہ یہ پیش کش صدق دل سے کی گئی ہے لیکن حضور نبی کریمﷺ یہ بھی جانتے ہیں کہ حضورﷺ کا مقام اقدار عالیہ کے معلّم اور اُستاد کا ہے۔ حضورﷺ ان کی اس مخلصانہ پیش کش کو قبول نہیں فرماتے اور یوں جواب دیتے ہیں:

''نہ تم مجھ سے زیادہ طاقتور ہو اور نہ یہ کہ تمھیں مجھ سے زیادہ اجر و ثواب کی ضرورت ہے''

اب چرخ نیلی فام نے بھی یہ منظر دیکھا ہوگا لشکر کا سپہ سالار اُمت کا سردار مجاہدین کا محبوب قائد اونٹنی کی نکیل ہاتھ میں پکڑے پیدل چل رہا ہے اور ایک سپاہی اونٹنی پر سوار ہے۔ یہی وہ اسوہ حسنہ ہے جس نے سب کے دلوں کو موہ لیا۔ یہی وہ اخلاق کریمانہ تھے جنھوں نے سب کو حضورﷺ کی محبت کا اسیر بنا لیا۔ یہی وہ سیرت کا بلند معیار تھا جس نے عرب جیسی وحشی قوم کو کاروان انسانیت کا امام بنا دیا۔

اسوۂ حسنہ میں ہم نے مکارم اخلاق کی مکمل جھلک دیکھ لی۔ اب اخلاقی فضائل پر آپﷺ کے ارشادات دیکھتے ہیں تاکہ اخلاقی اقدار کی اہمیت ذہنوں میں پختہ ہو سکے۔ فرمایا:

☆ تم میں بہترین وہ ہے جو اخلاقاً بہترین ہے۔

☆ تم میں سے مجھے سب سے پیارا اور آخرت میں سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو خوش خُلق ہے اور تم میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور روز قیامت مجھ سے دور وہ ہوگا جو بد اخلاق ہے۔

☆ قیامت کے دن عدل کے ترازو میں حسنِ اخلاق سے بڑھ کر کوئی چیز وزنی نہ ہوگی۔

☆ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ ہوتا

Marfat.com

ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔

ایک دفعہ حضور ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ سب سے زیادہ بڑھ کر کونسی چیز جنت میں لے جاتی ہے۔فرمایا:

☆ اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اور حسنِ خُلق۔

☆ مومن اپنے حسنِ خُلق سے روزدار نمازی کا درجہ پا لیتا ہے۔

ایک بار فرمایا:

جو اپنے خُلق کو سنوارے میں اس کے لیے خُلدِ بریں میں گھر کا ذمہ لیتا ہوں۔

اچھے اخلاق پیدا کرنا ممکن ہے

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ انسان جس ظاہری صورت پر پیدا ہوتا ہے وہ اسی طرح رہتی ہے۔ بدلتی نہیں مثلاً بدصورت خوبصورت نہیں ہو سکتا اور خوبصورت بدصورت نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح انسانی اخلاق جو باطن کی تصویر ہیں وہ بھی نہیں بدلتے۔مگر اخلاق کے معاملے میں یہ مقولہ صحیح نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو کسی کو ادب سکھانا کسی پر محنت کرنا اور نصیحت کرنا سب فضول ہوتا۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''اپنی عادات کو خوبصورت بناؤ''

اور یہ بات اس لیے ممکن ہے کہ اگر آدمی محنت کر کے ایک جانور کو سدھار لیتا ہے تو اپنے اخلاق کو کیوں نہیں سنوار سکتا۔ واضح رہے کہ کاموں کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جن میں انسان کے اختیار کو دخل نہیں۔ جیسے کھجور کی گٹھلی سے سیب کا درخت پیدا کرنا ممکن نہیں، لیکن اس گٹھلی سے کھجور کا درخت تو ممکن ہے۔ اگر انسان محنت ونگہداشت کرے تو درخت پروان چڑھ سکتا ہے۔ غُصہ اور نفسانی خواہشات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا انسان کے اختیار

Marfat.com

میں نہیں مگر ریاضت اور محنت سے اعتدال پر لانا ممکن ہے اور یہ بات تجربے سے ثابت ہے۔ گو بعض لوگوں کے حق میں یہ کام بہت دشوار ہوتا ہے مگر اخلاقیات کے زُمرے میں یہ مشکلات دو سبب سے ہیں۔ اول تو یہ کہ انسان فطرتاً غصیلا ہو اور نفسانی خواہشات کا تسلط مضبوط ہو دوسرے یہ کہ آدمی ایک طویل عرصے تک ان کا تابع فرمان رہا ہو جس کی وجہ سے وہ عادات پختہ ہوگئی ہوں۔ اس معاملے میں لوگوں کی چار قسمیں ہیں۔

☆ پہلی قسم ان لوگوں کی ہے جو بہت سادہ ہوتے ہیں اور انھیں نیک و بد کی شناخت نہیں ہوتی اور وہ اچھے بُرے کام کی عادت ہی نہیں ڈالتے۔ ایسے لوگ نصیحت و تربیت کا اثر جلدی قبول کرتے ہیں۔ مگر ایسے افراد کے لیے ایک استاد کی ضرورت ہوتی ہے جو انھیں تعلیم و تربیت دے، بُرے اخلاق کی تباہ کاریوں سے انھیں آگاہ کرے۔ تمام بچے ابتداء میں ایسے ہی ہوتے ہیں۔ والدین ان کے حق میں راہنما ہوتے ہیں لیکن اکثر والدین انھیں دنیا کا لالچی اور حریص بنا دیتے ہیں اور انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں کہ اپنی مرضی سے جس طرح چاہیں زندگی بسر کریں۔ جبکہ بچوں کے دین اور اخلاق کی حفاظت والدین کے ذمے ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''تم لوگ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ''

☆ دوسری قسم یہ ہے کہ آدمی فی الوقت بدعقیدگی کا شکار نہ ہو لیکن بُرے اخلاق و عادات کا عادی ہو۔ اس کا راہ راست پر لانا ذرا مُشکل ہوتا ہے۔ ایسے افراد کو بُرے اخلاق و عادات کے نقصانات سے آگاہ کیا جائے اور ان کے اندر خیرو اصلاح کا بیج بویا جائے۔ اگر وہ بات مان کر از خود کوشش شروع کر دیں گے۔ وہ جلدی راہ راست پر آ جائیں گے۔

Marfat.com

☆ تیسری قسم ان لوگوں کی ہے جو برائی کے خوگر ہو جاتے ہیں یعنی ان کے اندر بُرے اخلاق کی عادت اسقدر پکی ہو جاتی ہے کہ وہ برائی کو پسند کرتے ہیں ایسے لوگ نصیحت کا اثر کم ہی قبول کرتے ہیں۔

☆ چوتھی قسم ان لوگوں کی ہے جو برائی کرتے ہیں پھر اس پر فخر و تکبر کرتے ہیں جیسے بعض لوگ یہ کہتے ہیں۔ ہم نے اتنے آدمیوں کو قتل کیا یا اتنی شراب پی۔ ایسے لوگوں پر آسمانی سعادت کا نزول ہو جائے تو الگ بات ورنہ ان کا راہ راست پر آنا بہت مشکل ہے۔

علاج کا طریقہ

جو شخص بُرے اخلاق سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ برے اخلاق جس طرف لگانا چاہیں اس کے خلاف عمل کرے۔ کیونکہ مخالفت ہی خواہشات کو ختم کرتی ہے اور ضد ہی اصل علاج ہے۔ جس طرح گرمی سے پیدا ہونے والی بیماری کا علاج سردی ہے اس طرح جو بیماری غصہ سے پیدا ہو اس کا علاج بُردباری ہے، جو تکبر سے پیدا ہو اس کا علاج عاجزی ہے۔ بخل سے پیدا ہونے والی بیماری کا علاج خرچ کرنا ہے الغرض جو شخص نیک کاموں کی عادت ڈالے گا اس کے اندر اچھے اخلاق ضرور پیدا ہو جائیں گے۔

Marfat.com

اخلاق حسنہ کے عناصر کا مختصراً جائزہ

صدق

انسانی کردار کی تعمیر میں اور سیرت کی تشکیل میں صدق کا حصہ کسی وضاحت کا محتاج نہیں۔ منطقی نتائج کے اعتبار سے صدق تمام اخلاق فضائل میں افضل ہے۔ کیونکہ اس ایک فضیلت کا حامل انسان دوسری بے شمار فضیلتوں سے آراستہ ہو جاتا ہے۔ صدق کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ سچ بولنے والا گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور قلبی طور پر مطمئن ہوتا ہے۔ صدق انسان میں شجاعت اور بہادری پیدا کرتا ہے اور جھوٹ انسان میں بزدلی اور منافقت پیدا کرتا ہے۔ صدق کے اثرات پوری زندگی پر ظاہر ہوتے ہیں۔ صدق سے خلوص پیدا ہوتا ہے اور فضائل حسنہ کے چشمے پھوٹتے ہیں اور عمل میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔

صدق کے لغوی معنے سچ کہنا راست ہو جانا ہے

اور سچائی اختیار کرنے والے کو صدیق کہا جاتا ہے۔ صدیقین کا ایک مخصوص گروہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام یافتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا مستحق جن گروہوں کو قرار دیا ان میں صدیق بھی شامل ہیں اور اس گروہ کا ذکر انبیاء کے فوراً بعد کیا گیا۔

Marfat.com

صدق کی صفت اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنہ میں بھی شامل ہے اور قرآن حکیم میں جا بجا اس صفت کا تذکرہ ہوا ہے:

''اور بات میں اللہ سے زیادہ سچا کون ہے''

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

''اے نبی کہہ دیجئے اللہ نے سچ کہا''

سورۃ توبہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ ہو جاؤ''

سورۃ احزاب میں سچ بولنے والی عورتوں اور سچ بولنے والے مردوں کی تعریف کی گئی ہے اور ان سے اجر عظیم کا وعدہ فرمایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''سچائی انسان کو نجات دیتی ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے''

ایک اور حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ:

''ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں صدیقین میں لکھا جاتا ہے اور ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ کذاب لکھ لیا جاتا ہے''

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''تم پر سچائی لازم ہے ہمیشہ سچ بولو کیونکہ سچ بولنا نیکی کے راستے پر ڈال دیتا ہے اور نیکی جنت تک لے جاتی ہے۔ جب کوئی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے تو وہ صدیقین میں لکھ لیا جاتا ہے۔''

ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ ﷺ، مجھ میں چار بُری خصلتیں ہیں۔ ایک یہ کہ بدکار ہوں۔ دوسری یہ کہ چوری کرتا ہوں۔ تیسری یہ کہ شراب پیتا ہوں اور چوتھی یہ کہ جھوٹ بولتا

Marfat.com

ہوں۔ ان میں سے ایک بُری عادت چھوڑ سکتا ہوں۔ آپ ﷺ بتائیے کہ کون سی عادت چھوڑوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''جھوٹ بولنا چھوڑ دو''۔

جب رات ہوئی اس شخص نے شراب پینا چاہی اور پھر خیال آیا کہ حضور ﷺ پوچھیں گے تو سچ کہنا پڑے گا اور رسوائی ہوگی۔ اس لیے شراب کا خیال چھوڑ دیا۔ اس کے بعد بدکاری کو جی چاہا مگر جب یہ دھیان آیا کہ آنحضرت ﷺ پوچھیں گے تو سچ بتانا پڑے گا اور راز کھل جائے گا تو بدکاری کا ارادہ توڑ دیا۔ اس کے بعد چوری کی نیت کی۔ لیکن پھر اس خیال سے کہ سچ بتانا پڑے گا یہ ارادہ بھی ترک کر دیا۔ پھر اس طرح صبح ہوئی تو دوڑ کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ، جھوٹ نہ بولنے کے عہد سے میری چاروں بُری خصلتیں مجھ سے چھوٹ گئیں۔ اس طرح وہ شخص ایک سچ کی وجہ سے سب برائیوں سے بچ گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ صدق مجسم تھے۔ آپؐ نے دعوت توحید کی بنیاد ہی اپنے صدق پر رکھی۔ اعلان نبوت کے لیے جب آپ کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور آواز دے کر مکہ والوں کو جمع کیا اور فرمایا ''اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے ایک لشکر آنیوالا ہے تو کیا تم میری بات مان لو گے؟ سب لوگ ایک ساتھ بولے۔ ہم نے آپ ﷺ کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں سنا، تو آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں شدید عذاب کی خبر دیتا ہوں اور اس سے ڈراتا ہوں۔

نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ اپنے اولین جلو سے آخری جھلک تک صداقت کا ایک دلنواز اور ایمان افروز سراپا ہے۔ اعلان نبوت کے بعد جب کفار مکہ آپ ﷺ کے مخالف ہوگئے تو وہ آپ ﷺ کے خلاف ہزار باتیں کہتے تھے مگر پھر بھی آپ ﷺ کو الصادق والامین کہہ کر پکارتے تھے۔ ابوجہل اور ابوسفیان جیسے شدید مخالفت رکھنے والے بھی آپ کے صدق کے معترف تھے۔ ان تمام بیانات کی روشنی میں صدق کو تین شعبوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے قلبی

Marfat.com

،قولی اور عملی ہر لحاظ سے صداقت کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔

1- زبان کی صداقت

زبان کی سچائی سے مراد ہے کہ زبان سے جو کچھ بھی بولا جائے وہ سچ ہو اور حقیقت کے خلاف کوئی حرف زبان سے نہ نکلے ، اسے قولی صدق بھی کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اُس شخص پر وبال ہے ، وبال ہے، وبال ہے جو محض دوسروں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بات سناتا ہے۔''

سچائی کی بات کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے صادقین اور منافقین کو ایک دوسرے کے مقابل بیان کیا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

''تاکہ اللہ تعالیٰ سچوں کو اُن کے سچ کی جزا دے اور جھوٹوں اور منافقوں کو عذاب دے''

اسی مضمون کو حدیث نے ان الفاظ میں بیان فرمایا۔

''منافق کی تین نشانیاں ہیں:

- ☆ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔
- ☆ جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے۔
- ☆ جب کوئی امانت اُس کے سپرد کی جائے تو خیانت کرے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

''مومن ہر خصلت پر پیدا ہوتا ہے سوائے خیانت اور جھوٹ کے''

2- قلب کی صداقت

صدق قلب سے مراد یہ ہے کہ نیت و ارادہ خالص ہوں۔ صداقت قلب کا دوسرا مفہوم خلوص ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ دین خلوص کا نام ہے۔ جو اللہ سے اُسکی کتاب سے اُس کے رسول سے اور مسلمانوں کے اماموں اور ان کے

Marfat.com

عوام سے ہو۔ اس سے معلوم ہوا صدق اور ایمان ایک ہیں۔ مومن کا صدق دل یہ ہے کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اللہ سے اُسکی کتاب سے اور حضور نبی کریم ﷺ اور مومنین سے محبت رکھتا ہو۔ دل کی سچائی کو استقامت سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

"بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ثابت قدم رہے"

گویا صدق نیت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان پختہ نیت و ارادہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جدوجہد کا عزم رکھے اور جو کچھ زبان سے کہے اُسکا قلب اُسکی تصدیق کرے۔

3- عملی صداقت

عملی صداقت سے مراد ہے عمل کی سچائی، کہ آدمی اپنا ظاہر و باطن ایک جیسا رکھے۔ جو عزم و وعدہ کرے اُسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کی پوری کوشش کرے۔ اور جو عمل بھی کیا جائے وہ ریاکاری اور نمود و نمائش سے بالکل پاک ہو، صاف ہو۔ ایمان و عمل کو یکجا کر کے صدق کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"مسلمان تو وہ ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لائے پھر کسی قسم کا شک نہ کیا اور اللہ کے راستے میں اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کیا یہی لوگ سچے ہیں"

اور جو لوگ متزلزل ارادوں کے مالک ہیں قرآن حکیم نے انھیں تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

"رسول ﷺ کی فرمانبرداری چاہیے اور صحیح جواب دینا چاہیے اور جب معاملے کا ارادہ کرلیں تو پھر لوگ خدا سے سچے رہیں تو یہی ان کے حق میں بہتر ہوگا۔"

صدق عمل کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کیے گئے عہد پر

Marfat.com

ثابت قدم رہے۔ ایسے لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے سچا کہا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

"مسلمانوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ انھوں نے اللہ کے ساتھ جو عہد کیا اس پر پورا اُترے"

مزید ارشاد ہوتا ہے:

"نیکی یہ ہے کہ کوئی اللہ پر، آخرت پر، فرشتوں پر، کتابوں اور انبیاء پر ایمان لائے اور مال کو اللہ کی محبت میں رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سائلوں اور غلاموں پر خرچ کرے۔ نماز قائم کرے، زکوٰۃ دے جب کسی بات کا عہد کرے تو اُسے پورا کرے۔ تنگی، تکلیف اور لڑائی میں صبر سے کام لے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے سچ کہا"

سچ بولنے والوں کے لیے اللہ نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔ اس لیے اپنے بندوں کو حکم دیا "کونو مع الصادقین" اور راست بازوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

توکّل

توکّل کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ تمام ذرائع اختیار کر لیے جائیں جو کسی مقصد کے حصول کے لیے درکار ہیں اور پھر اسی مقصد کے نتائج کے لیے اللہ پر بھروسہ کیا جائے۔ مقامات یقین میں سے سب سے اعلیٰ مقام توکل ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

☆ "بے شک اللہ توکل رکھنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔"

گویا جو لوگ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اللہ ان کو اپنا حبیب بنا لیتا ہے اور ان سے محبت فرماتا ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد خداوندی ہے:

☆ "اور معاملہ میں ان سے مشورہ لیتے ہیں اور جب آپ پکا ارادہ کر لیں تو

Marfat.com

پھر اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ بے شک اللہ بھروسہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''

☆ اگر اللہ تمہاری مدد کریگا تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکے گا اور اگر وہ تم کو چھوڑ دیگا تو اُس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کر سکے۔ تو مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

☆ آپ ﷺ ان منافقوں سے درگذر اور خدا پر بھروسہ رکھیں اور اللہ کام بنانے والا ہے۔

☆ اور جو خدا پر بھروسہ رکھے گا تو اللہ ہی اُس کے لیے کافی ہے۔

اور سورۃ ابراہیم میں ارشاد ہوتا ہے:

☆ '' ہم کیوں نہ اللہ پر بھروسہ رکھیں جبکہ ہماری زندگی کی راہوں میں اُس نے ہماری راہنمائی فرمائی، جو تکلیفیں تم ہمیں دے رہے ہو ان پر ہم صبر کریں گے اور توکل کرنے والوں کو خدا پر ہی بھروسہ رکھنا چاہیے۔''

ان آیات قرآنی سے واضح ہوتا ہے کہ توکل ایمان کے خالص ہونے کی نشانی ہے۔ اور اللہ پر بھروسہ کرنے کے بعد کسی بھروسے کی ضرورت نہیں وہ اکیلا ہی کافی و شافی ہے۔ نیز جس اللہ پر بھروسہ کیا جا رہا ہے وہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا اور ہر چیز اُس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اُس کا علم تمام عالم پر محیط ہے اور وہ زبردست حکمت وقوت والا ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ جب آپ کسی کام کا پکا ارادہ کریں تو اس پر ڈٹ جایئے اور اپنا کام کیجئے اور پھر اللہ پر بھروسہ رکھیے۔ یہاں ارادے کی پختگی بھی محنت و کامیابی کا راز بتائی گئی ہے۔ جب انسان پکے ارادے سے کسی کام کے حصول پر ڈٹ جائے تو نتیجے کے لیے اللہ پر بھروسہ رکھے انشاء اللہ اگر مقاصد نیک ہوں گے تو اللہ کی طرف سے مدد کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اس کی ذات پر بھروسہ کیا جائے اس لیے کہ اللہ پر توکل ہی بندے کو اللہ کے قریب کرتا ہے۔ ہر

Marfat.com

معاملہ اللہ کے سپرد کر دینا ، اللہ کی ہدایت سے ہے۔ حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں۔فرمایا نبی کریم ﷺ نے:

''اگر تم اللہ پر توکل کرو گے جیسا کہ توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح روزی دے گا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس لوٹتے ہیں۔'' (مشکوٰۃ)

حضرت عمر بن العاصؓ روایت کرتے ہیں فرمایا نبی کریم ﷺ نے:

''آدمی کا دل ہر وادی میں بھٹکتا پھرتا ہے تو جو شخص اپنے دل کو اس طرح بھٹکنے پر چھوڑ دے گا تو اللہ کو اس بات کی کچھ پروانہیں کہ کونسی وادی اسے ہلاک کرتی ہے۔ مگر جو شخص اللہ پر بھروسہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ایسے راستوں اور وادیوں میں بھٹکنے سے اور تباہ ہونے سے بچالے گا۔'' (مشکوٰۃ)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ کو اپنا کارساز اور وکیل نہیں بناتا تو وہ پریشانیوں میں گھرا رہتا ہے۔ اس کے دل کو اطمینان حاصل نہیں ہوتا اس کے برعکس جو شخص اللہ کو اپنا کارساز حقیقی سمجھتا ہے وہ اطمینان قلب کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

''خوب محنت کرو اور پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو''

حدیث شریف میں آتا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ میری اُمت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کتاب کے بخش دیئے جائیں گے اور یہ وہ افراد ہیں جو اپنے پروردگار پر توکل اور اعتماد رکھتے ہیں۔''

حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس بات کا شاہد ہے کہ آپ ﷺ ہر آن ، ہر گھڑی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے تھے۔ حضرت جابرؓ روایت

Marfat.com

کرتے ہیں۔ ایک دفعہ حضور ﷺ نجد سے واپسی پر کیکر کے درخت تلے آرام فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ کی تلوار درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی۔ ایک اعرابی آیا اور تلوار اُٹھا کر حضور ﷺ سے کہنے لگا کہ اب کون آپ کو مجھ سے بچائے گا۔ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا۔ اللہ اللہ اللہ۔ یہ الفاظ سن کر تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور حضور ﷺ نے اسے اُٹھا لیا اور اس اعرابی سے پوچھا اب تو بتا تجھے کون بچائے گا۔ وہ کانپنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آ مگر اُس نے انکار کر دیا لیکن یہ عہد کیا کہ وہ کبھی آپ ﷺ کے مقابلے میں نہیں آئے گا اور نہ اُن کا ساتھ دے گا جو آپ سے لڑیں گے۔ آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔

آپ کے توکل کی انتہا تو یہ ہے کہ ہجرت مدینہ کے وقت کفار قریش نے چاروں طرف سے گھر کو گھیر رکھا ہے مگر آپ ﷺ کو اپنے اللہ پر پورا بھروسہ ہے آپ اسی گھیراؤ میں سے نکل کر ہجرت کر جاتے ہیں اور غار ثور میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ہمراہ قیام فرماتے ہیں۔ دشمن سر پر پہنچ جاتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ یہ دیکھ کر گھبرا گئے کہ مبادا دشمن دیکھ نہ لے آپ ﷺ اس نازک وقت پر بھی صدیق اکبرؓ کو ان الفاظ میں تسلی دیتے ہیں:

لا تحزن ان اللہ معنا غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اس طرح حضرت لقمان کی ایک روایت منقول ہے:

جو اللہ پر توکل کرے اور قضائے الٰہی کو تسلیم کرے اور ہر معاملہ اللہ کے سپرد کر دے اللہ کی تقدیر پر راضی رہے تو اس نے دین کو قائم کیا اور بھلائی کمانے کے لیے اپنے ہاتھ پاؤں فارغ کر لے اور جو ایسے اخلاق صالحہ پر قائم ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر معاملے کی اصلاح کر دیتے ہیں۔

ابو محمد سہلؒ علمائے ابدال میں سے تھے فرماتے ہیں:

"سارے کا سارا علم عبادت کا دروازہ ہے اور سارے کا سارا

Marfat.com

تقویٰ زُہد ہے اور سارے کا سارا زُہد توکل کا دروازہ ہے توکل کی کوئی حد نہیں کہ کہیں جا کر ختم ہو جائے۔ تقویٰ اور یقین ترازو کے دو پلڑے ہیں اور توکل اس کا کانٹا ہے اسی کے ذریعے کمی بیشی کا پتہ چلتا ہے۔''

توکل تدبیر اور کوشش کے ساتھ

عام طور پر توکل کا یہ معنی لیا جاتا ہے کہ کسی کام کے لیے کوشش نہ کی جائے اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہے کہ خدا نے جو کچھ کرنا ہے کردے گا اور جو تقدیر میں لکھا ہے مل جائے گا نہ کام کرنے کی ضرورت ہے نہ تدبیر کرنے کی۔ توکل کا یہ مفہوم سراسر غلط ہے توکل تو کسی کام کو پوری کوشش اور تدبیر کے ساتھ انجام دینے کا نام ہے۔ کوشش اور تدبیر کرنا انسان پر فرض ہے، پھر نتیجے کے لیے اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے یہی مطلب واضح ہوتا ہے۔ حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹے کو جو نصیحت کی اس میں توکل تدبیر اور کوشش ساتھ ساتھ ہیں۔ کیونکہ ان تینوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''کوشش کرو کیونکہ اللہ نے تم پر کوشش کرنا فرض قرار دیا ہے۔''

ایک اعرابی نے آپ ﷺ سے پوچھا میں اپنے اونٹ کو باندھ کر اللہ پر بھروسہ کروں یا کھلا رکھ کر۔ آپ ﷺ نے فرمایا پہلے تم اسکو باندھ پھر اللہ پر بھروسہ رکھو۔

چنانچہ جائز کام کی کوشش کرنا توکل کے خلاف نہیں، البتہ کامیابی کے لیے بھروسہ اپنی کوشش پر نہیں خدا کی رحمت پر ہونا چاہیے۔

Marfat.com

ایفائے عہد

ایک مومن کی صفات میں ایفائے عہد بھی اہم مقام رکھتا ہے۔ ایفائے عہد سے مراد ہے اپنے وعدے کی پابندی کرنا ہے۔ منافق کی نشانیوں میں سے حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ جب عہد کرے تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ چونکہ مومن منافق نہیں ہوتا اس لیے مومن اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

سورۃ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے:

☆ اور (مومن) اپنے وعدوں کو پورا کرنے والے ہیں جبکہ وعدہ کر چکے ہوں۔

مزید ارشاد خداوندی ہے:

☆ اور عہد کی پابندی رکھو بے شک عہد کے متعلق باز پُرس ہوگی۔

☆ اور آپ اس کتاب میں اسماعیلؑ کا بھی ذکر کیجئے کہ وہ وعدے کے بڑے ہی پکے تھے اور اللہ کے سچے نبی اور رسول تھے۔

ایفائے عہد خدا کی بھی صفت ہے

اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے بارے میں جا بجا فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ فرمایا:

اور اللہ ہرگز اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرے گا۔

دوسری جگہ ارشاد ہوا:

اور بیشک اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرے گا۔

اور اللہ سے بڑھ کر کون اپنے وعدے کو پورا کرنے والا ہے۔

وعدے کو پورا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

”ان کو وعدہ توڑنے کی وجہ سے اللہ نے ان پر لعنت کی اور ان کے دل کو سخت کر دیا“

حضور نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے حضور

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کی زندگی بھی ایفائے عہد سے عبارت تھی۔ اعلان نبوت سے قبل کا ایک واقعہ مذکور ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ عبداللہ بن ابی الحمساء سے وعدہ کی بنا پر آپ تین دن اور تین راتیں ایک ہی جگہ کھڑے رہے اور ایفائے عہد کی لازوال مثال قائم کر دی۔

روایت ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی اور مسلمانوں کو ایک ایک آدمی کی اشد ضرورت تھی۔ دو صحابہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ، ہم مکہ آ رہے تھے۔ کہ راستے میں کفار نے ہم کو گرفتار کر لیا اور اس شرط پر رہا کیا کہ ہم لڑائی میں آپ ﷺ کا ساتھ نہ دیں مگر یہ وعدہ مجبوری میں کیا گیا ہے۔ ہم ضرور کافروں کے خلاف لڑیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں تم اپنا وعدہ پورا کرو اور لڑائی کے میدان سے واپس چلے جاؤ ہم ہر حال میں وعدہ پورا کریں گے ہم کو صرف اللہ کی مدد درکار ہے۔

غرض حضور نبی کریم ﷺ نے کافروں کے ساتھ کیے ہوئے وعدے کو بھی پورا کرنا ضروری سمجھا۔ حالانکہ اس وقت ایک ایسی جنگ درپیش تھی جس میں مسلمانوں کی تعداد کافروں کے مقابلے میں بہت ہی کم تھی۔ غرض معاہدہ چاہے دو افراد کے درمیان ہو، دو جماعتوں کے درمیان ہو یا دو قوموں کے درمیان یا زندگی کے عام معاملات سے تعلق رکھتا ہو اسے پورا کرنے کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔

عفو و درگزر

عفو کا مطلب ہے مٹا دینا، محو کر دینا۔ جو شخص کسی زیادتی کرنے والے کو معاف کر دیتا ہے وہ گویا اس کی زیادتی کے خیال کو دل و دماغ سے محو کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام 'العفو' بھی ہے یعنی معاف کرنے والا، درگزر کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ خود بھی اپنے بندوں کو کثرت سے معاف فرماتا ہے

Marfat.com

اور اپنے بندوں کے بارے میں بھی یہی پسند فرماتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کی خطاؤں اور زیادتیوں کو معاف کر دیا کریں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر دنیا میں عفو نہ رہے اور ہر انسان دوسرے سے پورا پورا بدلہ لینے پر تُل جائے تو زندگی کی بہت سی خوبصورتی ختم ہو جائے اور دنیا میں عام بربادی پھیل جائے۔ حضرت ابو الدرداؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ:

> "جس شخص کے بدن کو کوئی تکلیف پہنچے اور وہ تکلیف پہنچانے والے سے اس کا بدلہ نہ لے بلکہ اُسے معاف کر دے تو اللہ اس کے باعث اس کا ایک درجہ بلند کرے گا یا اس کا ایک گناہ معاف فرما دے گا۔"

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم ﷺ نے:

> "اچھی سیرت و خصلت کے مسلمان سے اگر کوئی لغزش ہو جائے تو اس کو معاف کر دو سوائے حدود کے۔"

یعنی اگر کسی نیک اور پرہیزگار شخص سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اس کی وجہ سے اسے نظروں سے نہ گرا دو۔ اس کی بے وقعتی نہ کرو اس کی غلطی کو پھیلاتے مت پھرو۔ بلکہ معاف کردو ہاں اگر وہ ایسا گناہ کرے جس کی سزا شریعت میں مقرر ہے تو ایسے گناہ معاف نہیں کیے جائیں گے۔

بدلہ لینے کی قدرت رکھنے کے باوجود دوسروں کو معاف کر دینے کی بڑی فضیلت ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ:

> حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا اے میرے رب آپ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ کونسا شخص ہے۔
>
> اللہ تعالیٰ نے کہا:
>
> وہ شخص جو انتقامی کارروائی کی قدرت رکھنے کے باوجود معاف کردے۔

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ سے ہمیں عفو و درگزر کی بہترین مثالیں ملتی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:

"حضور ﷺ کسی کو برا بھلا نہیں کہتے تھے۔ برائی کے بدلے برائی نہیں کرتے تھے۔ معاف کر دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے کبھی کسی سے اپنے ذاتی معاملے میں انتقام نہیں لیا۔ آپ نے اپنے کسی خادم کو عورت کو جانور، کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا آپ سب کی خطائیں معاف کر دیا کرتے تھے۔"

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ طائف کے محاصرے کے بعد جب جعرانہ کی طرف جا رہے تھے تو آپ ﷺ کے ایک صحابی حضرت ابورہم غفاریؓ کی اونٹنی حضور ﷺ کی اونٹنی سے بھڑ گئی اور ان کے پاؤں کی رگڑ سے حضور ﷺ کے پاؤں کو تکلیف پہنچی۔ آپ ﷺ نے ابورہمؓ کے پاؤں کو کوڑے سے ٹھوکا دے کر فرمایا۔ پاؤں ہٹاؤ مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔

ابورہمؓ ایک دم خوف زدہ ہو گئے کہ کہیں اس بے ادبی پر اللہ کی طرف سے عتاب نہ ہو۔ صبح کو جب جعرانہ پہنچ کر قافلہ ٹھہرا تو ابورہمؓ اونٹ چرانے نکل گئے لیکن دل میں ڈرتے رہے اسی لیے واپس آتے ہی لوگوں سے پوچھا معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے یاد فرمایا تھا۔ چنانچہ ڈرتے ڈرتے خدمت میں حاضر ہوئے۔ لیکن یہ قیصر و کسریٰ کی شہنشاہیت نہ تھی جہاں ذرا سی بھی گستاخی پر سخت ترین سزا ملتی تھی۔ بلکہ یہ رحمۃ للعلمین ﷺ کا دربار تھا۔ جہاں رحمت اور عفو و درگزر کے سوا کچھ نہ تھا۔ جہاں آقا اور غلام، چھوٹے اور بڑے کا کوئی فرق نہ تھا۔

جب ابورہمؓ حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو حضور ﷺ نے فرمایا۔
ابورہمؓ تم نے مجھے تکلیف پہنچائی تھی اس کے بدلے میں مَیں نے تمہارا پاؤں کوڑے سے ہٹا دیا تھا۔ اب اس کے بدلے میں یہ بکریاں انعام میں لے لو۔
حضور نبی کریم ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ سن کر ابورہمؓ کا چہرہ کھل اُٹھا

Marfat.com

اور انھیں یوں محسوس ہوا جیسے حضور ﷺ راضی ہو گئے ہیں تو انھیں ساری کائنات مل گئی ہے۔

اس طرح فتح مکہ کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ اس شہر میں جہاں کافروں نے آپ ﷺ کی دعوت کو ٹھکرا دیا اور آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ ؓ کو طرح طرح سے ستا کر ہجرت کر جانے پر مجبور کر دیا، اس شان سے داخل ہوئے کہ دس ہزار جان نثاروں کا لشکر آپ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ نے اعلان کر دیا تھا کہ جو شخص کعبے میں پناہ لے گا اسے کچھ نہیں کہا جائے گا۔ جو اپنے گھر کے دروازے بند کرے گا وہ بھی محفوظ رہے گا اور جو ابوسفیان کے گھر پناہ لے گا وہ بھی محفوظ رہے گا یہ ابو سفیان وہی تھے جو اسلام کے سخت دشمن تھے۔ جنھوں نے مدینے پر بار بار حملہ کیا عربوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا اور خود رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کی سازش کی۔ مگر اب وہ کچھ دیر پہلے ایمان لے آئے تھے اور اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی ساری خطاؤں اور زیادتیوں سے درگذر فرماتے ہوئے انھیں معاف کر دیا اور ان کو یہ عزت دی کہ ان کے گھر کو کافروں کے لیے پناہ گاہ بنا دیا۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے لوگوں سے خطاب کیا۔ خطبے کے بعد آپ ﷺ نے مجمع کی طرف دیکھا۔ بڑے بڑے کافر موجود تھے۔ ان میں وہ بھی تھے جنھوں نے حضور ﷺ کی مخالفت میں دن رات ایک کر دیئے تھے۔ اسلام کو مٹانے میں کوئی کسر نہ رکھی تھی۔ مسلمانوں کو ایذائیں پہنچائی تھیں۔ طرح طرح کے ظلم کیے تھے۔ آپ ﷺ کی راہ میں کانٹے بچھائے تھے۔ آپ ﷺ کے بارے میں ناگوار باتیں کہی تھیں۔ ان میں وہ بھی تھے جنھوں نے آپ ﷺ کے صحابہ ؓ کو قتل کیا تھا اور خود آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ کے خون سے ہاتھ رنگے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سب کی طرف دیکھا اور پھر پوچھا۔

”اے اہل قریش آج تم مجھ سے کس قسم کے برتاؤ کی توقع رکھتے ہو۔

لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا۔“

Marfat.com

ہمیں آپ سے اچھے برتاؤ کی توقع ہے۔ آپ ہمارے شریف بھائی ہیں، شریف بھائی کے بیٹے ہیں۔

حضور ﷺ تو دونوں جہان کے لیے رحمت تھے۔ آپ نے سب کے لیے عام معافی کا اعلان فرمایا اور کہا جاؤ آج تم پر کوئی مواخذہ نہیں تم سب آزاد ہو۔

نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے کہ ہم بھی دوسروں کے ساتھ عفو و درگزر سے پیش آئیں اور صلہ رحمی کا برتاؤ کریں۔

غرور و تکبّر کی حقیقت

رزائل اخلاق میں سب سے بُری عادت تکبّر کرنا ہے۔ تکبّر کا مطلب ہے اپنے آپ کو بڑا اور دوسروں کو حقیر اور اپنے سے کم سمجھنا۔ تکبّر کرنا درحقیقت اللہ کے ساتھ لڑائی کرنا ہے کیونکہ کبریائی اور بڑائی کا حقدار تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ انسان کی کیا حقیقت اور اوقات ہے۔ اسی وجہ سے متکبّر انسان کی مذمت کثرت کے ساتھ قرآن مجید میں موجود ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

☆ اللہ تعالیٰ ایسے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں جو تکبّر اور جبر کرنے والے ہیں۔

☆ سورۃ مومن میں ارشاد ہے:

تحقیق میں نے پناہ مانگی اپنے اور تمہارے پروردگار سے اور ہر غرور کرنے والے سے جو یقین نہیں رکھتا قیامت کے دن پر۔

حضور نبی کریم ﷺ اکثر یہ دعا بھی مانگا کرتے تھے۔

☆ اے اللہ میں غرور و تکبّر کی ہوا سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

☆ جس کے دل میں رائی برابر تکبّر ہو گا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔

اور جو شخص اپنے آپ کو بڑا جاننے کی عادت بنا لیتا ہے اللہ کے ہاں وہ متکبّروں میں لکھ لیا جاتا ہے اور متکبّروں کو جو عذاب ملے گا اسی سے وہ بھی دوچار ہو گا۔

Marfat.com

مزید فرمایا متکبّر آدمی کا حشر قیامت کے دن چیونٹی کی شکل میں ہوگا، اپنے تکبّر کے باعث اللہ کے نزدیک جو ذلت اسے حاصل ہوگی وہ اس سبب سے لوگوں کے پاؤں تلے روندا جائے گا۔ اور فرمایا دوزخ میں ھب ھب نامی ایک غار ہے جس میں غرور وتکبّر کرنے والوں کو ڈالا جائے گا۔

جب تکبّر کی اسقدر وعید سُنی تو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ تکبّر کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے حضور گردن نہ جھکانا اور اُسکی مخلوق کو حقارت کی نظر سے دیکھنا۔ ایک بزرگ کا قول ہے اگر تم جنت کی خوشبو سونگھنا چاہتے ہوتو اپنے آپ کو ہر انسان سے کم تر سمجھو۔

تکبّر کی بعض شکلیں بہت قبیح اور بُری ہیں۔ تکبّر یا اللہ کے مقابلے میں ہوتا ہے یا رسول ﷺ کے مقابلے میں یا بندوں کے مقابلے میں۔

پہلا درجہ اس تکبّر کا ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ہو جیسے نمرود، فرعون اور ابلیس نے کیا۔

دوسرا درجہ رسول ﷺ پر تکبّر کا ہے۔

جس طرح کفار قریش نے کیا اور کہنے لگے ہم اپنے جیسے آدمی کی بات نہیں مانیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتے کو رسول بنا کر ہمارے پاس کیوں نہ بھیجا اور انسان کو ہی بھیجنا تھا تو کسی صاحب وقار کو کیوں نہ بھیجا یتیم کا انتخاب کیوں کیا؟ (نعوذ باللہ)

اس کے متعلق قرآن پاک میں یوں ارشاد ہوا:

"اُنھوں نے کہا کہ کیوں نہ اُتارا یہ قرآن ان بستیوں پر (یعنی مکہ، طائف) کے کسی بڑے آدمی پر۔

تیسرا درجہ ہے کہ اپنے جیسے لوگوں کے معاملے میں تکبّر کرے اور انھیں حقارت کی نظر سے دیکھے، حق بات کو قبول نہ کرے اور اپنے آپ کو ان سے بہتر خیال کرے۔

Marfat.com

یہ درجہ پہلے دونوں درجوں سے کم ہے لیکن بہر حال بُرا ہے۔

جو لوگ متکبّر ہوتے ہیں وہ دین کے معاملات میں جھگڑتے ہیں اور جب حق بات کہی جاتی ہے تو اپنے تکبّر کے باعث اسے ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

''جب کسی سے کہا جائے کہ خدا سے ڈرو اور وہ کہے میاں اپنے کام سے کام رکھو، تو ایسا کہنا سخت گناہ ہے''

ایک دن نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی سے کہا کہ دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ، اس نے جواب دیا میں نہیں کھا سکتا اور اس نے ایسا تکبّر کی وجہ سے کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا اچھا یوں تو یوں ہی سہی پھر اُسکا ہاتھ اپنے اس تکبّر کے باعث ہلا ہی نہیں۔

اللہ نے ابلیس کا قصہ محض کہانی کے طور پر بیان نہیں کیا بلکہ اُسکا مقصد تکبر کے نقصانات کو واضح کرنا ہے۔ ابلیس نے تکبّر ہی کی وجہ سے کہا تھا:

''میں آدم سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے اور آدم کو مٹی سے بنایا''

تکبّر نے ابلیس کو اس درجے پر پہنچا دیا کہ اس نے اللہ کے حکم کی تعمیل نہ کی اور سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ جس کے نتیجے میں وہ ہمیشہ کے لیے ملعون قرار پایا۔

تکبّر کی ضد عاجزی وانکساری ہے

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں جو شخص عاجزی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اس کی عزت بڑھا دیتے ہیں اور فرمایا ہر شخص کے سر پر دو فرشتوں کے ہاتھ میں اس کی لگام ہوتی ہے۔ جب بندہ عاجزی کا اظہار کرتا ہے تو فرشتے اسے کھینچ کر اوپر آسمان کی طرف لے جاتے ہیں اور اس کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اے اللہ اسے سرنگوں رکھنا۔ اور فرمایا نیک بخت وہ شخص ہے جو فی الحقیقت عاجز و کمزور

Marfat.com

نہ ہو مگر اس کے باوجود عاجزی کا اظہار کرے، اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرے، کمزوروں اور یتیموں، مسکینوں سے رحم دلی کا معاملہ کرے اور دانا اور اہل علم سے میل جول رکھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام صبح صبح اپنی رعایا میں سے امراء کے احوال معلوم کرتے اور خود مساکین کے زمرے میں بیٹھ جاتے اور فرماتے ایک مسکین کا یہی ٹھکانا ہے۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ عاجزی یہ ہے کہ جب تو اپنے گھر سے باہر نکلے تو جو ملے اس کو اپنے سے بہتر سمجھے۔

حضرت مالک بن دینارؒ فرمایا کرتے تھے اگر کوئی مسجد کے دروازے پر یہ کہے اے لوگو جو تم میں سب سے بدتر ہے وہ باہر آ جائے تو میں سب سے پہل نکلوں گا۔ حضرت ابن مبارکؒ نے جب یہ بات سنی تو فرمایا مالک کی عظمت کا راز اسی عاجزی میں ہے۔

انسان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جتنی عاجزی و انکساری دکھائے گا اُتنا ہی اللہ اُس کے مقام میں بلندی و رفعت عطا فرمائے گا۔

غیبت

رزائل اخلاق میں غیبت کی برائی دوسرے درجے پر ہے۔ غیبت یہ ہے کہ کسی آدمی کے پس پردہ اُس کے متعلق ایسی بات کہی جائے جسے وہ اگر سن لے تو بُرا مان جائے۔ گو کہ تم نے سچ ہی کہا ہو، جس بات کا انجام کسی کے عیب کی طرف ہو اس کا بیان کرنا غیبت ہے۔ اگرچہ یہ بات اس کے بدن نسب یا کردار و گفتار کے متعلق ہو۔ بدن کے متعلق مثلاً کوئی آدمی کہے فلاں لمبا یا چھوٹا ہے، اخلاق کے متعلق کسی کو بدگو، متکبر، زبان دراز یا بزدل کہے۔ افعال میں کسی کو چور،

Marfat.com

خائن، بے نماز یا اس طرح کہنا کہ وہ رکوع سجود پورے نہیں کرتا۔ زکوٰۃ نہیں دیتا یا بہت سوتا ہے یا بہت کھاتا ہے۔ الغرض حضور ﷺ نے فرمایا۔ جو کچھ تم کہو کسی کے متعلق بھی جسے وہ اگر سن لے تو برا مان جائے وہ غیبت ہے۔ جس طرح غیبت زبان سے حرام ہے دل سے بھی غیبت کرنا حرام ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''مسلمان کا خون، مال اور اس کی طرف سے بدگمانی حرام ہے۔''

ایسی بات دل میں لانا جسکا نہ تو یقین ہو اور نہ ہی اس کے متعلق کوئی گواہ ہو تو ایسی بات شیطان دل میں ڈالتا ہے۔ اسی لیے اللہ نے فرمایا:

''فاسق جب کوئی خبر تمہارے پاس لائیں تو تحقیق کرلیا کرو''

غیبت کا وبال بہت سخت ہے۔ قرآن حکیم نے غیبت کو مردہ بھائی کا گوشت نوچنے سے تعبیر فرمایا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے زنا سے بدتر قرار دیا اور اس سے مسلمانوں کو بچنے کی ہدایت کی۔ کیونکہ زنا کرنے والے کی توبہ قبول ہو جاتی ہے مگر غیبت کرنے والے کی توبہ کبھی قبول نہیں ہوتی جب تک کہ جس کی غیبت کی ہو اس سے معافی نہ مانگ لے۔

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ شب معراج ایک قوم کو میں نے دیکھا جو اپنے چہرے کا گوشت ناختوں سے نوچ رہی تھی۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں تو معلوم ہوا! کہ یہ غیبت کرنے والے ہیں۔ حضرت سلیمان بن جابرؓ کو حضور ﷺ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

☆ نیکی کے کام کو حقیر مت جانو اگرچہ وہ محض اتنی ہو کہ ڈول سے کسی کے برتن میں پانی ڈال دو۔

☆ اپنے مسلمان بھائی سے کشادہ دلی سے ملنا اور کسی کی غیبت مت کرنا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ غیبت سے توبہ کرکے مرنے والا سب سے آخر میں جنت میں جائے گا اور بغیر توبہ کیے مرنے

Marfat.com

والا سب سے پہلے دوزخ میں جائے گا۔

غیبت درحقیقت دل کی بیماری ہے اور اس کا علاج کرنا بہت ضروری ہے۔ اس علاج کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ جو احادیث غیبت کی برائی میں بیان ہوئی ہیں اُن پر غور کیا جائے اور یہ خیال کیا جائے کہ غیبت سے میری نیکیاں دوسروں کے نامہ اعمال میں منتقل ہو رہی ہیں۔ اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو میں خالی ہو جاؤنگا۔ کیونکہ حدیث میں آتا ہے:

"غیبت اور حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتے ہیں جیسے آگ خشک لکڑیوں کو"

دوسرے اس بات کا خیال رکھے کہ میری ذات میں بھی عیب ہیں۔ دوسرا انسان بھی میری ہی طرح معذور ہے۔ اگر اپنی ذات میں کوئی عیب نظر نہ آئے تو سمجھ لے یہ سب سے بڑا عیب ہے۔

غیبت کا کفارہ توبہ اور پشیمانی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نجات نصیب ہو۔ جس کی غیبت کی ہے اس سے معافی مانگے ورنہ ایک دن آنے والا ہے جب اس کی نیکیاں بدلے کے طور پر مظلوم کو دی جائیں گی۔ اگر نیکیاں نہ ہوں گی تو اس کے گناہوں کا بوجھ اس کے سر ڈال دیا جائے گا۔

Marfat.com

Marfat.com

باب پنجم

فضائل ذکر

ذکر عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی یاد ،تذکرہ ، بیان اور قول کے ہیں۔قرآن مجید میں ذکر کا لفظ بڑے وسیع معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی یاد اور نصیحت کے لیے بھی آیا ہے۔شرعی اصطلاح میں ذکر سے مراد اللہ کو یاد کرنا ہے۔ لہٰذا ذکر کا مفہوم یہ ہوگا کہ انسان اپنے معبود حقیقی کی یاد سے کسی وقت بھی غافل نہ ہو۔ زندگی کا ہر لمحہ اللہ کی یاد میں بسر کرے۔صوفیاء کرام کے نزدیک ذکر کا مفہوم بہت بلند ہے ان برگزیدہ ہستیوں کا کہنا ہے کہ انسان کی زندگی کا ہر سانس یاد الٰہی میں گزرنا چاہیے تاکہ عبد اور معبود کے درمیان روحانی تعلق قائم ہو جائے۔ ذکر چونکہ فکر کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور فکر سے خوف پیدا ہوتا ہے اور خوف سے اُمید کا دروازہ کھلتا ہے جب ذکر قوی ہو جائے تو یہی مشاہدہ بن جاتا ہے۔اس لیے ذکر تمام عبادات کی روح ہے۔ ذکر ہی وہ غذا ہے جس سے روح کو تقویت ملتی ہے اور انسان کی پوشیدہ روحانی صلاحیتیں پرورش پاتی ہیں۔مختصراً یہ کہ اللہ کا ذکر ہی رب العالمین کی طرف وصول کا مختصر ترین راستہ ہے۔ ذکر کی تین اقسام ہیں۔

قولی ، عملی ، قلبی

☆ قولی ذکر کو لسانی ذکر بھی کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ زبان سے اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کی حمد وثناء کرنا اور اس کی عظمت و بزرگی کا اقرار کرنا۔ اس کی نازل کردہ کتاب قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔ سورۃ طٰہٰ میں رشاد ربانی ہے۔

''میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔''

☆ عملی ذکر: اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں اور اس کے احسانات کو یاد کرنا اور اس کا شکر بجا لانا اور احکام خداوندی کے تحت زندگی بسر کرنا اور اطاعت گزار ہونا عملی ذکر کہلاتا ہے۔

سورۃ آل عمران میں ارشاد ہوتا ہے:

''اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو یاد کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اتنی دیر تک کھڑے ہو کر عبادت کرتے کہ آپ کے پاؤں مبارک سوجھ جاتے۔ ایک روز میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے لیے اللہ نے جنت لکھ دی ہے پھر آپ اتنی مشقت کیوں اُٹھاتے ہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

☆ قلبی ذکر کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنے دل کو تمام وسوسوں سے پاک کرے اور دل کو پوری توجہ سے اللہ کی طرف متوجہ کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اپنے رب کو دل میں گڑگڑاتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے یاد کرو''

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو ارشاد فرمایا:

''اے علیؓ اپنی آنکھیں بند کر کے قلبی ذکر کیا کرو۔ تمہیں لا الہ الا اللہ کی آواز سنائی دے گی۔ اسی کو صوفیاء کرام کی اصطلاح میں مراقبہ کہتے ہیں۔ مراقبے سے قرب خداوندی اور عرفان الٰہی کی روحانی کیفیت حاصل ہوتی ہے۔''

حضرت سلطان باہوؒ اپنی کتاب عین الفقر میں فرماتے ہیں کہ:

Marfat.com

مراقبہ مقام حضوری ہے اور اہل مراقبہ خاصان خدا میں سے ہیں۔

اہمیت ذکر از رُوئے قرآن

جس طرح قرآن حکیم میں دوسری اسلامی تعلیمات اور اخلاقی فضائل کی تاکید آئی ہے اس طرح ذکر کی فضیلت و اہمیت میں متعدد قرآنی آیات نازل ہوئیں۔ سورۃ عنکبوت میں ارشاد ہوتا ہے۔ ''اللہ کا ذکر بہت بلند ہے''۔

اللہ کا ذکر تمام نیکیوں سے بڑھ کر ہے۔ جس کو یہ سعادت حاصل ہو جائے اور جس کو یہ نعمت بخش دی جائے گویا اس نے سب کچھ پا لیا۔ کیونکہ زندگی کا مقصد ہی رضائے الٰہی کا حصول ہے ذکر الٰہی وہ افضل ترین عمل ہے جس کی وجہ سے انسان کا مقام فرشتوں سے بھی بلند ہو جاتا ہے۔

ایک روز نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور اپنے صحابہؓ کو حلقہ بنائے بیٹھے دیکھا تو آپ ﷺ نے پوچھا اس طرح کیوں بیٹھے ہو؟ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم اس لیے بیٹھے ہیں کہ اللہ کا ذکر کریں اور اس نے جو ہمیں اسلام کی دولت سے نوازہ ہے اس کے احسان پر اللہ کا شکر ادا کریں حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کے ذکر و شکر میں بیٹھنے والو اللہ اپنے فرشتوں میں تمہارا فخر کر رہا ہے۔

دنیا کی ساری نعمتوں میں سے اطمینان قلب سب سے بڑی نعمت ہے۔ دولت، شہرت، عزت اور اولاد کی کثرت کے باوجود روح کو چین اور دل کو سکون نصیب نہیں ہوتا۔ صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی وہ آبِ حیات ہے جس سے ایک بار پیاس بجھانے والا پھر کبھی پیاس محسوس نہیں کرتا۔ سورۃ الرعد میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''بے شک اللہ کے ذکر سے دل سکون پاتے ہیں''

اللہ تعالیٰ انسان کا خالق و مالک ہے معبود و مربی ہے۔ دعائیں قبول کرنے والا اور خطاؤں پر پردہ ڈالنے والا ہے وہی بے قراروں کو قرار بخشنے والا ہے۔ چنانچہ حب خداوندی کا تقاضا ہے کہ انسان ہر وقت ہر حال اور ہر مقام پر

Marfat.com

اپنے رب کو یاد کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرو"

دل کے آئینے سے غفلت کا غبار اور روح کے روشن چہرے سے نافرمانی کا داغ دھونے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان کی صبحیں اور شامیں یاد الٰہی میں بسر ہوں۔ سورۃ آل عمران میں ارشاد ہوتا ہے:

"وہ لوگ جو اللہ کو کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے یاد کرتے ہیں وہ مومن ہیں"

جب بندہ اپنے رب کو یاد کرتا ہے تو اللہ بھی اسے یاد کرتا ہے۔ جس کی تائید قرآن نے ان الفاظ میں بیان کی ہے:

"پس تم مجھ کو یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا اور میرا شکر ادا کرو اور کفران نعمت نہ کرو"

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جب بندہ اپنے رب کو یاد کرتا ہے تو رب کریم بھی اسے یاد کرتا ہے۔ انسان کی عزت افزائی اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ اس کا خالق و مالک اسے یاد میں رکھے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں ذکر الٰہی میں کوتاہی نہ کرو۔ تم اس کو یاد کرو گے وہ تمہیں یاد کرے گا اور اس کا تمہیں یاد کرنا تمہارے ذکر سے افضل ہے۔

فضائلِ ذکر از رُوئے حدیث

ذکر الٰہی کی اہمیت و فضیلت میں حضور نبی کریم ﷺ کے بیشتر اقوال و ارشادات حدیث کی کتابوں میں ملتے ہیں۔ ان میں سے چند ہدیہ قارئین ہیں:

بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے اگر کوئی شخص یاد الٰہی میں مصروف رہنے والوں کے پاس آ کر بیٹھ جائے اگرچہ وہ کسی دوسرے مقصد کے لیے آیا ہو

Marfat.com

تو اس کے بھی اللہ تعالیٰ گناہ بخش دیتا ہے اور فرماتا ہے میں نے اللہ والوں کی محفل میں بیٹھنے والوں کو بھی معاف کر دیا۔ میری یاد کرنے والے لوگ ایسے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں رہتا۔

بیہقی کی روایت ہے کہ غافلوں کے درمیان اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے سوکھے درختوں کے درمیان ہرا درخت ہوتا ہے۔

ایک صحابیؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا کونسا عمل افضل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو جب اس دنیا سے رخصت ہو تو تیری زبان ذکر الٰہی سے تر ہو۔

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ:

> جب چند آدمی کسی مسجد میں بیٹھ کر اللہ کو یاد کرتے ہیں تو ایک منادی کرنے والا آسمان میں پکارتا ہے تمھیں بخش دیا گیا تمہارے گناہ نیکیوں میں تبدیل کر دیئے گئے۔

طبرانی کی روایت ہے:

> اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی عمل عذاب الٰہی سے بچانے والا نہیں۔

مشکوٰۃ کی حدیث میں ہے:

> جو آدمی اللہ کو یاد کرتا ہے وہ زندہ ہے اور جو اسے یاد نہیں کرتا گویا وہ مُردہ ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

> جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے اور میری یاد میں اس کے دونوں ہونٹ ہلتے ہیں تو اس وقت میں اس کے قریب ہوتا ہوں۔

ذکر الٰہی صدقات و خیرات کا قائم مقام اور بدل ہے۔ ایک دفعہ غریب مہاجرین کی ایک جماعت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ دولت مند صدقے کی وجہ سے ہم سے سبقت

Marfat.com

لے گئے۔ حالانکہ جس طرح ہم نمازیں پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں اور ہماری ہی طرح روزے رکھتے ہیں مگر ان کے پاس دولت زیادہ ہے جس سے وہ صدقہ دیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تمھیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس کی بدولت تم ان کے برابر ہو جاؤ اور بعد میں آنے والوں سے سبقت لے جاؤ۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بیان فرمائیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کو کثرت سے یاد کرو اور ہر نماز کے بعد سبحان اللہ 33 بار الحمد للہ 33 بار اور اللہ اکبر 34 بار پڑھا کرو۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک ذاکرین کے لیے ہے۔

کلمہ طیبہ کی فضیلت

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بہترین ذکر لاالــه الا الـلــه ہے۔ کیونکہ یہ کلمہ توحید ہے اس سے خالق کائنات کی سب سے بڑی صفت وحدانیت کا اقرار ہوتا ہے۔ یہ قولِ ثابت ہے جس کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں ثبات عطا کرے گا۔ یہ کلمہ دعوۃ الحق ہے کیونکہ سچا پکارنا اللہ ہی کے لیے خاص ہے۔ یہ قول سدید ہے یعنی سچی اور سیدھی بات یہ عروۃ الوثقیٰ ہے کیونکہ جو شخص کلمہ طیبہ کا اقرار کرتا ہے وہ ایسا مضبوط سہارا تھام لیتا ہے جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا سب سے زیادہ سعادت مند اور نفع اُٹھانے والا میری شفاعت کے ساتھ وہ شخص ہوگا جو خلوص دل کے ساتھ لاالــه الا الـلــه کہے اور یہ بھی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن آدمی کے ہر عمل کو ترازو میں تولا جائے گا۔ کلمہ شریف یعنی لاالــه الا اللہ کا معاملہ یہ ہے کہ اسے ترازو میں رکھیں تو ساتوں آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان

Marfat.com

ہے ان سب سے زیادہ کلمہ پاک وزنی ہوگا۔ نیز یہ کلمہ پڑھنے والا اگر سچا ہے اور سچے دل سے پڑھتا ہے تو اس کے تمام گناہ بخشش دیئے جائیں گے اگر چہ وہ زمین کی خاک کے ذروں کے برابر ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کی زندگیوں میں سب سے زیادہ اہمیت کلمہ طیبہ کو حاصل ہے۔ ان بزرگوں نے خود بھی اس پر عمل کیا اور اپنے مریدین وعقیدت مندوں کو بھی اس کی تلقین کی چنانچہ حضرت نوشہ گنج بخش قادریؒ نے تہجد کی نماز کے بعد کلمہ طیبہ کے ذکر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

آدھی رات اُٹھ بیٹھے سالک
چار کوٹ کا ہوئے مالک
بارہ رکعت جب پڑھ کر رہے
ذکر فکر میں ہو کر بہے
لاالہ کو ایسا سادھے
اپنے من سے سب کو چھاڑے
الا اللہ کی ضرب لگاوے
جو خطرہ ہو سب ٹل جاوے
ایک ہزار یا تین ہزار
کلمہ پاک کرے تکرار
پرسش اس کی پیر سوں پاوے
جو لکھنے میں رسم نہ آوے

حضرت سلطان باہوؒ نے بھی اپنے ایک شعر میں کلمہ طیبہ کی فضیلت کو اس طرح بیان کیا ہے۔

Marfat.com

ہور دوا نہ دل دی کاری کلمہ دل دی کاری ہو
کلمہ دُور زنگار کریندا کلمے میل اُتاری ہو
کلمہ ہیرے لال جواہر کلمہ ہٹ پساری ہو
ایتھے اوتھے دوہیں جہانیں کلمہ دولت ساری ہو

حافظ ابن کثیرؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کوئی چیز ایسی فرض نہیں کی کہ جس کی کوئی حد مقرر نہ کر دی اور اس کے عذر کو قبول نہ فرمالیا۔ سوائے ذکر الٰہی کے کہ اس کی کوئی حد نہ مقرر کی اور آدمی کی عقل جب تک باقی رہتی ہے اس کو معذور اور قابل معافی قرار نہیں دیا جا سکتا۔

بزرگوں کا قول ہے سری اور جہری دونوں ذکر کار ثواب ہیں۔

ذکری جہری یعنی اونچی آواز سے ذکر کرنا بہتر ہے بشرط کہ کسی ساتھ والے کو تکلیف نہ ہو۔

نفی اثبات کی ضرب کے ساتھ ذکر کرنا دل کی پالش ہے اس ذکر سے معرفت کی منزلیں جلدی طے ہوتی ہیں۔

طریقہ اس کا یہ ہے کہ باوضو اور قبلہ رو ہر کر بیٹھے۔ خوش آوازی سے ذکر کرے۔ دائیں طرف لا الــہ کو کھینچ کر لائے ہر چیز کو دل سے نکال دے۔ پھر بائیں طرف سے الا اللہ کی ضرب لگائے اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور اپنی عبودیت اور بندگی کا تصور کرے۔ پھر جب سانس چھوڑے تو محمد رسول اللہ (ﷺ) کی شہادت زبان سے دے اور دل سے اس کی تصدیق کرے۔ یہ طریقہ سب سے افضل اور نافع ہے۔ مدارج النبوت میں رقم ہے کہ اگر کوئی شخص تمام عمر صرف لا الــہ الا اللہ پڑھتا رہے وہ کبھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے ساتھ محمد رسول اللہ (ﷺ) نہ پڑھے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ذکر محمدی ﷺ کی فضیلت

حدیث قدسی ہے کہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

”میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ اے محبوب میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہو اور میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر ٹھہرا لیا ہے بس جس نے تمہارا ذکر کیا بے شک اس نے میرا ذکر کیا۔“ (شفا شریف)

اس اعتبار سے نبی کریم ﷺ کا ذکر جمیل ایمان کا لازمی جزو اور عبادت کی اصل ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ذکر محمد ﷺ ہی عبادت اور عبادت ہی ذکر محمد ﷺ ہے کیونکہ ذکر محمد ﷺ ذکر خدا ہے اور ذکر خدا عبادت ہے۔ یہ کھلی حقیقت ہے کہ اس دنیا میں سوائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوئی ہستی ایسی نہیں گزری جس کی اتنی تعریف کی گئی ہو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو قرب و محبت کا ایک خاص مقام عطا فرمایا ہے جس کے فضائل و درجات بیان کرنا انسان کے بس کی بات نہیں رحمت دو عالم ﷺ کا ذکر قلب ونظر کی پاکیزگی اور وجہ تسکین دل و جان ہے یہی وجہ کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

”اے بیٹے تو میرے بعد میرا نائب اور خلیفہ ہے۔ تقویٰ اور پرہیز گاری کو اپنا شعار بنا لے اور جب بھی خدا کے ذکر کی توفیق ہو تو اس کے ساتھ محمد ﷺ کا نام بھی ضرور لینا۔ میں نے ان کا نام مبارک عرش الٰہی کے پایہ پر لکھا ہوا دیکھا ہے۔ میں نے تمام آسمانوں کی سیر کی لیکن وہاں کوئی جگہ ایسی نہیں دیکھی جس پر نام محمد ﷺ لکھا ہوا نہ ہو میرے پروردگار نے مجھے جنت میں رکھا وہاں میں نے کوئی محل اور کوئی جھروکہ ایسا نہیں دیکھا

Marfat.com

جس پر نام محمد ﷺ لکھا ہوا نہ ہو۔ میں نے نام محمد حوروں کے سینوں پر جنت کے درختوں کے پتوں پر شجر طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتے پتے پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا دیکھا۔ اس لیے تم ان کا ذکر کثرت سے کرنا کیونکہ فرشتے ہر آن محمد ﷺ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

ذکر محمد ﷺ کی برکت سے جنت کا وسعت پانا

شیخ علامہ ابن المبارک کتاب الابریز میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اُستاد سیدنا عبدالعزیز الدباغ ؒ سے سنا ہے کہ مومن کا درود شریف قطعی طور پر مقبول ہے۔ اور اس باب میں ذرہ برابر شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا تمام اعمال سے افضل ہے۔ کیونکہ صلوٰۃ یعنی درود شریف اُن فرشتوں کا خاص ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے جنت کے چاروں طرف مقرر فرما رکھے ہیں۔ اور درودوں کی برکت ہی سے جنت کی وسعت و کشادگی ہوتی رہتی ہے۔ کیونکہ جب جب وہ فرشتے اطراف جنت میں درود شریف کا ورد کرتے ہیں جنت اپنی وسعت میں بڑھتی رہتی ہے یعنی فرشتے جسقدر درود پڑھتے ہیں اُسی قدر جنت وسیع ہوتی جاتی ہے۔ فرشتے ذکر درود سے رکتے نہیں اور جنت بھی وسیع سے وسیع تر ہونے سے رُکتی نہیں۔ فرشتوں کا ورد جاری رہتا ہے جنت بھی ذکر صلوٰۃ کے ساتھ بڑھتی رہتی ہے اور جنت کا وسعت اختیار کرنا اُس وقت بند ہو جاتا ہے جب فرشتے ورد درود سے ذکر تسبیح کی طرف پلٹتے ہیں۔ مگر فرشتے اُس وقت تک صلوٰۃ درود میں مشغول رہتے ہیں جب تک اللہ تعالیٰ اہل جنت پر اپنی جلوہ گری نہیں فرماتا۔ جب اللہ پاک جنتیوں پر اپنا جلوہ ظاہر فرماتے ہیں۔ فرشتے اس جلوہ کو دیکھ لیتے ہیں اور فرشتے تسبیح پڑھنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اور جب ملائکہ تسبیح شروع کرتے ہیں جنت کی توسیع رُک جاتی ہے اور جنت اپنے بسنے والوں کے ساتھ ٹھہر جاتی

Marfat.com

ہے اور سکون اختیار کر لیتی ہے۔ تو یہ جنت کا وسعت پانا حضرت سرکار دو عالم ﷺ کے درودوں کی برکت سے ہے۔

شیخ ابن المبارک فرماتے ہیں میں نے اپنے اُستاد حضرت عبدالعزیز الدباغ ؒ سے دریافت کیا کہ جنت صرف رسول اکرم ﷺ کی صدائے درود سے کیوں بڑھتی ہے باقی اذکار اور تسبیحوں سے کیوں نہیں بڑھتی۔ تو حضرت نے فرمایا کہ جنت کی اصل رسول پاک ﷺ کا نور ہے۔ تو جس طرح بچہ اپنی ماں کے لیے تڑپتا اور مچلتا ہے، جب اپنی ماں کی آواز یا آہٹ سن لیتا ہے تو بچہ اشتیاق و محبت سے اس آواز و آہٹ کی طرف لپک پڑتا ہے تاکہ ماں کی گود سے سیرابی و سکون حاصل کرے۔ بالکل اس طرح اطراف جنت کے فرشتے ذکر نبی ﷺ اور درود رسول ﷺ میں مصروف رہتے ہیں اور جنت اپنی اصل کے اشتیاق کی بنا پر صلوٰۃ رسول کی پکار کی طرف ہر ہر طرف سے دوڑ پڑتی ہے۔ فرشتے جنت کو جگہ دیتے ہوئے پیچھے ہٹتے رہتے ہیں پھر نتیجتاً جنت اپنی تمام جہتوں میں وسعت اختیار کرتی جاتی ہے۔

حضرت شیخ عبدالعزیز فرماتے ہیں۔ اگر ارادہ الٰہی نہ ہوتا اور اللہ تعالیٰ جنت کو روک نہ لیتا تو ضرور جنت رسول پاک کی زندگی میں دنیا کی طرف نکل پڑتی اور جہاں جہاں رسول ﷺ ہوتے جنت بھی وہیں ساتھ ہوتی۔ جہاں جہاں رسول اللہ ﷺ چلتے جنت بھی ساتھ ساتھ چلتی، جہاں رسول اللہ ﷺ رات بسر فرماتے جنت بھی وہیں رات گزارتی۔ تو نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ اگر اللہ عزوجل جنت کو اپنی مرضی پر چھوڑ دیتا تو جنت اپنی مقررہ جگہ سے نکل کر مکہ المکرّمہ پھر مدینہ المنورہ پہنچ جاتی، کبھی میدان بدر کبھی خیبر کبھی حدیبہ کا سفر کرتی اور قدم رسول ﷺ کو اپنا مسکن و جائے پناہ بنا لیتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جنت کو سیّد دو عالم ﷺ کی طرف نکل جانے کو اس لیے روک دیا تھا کہ پہلے بندوں کا امتحان ہو جائے کہ کون جنت دیکھے بغیر محمد ﷺ کی غلامی اختیار کرتا ہے اور کون تنقید کرتا ہے اور کون منہ پھیر لیتا

Marfat.com

ہے۔ اگر جنت بذات خود قدم رسول ﷺ پر لوٹتی جاتی تو دنیا میں ہر فرد بشر ذات خیر البشر ﷺ پر مفتون و قربان ہو جاتا اور مطیع و فرمانبردار بندوں کا فرق نہ رہتا لہٰذا اللہ پاک نے رسول اللہ کی دینوی زندگی سے جنت کو دور رکھ کر اطاعت رسول ﷺ کا امتحان لیا ہے۔ جبھی تو اللہ نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰه

ترجمہ: یعنی جس نے میرے رسول کی مان لی تو ضرور اُس نے اللہ کی مان لی۔

پس ثابت ہوگیا کہ عرفان رسول ﷺ پہچان الٰہی ہے۔ ذکر رسول ﷺ ذکر الٰہی ہے۔ مدح رسول ﷺ حمد الٰہی ہے۔

اوروں کو تو یہ اوج میسر بھی نہیں
تجھ سا بخدا کوئی پیمبر بھی نہیں
کونین کی دولت ہو اگر ایک طرف
وہ تیرے کف پا کے برابر بھی نہیں

(سیف زلفی)

احترام رسول ﷺ کا نتیجہ ایک ایمان افروز حکایت:

☆ روایت ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانے میں ایک سخت بدکار اور ظالم شخص تھا۔ جب اُس کا انتقال ہوگیا تو لوگوں نے بڑی مسرت کا اظہار کیا کہ آج ایک ظالم و نالائق فرد ہماری جماعت سے دُور ہوگیا۔ لوگ انتقاماً اس شخص کے پاؤں میں رسی ڈال کر کھینچتے ہوئے اُسے غلاظت و ناپاکی کے ڈھیر پر پھینک آئے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبرائیل امین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس یہ پیغام پہنچایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اُن کے دوستوں میں سے ایک خاص دوست کا انتقال ہوگیا ہے۔ لوگوں نے از راہ دشمنی اس کی لاش کو غلاظت کی جگہ پھینک دیا ہے۔ تم جاؤ اُس کو وہاں سے نکال کر بخوبی

Marfat.com

تجہیز و تکفین کر کے بنی اسرائیل کو اس کی نماز جنازہ میں شرکت کی دعوت دو اور اعلان کر دو کہ جو لوگ بھی اس کی نماز جنازہ میں شریک ہونگے اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام فی الفور وہاں پہنچے تو دیکھا لاش تو اسی ظالم شخص کی ہے جس نے زندگی بھر خدا کی نافرمانی اور لوگوں پر ظلم و ستم کرنے میں اپنی عمر گزار دی۔ یہ سارا ماجرہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت حیران ہوئے لیکن چونکہ حکم الٰہی بجالانے پر مامور تھے۔ چنانچہ نماز جنازہ سے فارغ ہو کر بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ اے باری تعالیٰ یہ کیا معاملہ ہے؟ وحی آئی اے موسیٰؑ میرے بندوں نے جو کچھ اس کی بیجا حرکتیں اور خطائیں دیکھیں وہ اُس سے سو گنا زیادہ خطار کار تھا۔ لیکن ایک دن اُس نے تورات کی تلاوت کی۔ دوران تلاوت جب اس کی نظر میرے محبوب ﷺ کے نام اقدس پر پڑی اور صفت رسول کو دیکھا محبت محمدی ﷺ اُس کے دل میں جاگ اُٹھی، اُس نے اُس ورق کو جس پر میرے محبوب خاتم الانبیاء ﷺ کا نام لکھا تھا خوب خوب چوما اور آنکھوں سے لگایا۔ پیار کیا بار بار اپنے چہرے پر لگایا۔ لہٰذا میں نے اس شخص کو اپنے محبوب کے نام کا احترام کرنے پر بخش دیا اور اپنے دوستوں کی فہرست میں اس کا نام درج کروا دیا۔

مقامِ غور ہے کہ اگر ایک یہودی احترامِ نامِ نبی کے وسیلہ سے مقام عزت اور راہ نجات حاصل کر لیتا ہے تو ہم اُمتِ محمدی ﷺ اور جان نثاران رسول ﷺ ہو کر اس سعادت سے محروم رہ جائیں اس سے زیادہ حسرت و افسوس کی بات اور کیا ہوگی؟

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ آپ ﷺ کے وسیلے سے منظور ہوئی

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے سہواً خطا سرزد ہوگئی تو اُنھوں نے عرض کیا۔ اے میرے رب میں تجھ

Marfat.com

سے محمد ﷺ کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں۔ مجھے بخش دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے آدم تو نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا ابھی تو میں نے انھیں دنیا میں بھیجا ہی نہیں؟ اُنھوں نے عرض کیا اے میرے پروردگار جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنے سر کو اُٹھایا اور عرش کے ستونوں پر لَا اِلٰہ اِلا اللّٰہ مُحمد رسول اللّٰہ لکھا دیکھا تو میں نے جان لیا کہ جس نام کو تو نے اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھا ہے وہ تجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ نے فرمایا:

> ''اے آدم تو نے سچ کہا بے شک وہ مجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہیں۔ اے آدم اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا۔''

حضرت آدم کا نبی رحمت ﷺ کے وسیلے سے دعا مانگنا اور رب العزت کا نبی کریم ﷺ کے صدقے میں دعا کا قبول کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ہمیں بھی حضور نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیے کیونکہ وسیلۂ مصطفیٰ ﷺ سے دعاؤں کو قبولیت عطا ہو جاتی ہے۔

تکیہ درام بغیر خدا
وسیلہ نہ دارم بجز مصطفیٰ ﷺ

فضائل درود شریف

قرآن مجید نے جس طرح حضور نبی کریم ﷺ کے ادب و احترام کے لیے واضح ہدایات دی ہیں۔ اس طرح نبی رحمت ﷺ کے ذکر مبارک کا بھی ایک خاص طریقہ بیان فرمایا ہے اور وہ ہے فخر دو عالم ﷺ پر درود پڑھنا۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو عظیم نعمتیں دیں اور بڑے بڑے معجزات و انعام

Marfat.com

واکرام سے نوازہ لیکن رسول اکرم ﷺ کو جن قابل رشک نوازشات اور اعزازات سے سرفراز کیا اُن میں انفرادیت اور امتیازیت کی شان رکھی۔

(الف) کلمہ شہادت میں اپنے نام کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کے نام کو بھی شریک کیا۔

(ب) محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت کو اپنی محبت قرار دیا۔

(ج) نبی کریم ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت تسلیم کیا اور پھر اپنے محبوب مکرم محمد ﷺ کو درود شریف جیسی نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا۔

دنیا میں عروج و بلندی کے جتنے مناصب و مدارج ہیں اُن کی اعلیٰ مقامی کو ناپنے کا معیار یہ ہے کہ اُس عہدہ اور مرتبہ کا تعلق دنیا کی کتنی اعلیٰ مرتبت ہستی سے ہے، لیکن جب کسی فضیلت و بڑائی کا تعلق خود پروردگار عالم سے ہو تو پھر اُس بلند مقامی کا معیار احاطہ بشریت سے باہر ہے۔

وہ اُس مقام سے دیتے ہیں دعوتِ جلوہ
جہاں جمالِ نگاہِ بشر نہیں جاتی

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِىِّ ط
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْ تَسْلِيْماً

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے محمد ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔
اے ایمان والو تم بھی آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجو۔

قرآن مجید کی یہ آیت اپنے دامن میں سرکار دو عالم ﷺ کے اعزاز و اکرام کے بیش بہا خزانے رکھتی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو فرشتوں کو حکم دیا کہ اُن کو سجدہ کرو لیکن کسی حکم یا کسی اعزاز و اکرام میں یہ نہیں فرمایا کہ میں بھی یہ کام کرتا ہوں تم بھی کرو۔ یہ اعزاز صرف سید الکونین فخر دو عالم ﷺ ہی کے لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ کی نسبت اولاً اپنی طرف اُس کے بعد اپنے

Marfat.com

پاک فرشتوں کی طرف کرنے کے بعد مسلمانوں کو حکم دیا کہ اللہ اور اُسکے فرشتے درود بھیجتے ہیں اے مومنوں تم بھی درود بھیجو۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ اس عمل میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتوں کے ساتھ مومنین کی شرکت ہو۔

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ   كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهٖ

حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ   صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهٖ

جب درود وسلام کی یہ عظمت و بڑائی ہے تو پھر اس پر عمل کرنے کے کیا فضائل ہونگے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ:

☆ ایک مرتبہ درود شریف بھیجنے سے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں ، دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور دس رحمتیں نازل کی جاتی ہیں۔

☆ قیامت کے دن سب لوگوں میں سے میرے زیادہ قریب وہ ہوگا جس نے سب سے زیادہ مجھ پر دوردو پڑھا۔

☆ تم اپنی مجلسوں کو درود پاک سے آراستہ کرو کیونکہ تمہارا درود پڑھنا قیامت کے دن تمہارے لیے نور ہوگا۔

☆ جو بھی مجھ پر درود پڑھے گا قیامت کے روز میں اُس کی شفاعت کرونگا۔

☆ تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہاری دعاؤں کا محافظ ہے اور تمہارے لیے پروردگار کی رضا کا باعث ہے اور تمہارے اعمال کی طہارت ہے۔

☆ جس نے کتاب میں مجھ پر درود پاک لکھا تو جب تک میرا نام مبارک اس میں رہے گا فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے۔

☆ جس نے میری طرف سے کوئی علم کی بات لکھی اور اس کے ساتھ درود پاک لکھ دیا تو جب تک وہ کتاب پڑھی جائے گی اُس کو ثواب ملتا رہے گا۔

☆ ہر چیز کے لیے طہارت اور غسل ہے اور ایمان والوں کے دلوں کی طہارت مجھ پر درود پاک پڑھنا ہے۔

☆ جمعتہ المبارک کے دن کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ باقی دنوں میں

Marfat.com

فرشتے تمہارا درود پاک مجھ تک پہنچاتے ہیں مگر جمعہ کے دن اس کو میں خود سنتا ہوں۔

☆ وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

☆ جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور اُس نے مجھ پر درود نہ پڑھا وہ دوزخ میں جائے گا۔

☆ مجھ پر کثرت سے درود پڑھو اس لیے کہ قبر میں ابتداً تم سے میرے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ابن مسعود حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ کے بہت سے فرشتے ایسے ہیں جو زمین میں پھرتے رہتے ہیں اور میری اُمت کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتے ہیں۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حضرت عمار بن یاسرؓ نے حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر فرما رکھا ہے جس کو ساری دنیا کی باتیں سننے کی قدرت عطا کر رکھی ہے۔ پس جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ فرشتہ مجھ کو اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر درود پہنچاتا ہے کہ فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے اُس نے آپ پر درود بھیجا ہے اور یہ عمل قیامت تک جاری رہے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حضرت ابو ہریرہؓ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص میری قبر کے قریب درود پڑھتا ہے میں اُس کو خود سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔

صاحب مظاہر حق لکھتے ہیں:

یعنی پاس والے کا درود خود سنتا ہوں، بلا واسطہ اور دور والے کا درود ملائکہ

Marfat.com

سیاحین پہنچاتے ہیں اور سلام کا جواب بہر صورت دیتا ہوں۔

امام بیہقی نے انبیاء کی حیات میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے حضرت انسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

علامہ سیوطیؒ نے بھی حیات انبیاء میں ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا۔ مزید لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر یہ چیز حرام کر رکھی ہے کہ وہ انبیاء کے بدنوں کو کھائے۔

محدثین سے متفق علیہ روایت ہے کہ اللہ کے بہت سارے فرشتے زمین میں پھرتے رہتے ہیں اور جو فرشتہ قبر اطہر پر متعین ہے اس کا کام صرف یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ تک اُمت کا سلام پہنچاتا رہے اور جو فرشتے سیاحین ہیں وہ ذکر کے حلقوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں اور جہاں کہیں درود شریف پڑھا جاتا ہے اُس کو حضور اقدس تک پہنچاتے ہیں۔

علامہ سخاویؒ اپنی کتاب قول البدیع میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ کے مکانات اور درختوں پر نظر پڑے تو کثرت سے درود شریف پڑھے۔

شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی فضائل درود شریف میں لکھتے ہیں کہ جب قبر مبارک پر پہنچے تو بقدر چار ہاتھ کے فاصلے پر مندرجہ ذیل درود شریف پڑھے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	آپ پر سلام اے اللہ کے رسول
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَانَبِيَّ اللّٰهِ	آپ پر سلام اے اللہ کے نبی
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخِيَرَةَ اللّٰهِ	آپ پر سلام اے اللہ کی برگزیدہ ہستی
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ	آپ پر سلام اے اللہ کی مخلوق میں
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ ۔	سب سے بہتر۔ آپ پر سلام اے اللہ کے
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ	حبیب آپ پر سلام۔ اے رسولوں کے سردار
الْمُرْسَلِيْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا	آپ پر سلام اے خاتم النبیین۔ آپ پر سلام
خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا	اے رب العلمین کے رسول آپ پر سلام
رَسُوْلَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ	اے سردار ان لوگوں کے جو قیامت میں

Marfat.com

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا قَائِدَ
الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا بَشِيْرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَذِيْرُ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَهْلِ
بَيْتِكَ الطَّاهِرِيْنَ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ وَعَلٰى اَزْوَاجِكَ
الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى
اَصْحَابِكَ اَجْمَعِيْنَ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ وَعَلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَآءِ
وَالْمُرْسَلِيْنَ وَسَائِرِ عِبَادِ اللّٰهِ
الصَّالِحِيْنَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفْضَلَ مَا جَزٰى
نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ
اُمَّتِهٖ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ كُلَّمَا
ذَكَرَكَ الذّٰكِرُوْنَ وَكُلَّمَا غَفَلَ
عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُوْنَ وَصَلّٰى
عَلَيْكَ فِى الْاَوَّلِيْنَ وَصَلّٰى
عَلَيْكَ فِى الْاٰخِرِيْنَ اَفْضَلَ وَ
اَكْمَلَ وَاَطْيَبَ مَا صَلّٰى عَلٰى
اَحَدٍ مِّنَ الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ كَمَا
اسْتَنْقَذْنَا بِكَ مِنَ

روشن چہرے والے اور روشن ہاتھ پاؤں والے ہوں گے (یہ مسلمانوں کی خاص علامت ہے کہ دنیا میں جن اعضا کو وہ وضو میں دھوتے رہے ہیں وہ قیامت کے دن نہایت روشن ہوں گے) آپ پر سلام اے جنت کی بشارت دینے والے آپ پر سلام اے جہنم سے ڈرانے والے آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر سلام جو طاہر ہیں سلام آپ پر اور آپ کی ازواج مطہرات پر جو سارے مومنوں کی مائیں ہیں۔ سلام آپ پر اور آپ کے تمام صحابہ کرام پر سلام آپ پر اور تمام انبیاء اور تمام رسولوں پر اور تمام اللہ کے نیک بندوں پر۔ یا رسول اللہ اللہ آپ کو ہم لوگوں کی طرف سے ان سب سے بڑھ کر جزائے خیر عطا فرمائے جتنی کہ کسی نبی کو اس کی قوم کی طرف سے اور کسی رسول کو اس کی اُمت کی طرف سے عطا فرمائی ہو اور اللہ تعالیٰ آپ پر درود بھیجے جب بھی ذکر کرنے والے آپ کا ذکر کریں اور جب بھی غافل لوگ آپ کے ذکر سے غافل ہوں اللہ تعالیٰ پر اولین میں درود بھیجے اس سب سے افضل

Marfat.com

الضَّلَالَةِ وَبَصَّرَنَا بِكَ مِنَ الْعَمٰى وَالْجَهَالَةِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَمِيْنُهٗ وَخِيَرَةٌ مِنْ خَلْقِهٖ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَ جَاهَدْتَّ فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ۔ اَللّٰهُمَّ اٰتِهٖ نِهَايَةَ مَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّامُلَهُ الْاٰمِلُوْنَ۔

قلت ورکره النووی

فی مناسکه با کثرمنه۔

اور اکمل اور پاکیزہ جو اللہ نے اپنی ساری مخلوق میں سے کسی پر بھی بھیجا ہو جیسا کہ اُس نے نجات دی ہم کو آپ کی برکت سے گمراہی سے اور آپ کی وجہ سے جہالت اور اندھے پن سے بصیرت عطا فرمائی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ آپ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں اور اس کے امین ہیں اور ساری مخلوق میں سے اس کی برگزیدہ ذات ہیں اور اس کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اللہ کی رسالت کو پہنچا دیا۔ اس کی امانت کو ادا کر دیا۔ اُمت کے ساتھ پوری پوری خیر خواہی فرمائی اور اللہ کے بارے میں کوشش کا حق ادا کر دیا یا اللہ آپ کو اس سے زیادہ عطا فرما جس کی اُمید کرنے والے اُمید کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

تبرک درود شریف

تبرک کے طور پر چند درود شریف لکھے جاتے ہیں۔

درود ہزارہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّاَۃَ اَلۡفَ اَلۡفِ مَرَّۃٍ

درود غوثیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ مَعۡدِنَ الۡجُوۡدِ
وَالۡکَرَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَبَارِکۡ وَسَلِّمۡ

جو شخص یہ چاہے کہ بروز قیامت اُس کا درود شریف بڑے ترازو میں تلے وہ یہ درود شریف پڑھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور اقدس ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جس شخص کو یہ پسند ہو کہ وہ درود پڑھا کرے ہمارے گھرانے پر اور اُس کا ثواب بڑے پیمانے میں ناپا جائے تو وہ ان الفاظ میں درود شریف پڑھا کرے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ وَ اَزۡوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ
وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھۡلِ بَیۡتِہٖ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ

Marfat.com

صلوٰۃ والسلام کی اہمیت وافادیت

محسن کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات مبارکہ کے حضور صلوٰۃ والسلام کا نذرانہ پیش کرنا دنیا و عقبیٰ کی سعادت کا موجب ہے۔

احادیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے صلوۃ والسلام کے ثمرات اور بے شمار فوائد سے آگاہ فرما کر اس مبارک عمل کو ہمیشہ ہمیشہ جاری رکھنے کی تاکید فرمائی۔

حضور پرنور ﷺ کی جلوہ گری سے بہت پہلے نہ صرف انبیاء کرام درود و سلام پڑھتے تھے بلکہ ان کے بعض اُمتیوں کا بھی درود سلام پڑھنا معمول رہا۔

انسان اور جن کے علاوہ شجر ،حجر ،نباتات ،حیواتات ، جمادات تک حضور ﷺ کی بارگاہ عالی میں صلوٰۃ والسلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ ،اہل بیتؓ عظام تابعین و تبع تابعین ، آئمہ دین ، اولیا کرام کے ارواح کی غذا ہی صلوٰۃ وسلام تھی اور یہی ورد ان کے درجات و بلندی کا سبب رہا۔ گویا درود سلام محبوب ترین عمل قلب کی طہارت اعمال کی پاکیزگی اور نبی کریم ﷺ کی زیارت کا وسیلہ ہے۔ یہ رحمت برکت اور مغفرت کے لیے نسخہ اکسیر ہے۔ دین و دنیا اور آخرت میں کامیابی و کامرانی کا عظیم وسیلہ ہے۔

حضرت اَنس بن مالکؓ سے روایت ہے فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے ہر دعا کے لیے زمین و آسمان کے درمیان ایک حجاب پڑا رہتا ہے۔ جب تک دعا کرنے والا ، بھیک مانگنے والا اپنی زبان سے درود شریف کا وِرد نہیں کرتا وہ حجاب دعاؤں کو روکے رکھتا ہے۔ لیکن جب درود شریف پڑھ لیتا ہے وہ حجاب اُٹھ جاتا ہے اور دعائیں مقام قبولیت میں داخل ہونے کی اجازت

Marfat.com

پاتی ہیں اگر درود شریف زبان پر نہ لایا جائے تو وہ آواز بازگشت کی طرح دعا گو کی طرف لوٹ پڑتی ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں جب معراج کی رات جبرائیل ایک مقام پر جا کر رُک گئے میں نے پوچھا کیا دوست دوستوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے ہیں؟ جبرائیل نے بصد آہ وزاری اپنی مجبوری کا اظہار کیا۔ اے آقائے دو جہاں ﷺ میں اگر بال برابر بھی آگے بڑھا تو تجلیات الٰہی کے انوار مجھے جلا کر راکھ کر دیں گے۔ آپ ﷺ بلا خوف وخطر آگے بڑھتے جایئے کہ آپ کی سرفرازی کا مقام بہت اعلیٰ وارفع ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں جب جبرائیل کو میں نے اپنی ہمراہی سے معذور پایا تو دریافت کیا۔ اے جبرائیل تمہاری طرف سے کوئی حاجت بارگاہ ایزدی میں پیش کرنی ہے؟ جبرائیل بولے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے یہ سوال کیجئے کہ قیامت کے دن پل صراط پر اپنے پر بچھانے کی اجازت مرحمت فرمائیں تاکہ آپ ﷺ کی اُمت باآسانی پل صراط سے گزر جائے اور میں آپ ﷺ کے دل کو خوش کرنے کی ایک ناقص کوشش انجام دے سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے اس نیک خیال ومقصد میں برکت عطا فرمائے۔

پھر اس کے بعد مجھے تجلیات الٰہی کے اعلیٰ پردوں سے جھٹکے پر جھٹکے دے کر ستر ہزار حجابات طے کرائے۔ آخری حجاب اقدس سے ایک آواز آئی جو ابو بکر کی آواز سے بالکل ملتی جلتی تھی۔

قف یا محمد ان رب یصلی

ترجمہ: اے سرور پیغمبران ذرا ٹھہر جایئے آپ کا ربّ اکبر صلوٰۃ میں مصروف ہے۔

میرے دل میں ایک قسم کی گھبراہٹ کے ساتھ بڑی حیرت جاگزیں

Marfat.com

ہوئی۔ پہلے اس بات پر متعجب ہوا کہ یہ ابوبکر کی آواز یہاں کیسے؟ کیا وہ مجھ سے پہلے یہاں پہنچ گئے ہیں؟ دوسری بات سے میں اس لیے حیرت زدہ تھا کہ میرے رب کو صلوٰۃ کی کیا حاجت؟ کیونکہ میں نے لفظ صلوٰۃ کو صرف نماز سے تعبیر کیا تھا۔ اللہ پاک کی ندا آئی اے میرے محبوب محمد بن عبداللہ میری نزدیکی میں آ جایئے پس مجھے معلوم ہوا میرا رب مجھے پکار رہا ہے۔ پھر مجھ کو اس قدر نزدیک کر لیا کہ قربت کا اعلیٰ درجہ حاصل ہوا جس کی طرف اللہ نے اپنے کلام میں **ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی** سے اشارہ فرمایا ہے۔

قربت کی لا مکانی میں راز و نیاز کی باتیں ہو چکنے کے بعد مجھے اس مقام مبارک سے واپس لوٹ آنا ناگوار گزرا۔ اللہ تعالیٰ کو میرے دل کی صدا معلوم تھی فرمانے لگے میں جانتا ہوں آپ کو یہاں سے لوٹ جانا مرغوب نہیں مگر اے محبوب میں نے تم کو اپنی رضا و خوشی سے اپنے بندوں کی طرف خاتم النبیین و رحمتہ للعالمین بنا کر ہدایت کا کام سرانجام دینے کے لیے دنیا میں بھیجا ہے اگر آپ اس مقام پر ٹھہر گئے تو تبلیغ و رسالت میں فتور آ جائے گا۔ لٰہذا زمین کی طرف لوٹ جایئے اور رسالت کی ذمہ داری کو پورا کیجئے۔ میرا آپ سے وعدہ ہے جب بھی آپ صلوٰۃ کے لیے کھڑے ہونگے مجھے اپنے روبرو پائیں گے اور یہ نظارہ معراج آپ کے سامنے ہوگا۔

اس لیے حضور نبی ﷺ نے فرمایا:

قرۃ عینی فی الصلوٰۃ کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے

علامہ اقبالؒ نے اسی طرف اشارہ کیا ہے:

اذاں ازل سے تیرے عشق کا ترانہ بنی
نماز اس کے نظارہ کا اک بہانا بنی
ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

Marfat.com

پھر مجھے حکم ہوا کہ جو کچھ گزارش کرنی ہے کرو میری طرف سے اجازت ہے تو میں نے عرض کی اے پروردگار، آپ تک پہنچنے سے پہلے مجھے ایک طرح کی گھبراہٹ محسوس ہوئی تو میں نے ابوبکر کی آواز میں ایک اعلانی جملہ سنا مجھے تعجب ہوا کہ کیا ابوبکر بارگاہ خدا میں مجھ سے پہلے پہنچ گئے۔

دوسری یہ بات ہے کہ اس آواز نے اطلاع دی کہ تیرا رب صلوٰۃ میں مشغول ہے ذرا ٹھہر جایئے تو میرے دل میں یہ بات آئی کہ میرا رب تو صلوٰۃ سے بے نیاز ہے پھر صلوٰۃ میں مصروف ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا میری صلوٰۃ آپ کی سمجھ کی نماز نہیں۔ میں رب ہوں اور ہر شے سے بے نیاز ہوں مگر میری مشغولیت کا باعث یہ تھا کہ میں آپ پر اور آپ کی اُمت پر اس مبارک موقع پر رحمتوں کی برسات برسا رہا تھا۔ اور آپ کے دوست ابوبکر کا معاملہ یہ ہے کہ جب میں نے موسیٰ کو بطور معجزہ عصا عطا فرمایا تو موسیٰ اس عصا کی حقیقت سے بے خبر تھے۔ اُن کو فرعون کے پاس ہدایت کے لیے بھیجنے سے پہلے عصا کی حقیقت سے باخبر کرنا ضروری تھا تاکہ وہ عصا جب ایک عظیم سانپ کی صورت اختیار کر کے ساحروں کی چالوں کو تہہ و بالا کرنے لگے تو موسیٰ نا تجربہ کاری کی بنا پر گھبرا نہ جائیں۔ لہٰذا اس عصا کی تبدیلی حالت کا جائزہ لینے کے لیے امتحاناً میں نے موسیٰ سے کہا اے موسیٰ علیہ السلام یہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ موسیٰ نے جواب دیا، یہ میرا عصا ہے۔ میں نے کہا عصا کو زمین پر پھینک دو موسیٰ نے میرے حکم کو بجا لاتے ہوئے عصا کو زمین پر پھینک دیا۔ اُس عصا نے زمین پر پھینکتے ہی ایک عظیم سانپ کی صورت اختیار کر لی۔ موسیٰ مارے خوف کے گھبرا گئے تو میں نے کہا ڈرو مت اس کو پکڑ لو یہ دوبارہ اپنی اصل حالت میں آ جائے گا چنانچہ موسیٰ کی تعلیم مکمل ہوئی اور عصا کی تبدیلی حالت سے گھبرا جانا موقوف ہو گیا۔

اس طرح اے حبیب جب آپ عرش معلیٰ کا سفر کرتے ہوئے آخری حجاب پر پہنچے، مجھے معلوم تھا آپ پر گھبراہٹ طاری ہو گی اس لیے ہزاروں سال

Marfat.com

پہلے سے میں نے ابوبکر کی فطرت پر ایک فرشتہ پیدا کر کے صدائے دوست سنانے کے لیے اُس کو اس جگہ مقرر کر دیا۔ جہاں پر آپ کو گھبراہٹ ہونی تھی۔ جب اُس فرشتے نے ابوبکر کے لہجے میں صدا دی تو اپنے دوست کی آواز سن کر آپ کی گھبراہٹ دور ہوگئی۔ وہ ابوبکر نہ تھا بلکہ ایک فرشتہ تھا، جس کو ابوبکر کی آواز بخشی گئی تاکہ تمہاری ہماری ملاقات پیار و محبت اور اشتیاق میں ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا آتے وقت جبرائیل نے جو درخواست کی تھی وہ پیش کیجئے۔ میں نے عرض کی یا الٰہی تو سب جانتا ہے پھر میرے بیان کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ نے فرمایا آپ کے بیان کی از حد ضرورت ہے کہ درخواست جبرائیل کی قبولیت آپ کے سوال سفارش پر موقوف ہے۔ میں نے عرض کی اس کی بڑی خواہش ہے اگر آپ اجازت دیں تو وہ بروز قیامت میری اُمت کو باآسانی پل صراط عبور کرانے کے لیے اپنے پروں کو بچھا دے۔ اللہ نے فرمایا آپ ﷺ کی عرضی نے جبرائیل کے حق میں تو قبولیت حاصل کر لی۔ لیکن آپ ﷺ کی اُمت میں سے صرف ایک جماعت کو جبرائیل کے پروں پر سوار ہو کر پل صراط عبور کرنے کی اجازت ملے گی تو بڑی حیرت سے میں نے پوچھا اے پروردگار وہ اجازت کونسی جماعت کو ملے گی۔ اللہ نے فرمایا صرف اس جماعت کو اجازت ہوگی اے حبیب جو آپ ﷺ پر کثرت سے صلوٰۃ وسلام پڑھتی ہے۔

روایت ہے کہ عہد رسالت میں ایک مالدار یہودی نے اسلام کی تذلیل کے ارادے سے اپنے باغ میں کام کرنے والے ایک غریب مسلمان پر اونٹ کی چوری کا الزام لگایا۔ حالانکہ وہ اونٹ حقیقت میں اُس مہاجر غریب مسلمان کا تھا۔ رئیس یہودی نے چار منافقوں کو کچھ رقم دے کر جھوٹی گواہی دینے کے لیے آمادہ کر لیا۔ یہودی نے اس نادار مسلمان کو چوری کا جرم ثابت کرنے کے لیے بارگاہ

Marfat.com

رسالت میں پیش کیا اور چاروں منافقوں نے شہادت دی کہ اس اونٹ کا اصلی مالک یہ یہودی ہے۔ ہم اس اونٹ کو اس کی ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے وقت سے جانتے پہچانتے ہیں۔ صاحب علم الاولین و آخرین (ﷺ) نے اس غریب مہاجر سے فرمایا کہ تم اپنی صفائی میں بیان دو اور شہادت پیش کرو کہ یہ اونٹ تمہارا ہے اور تم نے چوری نہیں کی۔ غریب مہاجر نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنی ساری دولت و جائیدار اور تمام رشتہ داروں کو صرف آپ ﷺ کی خاطر مکہ میں چھوڑ کر اپنے اس اونٹ پر سوار ہو کر آپ کی خدمت میں پہنچا ہوں۔ پیٹ بھرنے کے لیے اس یہودی کے پاس باغ میں کام کرتا ہوں۔ یہ میرا اونٹ ہے مگر میرے پاس اس بات کی کوئی گواہی اور شہادت موجود نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اونٹ یہودی کو دیدیا اور چوری کے جرم میں اس غریب مہاجر کے ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم صادر فرمایا۔ وہ مسلم حیرت زدہ ہو کر آسمان کی جانب نظر اُٹھائے عرض کرنے لگا۔ اے رب علیم و خبیر تو جانتا ہے کہ یہ اونٹ میرا ہے۔ اُس کے بعد رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کا حکم مبارک حق ہے مگر جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قدرت بخشی ہے ذرا مہربانی فرما کر اس اونٹ سے دریافت کر لیجئے کہ اس کا سچا مالک کون ہے؟

رسول برحق (ﷺ) نے یہودی سے اونٹ واپس لے کر اونٹ سے پوچھا۔ اے بے زبان اونٹ بتا تیرا سچا مالک کون ہے؟ اب قدرت الٰہی اور معجزہ مصطفوی ﷺ کی بہار دیکھئے اونٹ نے فصیح عربی زبان میں بولنا شروع کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ میں اس مسلمان کا ہوں اور یہ مدعی یہودی اور اس کے سب گواہ جھوٹے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے اس یہودی کو نامراد لوٹا دیا اور اُس غریب مہاجر کو اپنے پاس بلا کر پوچھا تو کونسا عمل کرتا ہے، مجھ سے کہہ کہ جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تیری سچائی ثابت کرنے کے لیے بے زبان اونٹ کو زبان بخش دی۔

اس عاشق رسول ﷺ نے روتے ہوئے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے پیٹ

Marfat.com

پالنے کے لیے دن بھر مزدوری سے فرصت نہیں ملتی صرف رات کو تھوڑا سا وقت نصیب ہوتا ہے میں اُس وقت تک سر کو تکیے پر نہیں رکھتا جب تک آپ ﷺ پر سو (100) مرتبہ صلوٰت کا ورد ختم نہ کرلوں۔ یہی میرا عمل ہے یہی زادِراہ آخرت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تیرے اس ورد درود کی برکتوں نے تجھے دنیا میں رسوائی سے بچالیا اور آخرت میں تو غضب الٰہی سے نجات پا گیا۔

❁

ایک خدارسیدہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میرا ایک پڑوسی تھا جو اپنے نفس پر گناہوں کی کثرت سے زیادتی کرنے والا تھا۔ میں اس کو پندونصیحت کرتا پر وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا۔ جب اُس نے وفات پائی خواب میں اُس کو میں نے جنت میں چہل قدمی کرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے دریافت کیا تجھے یہ عزت و منزلت کیسے حاصل ہوئی۔ اُس نے جواب دیا۔ میں ایک بار محدث صاحب کے درس حدیث میں حاضر ہوا۔ اُن کی زبانی میں نے سُنا کہ جو شخص صلوٰت الرسول کو بلند آواز میں پڑھتا ہے اُس کے حق میں جنت واجب ہو جاتی ہے۔ یہ سن کر میں نے اپنی آواز کو صلوٰت الرسول سے بلند کیا اور میرے ساتھ پوری جماعت نے ساتھ دیتے ہوئے صلوٰت الرسول میں آواز بلند کردی اور ہماری پوری جماعت کی اللہ عزوجل نے مغفرت فرما دی۔ جس کے ثبوت میں آپ میرے مقام کا معائنہ کر رہے ہیں۔

کوئی ملے ہمیں نہ ملے ، مصطفٰے ﷺ ملے
وہ شے ملے ، ملنے سے جس کے خدا ملے

❁

Marfat.com

روایت ہے کہ ایک بزرگ نماز میں اس درجہ یکسوئی سے حمد الٰہی میں مشغول ہوگئے کہ تشہد میں صلوٰۃ رسول کی یاد نہ رہی۔ انھوں نے ایک شب حضرت سرورِ کائناتﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آنحضرتﷺ نے ان سے سوال فرمایا کہ تم تشہد میں مجھ پر درود پڑھنا کیوں بھول گئے؟ عرض کیا یا رسول اللہﷺ ثنائے الٰہی میں اسقدر منہمک ہوگیا تھا کہ درود کی ادائیگی باقی رہ گئی۔ حضور نبی کریمﷺ فرمانے لگے تم نے میرے اس قول کو نہیں سنا:

الاعمال موقوفة والدعوات محبوسة حتیٰ یصلیٰ علی

تمام اعمال موقوف ہیں اور ساری دعائیں مقیّد ہیں جب تک مجھ پر صلوٰۃ نہ بھیجی جائے۔

اگر کوئی بندہ بروز محشر تمام دنیا والوں کی نیکیاں سمیٹ لائے لیکن مجھ پر بھیجے ہوئے صلوٰۃ اس کے ذخیرہ اعمال میں موجود نہ ہوں تو تمام اعمال رد کر دیئے جائیں گے اور قبولیت کا رُتبہ نہ پاسکیں گے۔

حضرت شیخ علامہ خوبویؒ درّۃ الناصحین میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ ہمارے آشناؤں میں ایک شخص تھا جو بادشاہ وقت کا خدمت گار تھا۔ وہ فسق و فجور میں متبلا رہتا تھا۔ اس کی وفات کے بعد ایک رات میں نے اُس کو خواب میں دیکھا اور وہ اس حالت میں نظر آیا کہ آقائے دو جہاں کے ہاتھ میں اس کا ہاتھ ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ یہ بندہ تو فاسقین میں سے ہے۔ پس کس طرح اس کا ہاتھ آپﷺ کے دست مبارک میں دیکھ رہا ہوں۔ سرکارِ دو عالمﷺ نے فرمایا میں نے بارگاہ الٰہی میں اس کی شفاعت کر دی اور باری تعالیٰ نے اس کو بَری کر دیا۔ میں نے بصد حیرت حضور نبی کریمﷺ سے

Marfat.com

درخواست کی کہ کس سبب سے اس کو یہ مرتبہ حاصل ہوا ہے۔ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ صرف مجھ پر کثرت صلوٰۃ کے وسیلہ سے اس کو یہ منزلت ملی۔ یہ شخص اگرچہ گنہگار تھا لیکن رات آرام کے لیے اپنے بستر پر آتے ہی مجھ پر ہزار بار صلوٰۃ بھیجتا تھا۔ درود گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو یا ٹھنڈا پانی آگ کو۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہیں:

نماند بعصیاں کسے در گرو
چو دارد چنیں سید پیش رو

یعنی بوجہ عصیاں وہ شخص قید زیاں و مرہون آتش سوزاں نہیں رہے گا جو آقائے دو جہاں و سید مرسلاں ﷺ کی غلامی کی زنجیر بصد فخر و ناز اپنے گلے میں لٹکائے رکھتا ہے۔

Marfat.com

باب ششم

اُمت محمدیہ ﷺ میں ولایت کی بقا

حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت سے قبل جتنے بھی انبیاء اور مصلحین ہوگزرے ہیں، ان کی تعلیم و ہدایت اپنی اپنی قوم کے لیے مخصوص اور ایک زمانے تک محدود تھی۔ لیکن پیغمبر آخر الزماں کو خاتم النبیین بنا کر تمام دنیا کی طرف مبعوث کیا گیا اور آپ کو کامل ترین دین اور مکمل ترین کتاب عطا کی گئی۔ جس کے اصول قیامت تک پیش آنے والے مسائل کا حل پیش کرتے رہیں گے۔

قرآن کریم نے آپ ﷺ کے خلق کو خلق عظیم کہا اور آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کو اسوۂ حسنہ قرار دیکر رہتی دنیا تک آنے والے انسانوں کے لیے رشد و ہدایت کا مخزن بنایا اور اُمت محمدیہ ﷺ کو سابقہ تمام اُمتوں پر فضیلت بخش دی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

''اے اُمت محمدیہ تم سب اُمتوں میں سے بہتر ہو''

مزید ارشاد ہوا:

''میں نے تم کو اُمت واسطہ یعنی عادل بنایا''

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حکایت ہے کہ جب انہوں نے اس اُمت کی تعریف و فضیلت دیکھی تو بارگاہ خداوندی میں التجا کی الٰہی اس گروہ کو میری اُمت بنا دے۔ حکم ہوا اس کو تمہاری اُمت نہ بناؤں گا۔ کیونکہ وہ میرے حبیب ﷺ

Marfat.com

کی اُمت ہے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ الٰہی اگر ان کو میری اُمت نہ بنایا تو ان کی زبان میرے حق میں سچی رکھنا۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی یہ دعا منظور ہوئی۔ ساری اُمت محمدیہ ﷺ نے نبوت وخلعت ابراہیمی کا اقرار کیا اور یہی وجہ تھی کہ فخر دو عالم ﷺ نے حکم الٰہی التحیات کے بعد درود ابراہیمی مقرر فرمایا اور دیگر مقامات پر بھی ان کو شامل دعا کیا۔

انسانیت کی ہدایت وراہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے رسالت ونبوت کا جو طویل اور نورانی سلسلہ قائم فرمایا وہ حضور ﷺ کی نبوت پر پورے کمال کے ساتھ ختم ہوگیا۔ لیکن اس تغیر پذیر رواں دواں کاروان حیات کے زاویے فطری اصولوں سے ہم آہنگ رکھنے کے لیے قیامت تک ہدایت وراہنمائی کے لیے ایک مربوط نظام کی قدم بہ قدم اور لحہ لحہ ضرورت تھی، جس کی تکمیل کے لیے حق تعالیٰ نے ہر دور میں صاحبان علم وفکر کا تسلسل قائم رکھا۔ جنھوں نے حسب توفیق اور حسب صلاحیت اس پیغمبرانہ مشن کو آگے بڑھایا اس لیے ہادی عالم ﷺ نے فرمایا:

''میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں''

مدعا یہ ہے کہ دعوت حق کا جو فریضہ سابقہ اُمتوں کے انبیاء ورسل انجام دیتے تھے۔ اب قیامت تک یہ احساس ذمہ داری اُمتِ مصطفوی کے علماء کے کاندھوں پر عائد رہے گی اور قیامت تک اس اُمت میں ولایت قائم رہے گی۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ میری اُمت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی مدد کی جائے گی اور کسی کا مدد نہ کرنا ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

امام بوالقاسم قشیریؒ نے اپنے رسالہ میں فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے اس گروہ صوفیا کو برگزیدہ فرمایا اور انبیاء کے بعد اپنے تمام بندوں پر فضیلت دی ہے اور ان کے قلوب کو اسرار کا مرکز ومعدن بنایا ہے اور اُمت محمدیہ ﷺ میں سے انہیں انوار وبرکات کے ساتھ خاص فرمایا ہے۔ انہیں کدروتِ بشریہ سے پاک

Marfat.com

کر کے مشاہدات کے بالا خانوں پر چڑھا دیا ہے کہ ہر وقت حضوری کے مزے لیتے ہیں۔ انہیں حق تعالیٰ نے عبودیت کے آداب قائم رکھنے کی توفیق عطا کی ہے۔ پھر رسالہ کے آخر میں فرمایا کہ لوگوں کی دو قسمیں ہیں۔

ایک اہل نقل و اثر دوسرے اہل عقل و فکر۔ لیکن اس پاک جماعت کے شیوخ ان دونوں قسموں سے سبقت لے گئے ہیں۔ جو شے لوگوں کے نزدیک غائب ہے وہ ان کے نزدیک حاضر ہے جو اوروں کا مقصود ہے وہ ان کے پاس موجود ہے وہ اہل وصال اور دوسرے اہل استدلال ہیں۔ فرمایا ہر زمانے میں اس پاک جماعت سے ایک ایسا شیخ کامل ہوتا ہے کہ اسے اللہ کی بارگاہ میں بڑا درجہ حاصل ہوتا ہے اور وہ قوم کا امام ہوتا ہے اس وقت کے تمام علماء اس کے مطیع ہوتے ہیں اور اس کے سامنے سب خشوع و تواضع کرتے ہیں اور اس کی صحبت سے برکت حاصل کرتے ہیں۔

حُب رسالتمآب ﷺ انسانی معراج وکمال کی کُنجی

حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میں حسن و جمال و کمال کا ایک مخفی خزانہ تھا۔ خواہش ہوئی کہ پہچانا جاؤں، اس لیے خلقت پیدا کی۔ رب العالمین نے اپنا حسن و جمال دیکھنے کے لیے جس آئینے کی خواہش کی وہ درحقیقت آئینہ محمدی ﷺ تھا آپ ہی حق تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر اتم ہیں۔ وجود کے تمام مراتب میں انسان افضل ہے اور جملہ افراد انسانی میں فخر موجودات فخر المرسلین حضرت محمد ﷺ سب سے افضل و اکمل وارفع ہیں۔ آپ ﷺ ہی حق تعالیٰ کے خلیفۂ برحق اور کامل ترین انسان ہیں۔ آپ ہی باعث تخلیق کائنات ہیں ارشاد ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا اور پھر میرے نور سے ساری کائنات تخلیق کی اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے پیغمبر اگر آپ نہ ہوتے تو میں کچھ بھی پیدا نہ کرتا"

Marfat.com

اسی لیے قرآن نے سب سے زیادہ ترجیح محبت رسول ﷺ کو دی۔ یہ محبت محض ظاہری اور رسمی مطلوب نہیں بلکہ ایسی محبت کا تقاضا کیا گیا ہے جو دیگر تمام دنیاوی محبتوں پر غالب آجائے۔ کیونکہ حضور ﷺ کی محبت ہی میں اصل فلاح و کامیابی کا راز پوشیدہ ہے۔ جیسے آپ ﷺ فرماتے ہیں ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جب تک اسے مجھ سے اپنے والدین و اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبت نہ ہو'' مزید ارشاد ہوتا ہے:

''نبی تو مومنوں کو اپنی جانوں سے بھی بڑھ کر ہیں'' (القرآن)

غرض آپ کی ذات گرامی ہی وہ روحانی سرچشمہ اور منبع فیض ہے جس کی وابستگی انسانوں کو محبوبیتِ حق کا بلند ترین مقام عطا کرتی ہے۔ جس طرح حضور ﷺ اپنے زمانے میں تمام ظاہری و باطنی فیوض و برکات اور رشد و ہدایت کا مخزن تھے۔ اسی طرح آج بھی اور آج کے بعد قیامت تک بلکہ بہشت میں بھی مسلمانوں کے لیے رسالتمآب ہی تمام روحانی فیوض و برکات کا منبع و مصدر رہیں گے۔ لیکن چونکہ حضور ﷺ کی باطنی توجہات کے ساتھ ساتھ ظاہری ہادی و راہنما کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے یہ کام آپ کے خلفاء کے ذریعے قیامت تک انجام پاتا رہے گا۔ چنانچہ علماء راسخین اولیاء کاملین و واصلین و مقربین حضور ﷺ کے نائب اور خلفاء ہیں اور آپ ہی کی بدولت متابعت اور محبت سے انھیں یہ مراتب، ظلی طور پر عطا ہوئے ہیں۔

اتباع باطنی

حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت جزو ایمان ہے اللہ کریم نے اس کو اپنی اطاعت کہا۔ جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ مزید ارشاد ہوا:

''کہہ دیجئے کہ اے مسلمانوں اگر تم کو اللہ سے محبت ہے تو میری

Marfat.com

اتباع کرو۔ حق تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تم اللہ کے محبوب بن جاؤ گے۔"

روحانیتِ اسلام کے مصنف نے اس اتباع کی تشریح یوں لکھی ہے۔ اس آیت میں جس اتباع نبوی ﷺ کا حکم آیا ہے اس سے مراد صرف آپ ﷺ کی ظاہری اتباع نہیں بلکہ باطنی اتباع بھی شامل ہے۔ ظاہری اتباع سے مراد رسول خدا ﷺ کے ظاہری افعال و اعمال، حرکات و سکنات، لباس بود و باش کی پیروی ہے اور باطنی اتباع سے مراد رسول خدا ﷺ کے باطنی کمالات، مثلاً فنا فی اللہ، بقا با اللہ، قرب و معرفت الٰہی کشف و کرامات اور عشق الٰہی کا حصول ہے۔ چونکہ اسلام ساری دنیا کے لیے ہے اور قیامت تک رہے گا اس لیے حق تعالیٰ نے اسلام کی ظاہر و باطنی فیوض و برکات کو جاری رکھنے کا وعدہ فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ زمانہ ارباب باطن یعنی اولیاء کرام کے وجود سے کبھی خالی نہیں رہا اور نہ رہے گا۔ اسلام کی یہ باطنی تعلیمات کا نظام سلاسلِ طریقت کی صورت میں ابتداء اسلام سے جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ جس کے ذریعے عوام کی راہنمائی اور قرب و معرفت حق تک رسائی ہوتی رہے گی اور ہر زمانے میں اولیاء اللہ وجود میں آتے رہیں گے حضرت سہل تستری فرماتے ہیں۔

عارف کو تین علم عنایت ہوتے ہیں

☆ ایک علم ظاہری یعنی شریعت ہے کہ تمام جن و انس کو تعلیم فرماتا ہے۔
☆ دوسرا علم باطن یعنی طریقت کہ سوائے ان لوگوں کے جو اس کے اہل ہیں تمام کو تعلیم نہیں کرسکتا۔
☆ تیسرا علم معرفت یعنی فقر و فنا ہے اور تصوف میں یہ سب سے افضل و اعلیٰ مرتبہ ہے اور یہ راز الٰہی ہے۔

کہ بغیر حکم خاص کے اس کو بیان کرنے کی اجازت نہیں ہوتی اس لیے فقر کی تعلیم سینہ بہ سینہ ہوتی ہے اور یہ امانت اسی کے سپرد کی جاتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے اس کے حصول کی قابلیت عطا فرمائی ہو امام غزالی لکھتے ہیں:

جس طرح باقی علوم کا حاصل کرنا فرض ہے اسی طرح علم السلوک بھی فرض ہے آپ نے اس علم کو علم احوال القلب سے موسوم فرمایا ہے۔ چنانچہ شریعت کا تابع بن کر حق تعالیٰ کی عبادت میں لگنا اور پختگی و استقامت کے ساتھ رضائے حق کا متلاشی رہنا طریقت کہلاتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

"طریقت میرے اعمال، حقیقت میری باطنی کیفیت اور معرفت میرا راز ہے۔ گویا طریقت کی دعوت حقیقت میں شریعت کی اتباع کے سوا کچھ نہیں۔"

سہل تشتری فرماتے ہیں:

"راہ طریقت کے سات اصول ہیں۔ کتاب الٰہی کو مضبوط سے پکڑنا، سنت نبویہ ﷺ کا ادا کرنا رزق حلال کھانا، مخلوق کو تکلیف پہنچانے سے باز رہنا، توبہ کرنا اور جملہ حقوق کا ادا کرنا ہے۔"

حضرت داتا گنج بخشؒ کشف والمحجوب میں لکھتے ہیں:

"اور جس نے اہل تصوف کی دعوت سُنی اور اُسے نہ مانا تو وہ اللہ کے نزدیک غافلین میں لکھا جائے گا۔

صراط مستقیم کن لوگوں کا راستہ ہے

رسول کریم ﷺ کی سیرت کا مطالعہ ہمیں قرآن اور صاحب قرآن کے قرب کا شرف بخشتا ہے اور ہماری سیرتوں کو سنوارتا ہے۔ چنانچہ جو رسول اللہ سے کتاب اللہ سے اور خود اللہ سے قریب تر ہیں، اُن اولیاء کرام کی سیرتوں میں بھی ہمیں سیرت رسول ﷺ ہی کا عکس ملتا ہے۔ وہ بھی زندگی کے لق و دق صحرا میں جا

Marfat.com

بجا روشن چراغ ہیں۔ ان کی روشنی بھی ہمیں منزل مقصود تک پہنچنے میں ہماری راہنمائی کرتی ہے یہ اولیاء کرام نبیوں ہی کے جانشین ہوتے ہیں حق تعالیٰ تک پہنچنے اور اس کی ذات و صفات کو سمجھنے کے لیے بارگاہ رسولِ مقبول تک پہنچنا ضروری ہے کہ وہاں پہنچے بغیر ہمیں وہ راہ نہیں ملتی جو صراط مستقیم ہے۔ صراط مستقیم کا پہچاننا ہی سب سے بڑا علم اور سب سے بڑی کامیابی ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

"بتلا دیجئے ہم کو راستہ سیدھا، راستہ اُن لوگوں کا جن پر آپ نے اپنا انعام فرمایا۔ (الفاتحہ)

یہ ایک جامعہ دعا ہے جو انسان کو سکھلائی گئی ہے۔ صراط مستقیم دین کا وہ سیدھا راستہ ہے جس میں نہ افراط ہو اور نہ تفریط۔ اب سیدھی راہ کی مزید تشریح اس آیت میں کی گئی۔ راستہ اُن لوگوں کا جن پر آپ نے انعام فرمایا۔ اللہ رب العزت نے اپنے فضل و کرم سے ان ہدایتوں کے عملی نمونے بھی انسانوں میں کثرت سے بھیج دیئے تا کہ ان نفوس قدسیہ کی پاکیزہ زندگی سامنے رکھ کر صراط مستقیم پر چلنا ہمارے لیے اور آسان ہو جائے۔ چنانچہ یہ دعا سکھائی گئی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے لوگوں کے نقش قدم پر چلائے جن پر اُس نے اپنا فضل و انعام نازل فرمایا۔ ان انعام یافتہ لوگوں کا ذکر سورۃ نساء میں تفصیل سے آیا ہے:

"یعنی وہ لوگ جن پر اللہ کا انعام ہوا انبیاء صدیقین شہدا اور صالحین ہیں۔"

اس آیت میں مثبت اور ایجابی طریق سے صراط مستقیم کو متعین کیا گیا۔ کہ ان چار طبقوں کے حضرات جس راستے پر چلیں وہ صراط مستقیم ہے۔ چنانچہ یہ سیدھا راستہ کتاب اللہ اور رجال اللہ دونوں کے مجموعے سے ملتا ہے۔ یہاں ایک بات قابل غور ہے اور اس میں غور کرنے سے ایک بڑے علم کا دروازہ کھلتا ہے۔ وہ یہ کہ صراط مستقیم کی تعین کے لیے بظاہر صاف بات یہ تھی کہ صراط الرسول یا صراط

Marfat.com

القرآن فرما دیا جاتا جو مختصر بھی تھا اور واضح بھی۔ کیونکہ پورا قرآن درحقیقت صراط مستقیم کی تشریح ہے اور پوری تعلیمات رسول ﷺ اسی کی تفصیل۔ لیکن قرآن کی اس مختصر سورت میں اختصار اور وضاحت کے اس پہلو کو چھوڑ کر صراط مستقیم کی تعین کے لیے اللہ تعالیٰ نے مستقل دو آیتوں میں ایجابی و سلبی پہلوؤں سے صراط مستقیم کو اس طرح متعین فرمایا کہ اگر سیدھا راستہ چاہتے ہو تو ان لوگوں کو تلاش کرو اور ان کے طریق کو اختیار کرو۔ قرآن حکیم نے اس جگہ یہ نہیں فرمایا کہ قرآن کا راستہ اختیار کرو۔ کیونکہ محض کتاب انسانی تربیت کے لیے کافی نہیں اور نہ یہ فرمایا کہ رسول کا راستہ اختیار کرو کیونکہ رسول کریم ﷺ اس دنیا میں آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس لیے صراط مستقیم جن لوگوں کے ذریعے حاصل ہوسکتا ہے اُن میں نبیین کے علاوہ ایسے حضرات بھی شامل کر دیئے گئے ہیں جو تا قیامت ہمیشہ موجود رہیں گے۔ مثلاً صدیقین شہداء اور صالحین۔ خلاصہ یہ ہے کہ سیدھا راستہ معلوم کرنے کے لیے حق تعالیٰ نے کچھ رجال اور انسانوں کا پتہ دیا ہے۔ کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔ اصل میں انسان کا مُعلّم اور مرّبی انسان ہی ہو سکتا ہے محض کتاب مُعلّم و مرّبی نہیں ہوسکتی۔ بقول اکبر مرحوم:

کورس تو لفظ ہی سکھاتے ہیں
آدمی آدمی بناتے ہیں

قرآن و حدیث کا محض مطالعہ انسان کی تعلیم اور اخلاقی تربیت کے لیے ہرگز کافی نہیں ہوسکتا۔ جب تک اس کو کسی محقق ماہر سے باقاعدہ حاصل نہ کیا جائے۔ اس معاملے میں بہت سے لکھے پڑھے اس مغالطے میں متبلا ہیں کہ محض ترجمے یا تفسیر کو دیکھ کر وہ قرآن کے ماہر ہو سکتے ہیں۔ یہ تصور بالکل فطرت کے خلاف ہے۔ اگر محض کتاب کافی ہوتی تو رسولوں کے بھیجنے کی ضرورت نہ تھی۔ کتاب کے ساتھ رسول کو معلم بنا کر بھیجنا اور صراط مستقیم کو متعین کرنے کے لیے اپنے مقبول بندوں کی فہرست دینا اس بات کی دلیل

Marfat.com

ہے کہ محض کتاب کا مطالعہ تعلیم و تربیت کے لیے کافی نہیں بلکہ اس کے لیے کسی ماہر سے سیکھنے کی ضرورت ہے۔

ولایت کسے کہتے ہیں

اسلام کے باطنی فیضان کا نام ولایت ہے۔ جس شخص پر یہ فیضان ہوتا ہے اسے ولی اللہ کہتے ہیں۔ یہ کوئی خود ساختہ یا من گھڑت نام نہیں بلکہ بارگاہ خداوندی سے عطا کردہ ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

''اچھی طرح جان لو کہ اولیاء اللہ وہ طبقہ خاصان حق ہے جن کو نہ خوف ہے اور نہ غم''

فیضان ولایت کا سر چشمہ خود نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ حضور ﷺ کے ظاہری وصال کے بعد رشد و ہدایت کی یہ ذمہ داری آپ ﷺ کے خلفاء پر عائد ہوتی آئی ہے۔ لیکن جوں جوں زمانہ گزرتا گیا تن آسانی اور سہل انگاری کی وجہ سے مسلمانوں کے اندر ریاضات و مجاہدات کا جذبہ کم ہوتا گیا اور زیادہ تر لوگوں نے اسلام کے ظاہری احکام کو ہی کافی سمجھ لیا اور اس کے باطنی فیضان کو نظر انداز کر دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور ہر زمانے میں اولیاء کرام کے ذریعے ظاہری احکام کے ساتھ ساتھ خاص الخاص اکابرین کے لیے باطنی فیض کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ ولایت دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک ولایتِ عام جو اللہ تعالیٰ کی عداوت و دشمنی سے باہر نکل آنے کا نام ہے اور حق تعالیٰ کی عداوت کفر و نفاق ہے۔ یہ ولایت تو جملہ مومنین کو حاصل ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے:

اللہ ولی ہے مومنین کا کہ ان کو کفر کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کے نور کی طرف لاتا ہے۔

دوسری ولایتِ خاص ہے جو ان لوگوں کا حصہ ہے جن کی عبادات ریاضات و مجاہدات بغیر کسی سستی اور کوتاہی کے متواتر جاری رہتے ہیں۔ چنانچہ

Marfat.com

ولایت خاصہ مسلسل تزکیہ نفس عبادات و مجاہدات کے علاوہ کسی ولی کامل کی باطنی توجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ نعمت حضور نبی کریم ﷺ سے سینہ بہ سینہ اور پشت بہ پشت آ رہی ہے اور جب بھی کسی سالک کو خلافت ملتی ہے تو رسول اللہ کی اجازت سے ملتی ہے۔

ضرورتِ شیخ

جس طرح دنیا کے دیگر علوم حاصل کرنے کے لیے کسی نہ کسی استاد کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح طریقت کی منازل طے کرنے اور حق تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے بھی استاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ تصوف کی اصطلاح میں ایسے استاد کو شیخ کہتے ہیں۔ لفظ شیخ کی اصل یہ حدیث قدسی ہے۔ شیخ اپنے قبیلے میں اس طرح ہے جس طرح ایک نبی اپنی اُمت میں۔ قرآن حکیم میں ضرورتِ شیخ کو یوں بیان کیا گیا ہے:

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچے کے لیے وسیلہ تلاش کرو۔ (آل عمران)

آیت میں دو باتوں کا حکم نازل ہوا ہے:

☆ ایک اللہ تک رسائی حاصل کرنا۔

☆ دوم رسائی حاصل کرنے کے لیے وسیلہ تلاش کرنا۔

وسیلہ سے مراد مرشد، شیخ یا پیر ہے۔ تمام معتبرین کے نزدیک وسیلے سے مراد شیخ طریقت ہے۔ کیونکہ یاایھا الذین امنو کا خطاب ان لوگوں سے کیا گیا ہے جو ایمان لا چکے ہیں۔ حضرت عبدالرحیم، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز دہلوی جو اہل طریقت اور اہل حدیث دونوں میں مقبول ہیں، وسیلہ سے مراد شیخ لیتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ کے پوتے شاہ اسماعیل شہید جو مخالفین تصوف کے امام مانے جاتے ہیں وہ بھی اپنی کتاب منصب امامت میں قرآن کے اس لفظ

Marfat.com

سے مراد شیخ لیتے ہیں آپ لکھتے ہیں:

''مراد از وسیلہ شخصے است کہ اقرب الیٰ بااللہ درمنزلت''

''وسیلہ سے مراد وہ شخص ہے جو اقرب الی اللہ ہو یعنی مقرب بارگاہ ہو''

جو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن کی موجودگی میں شیخ کی کیا ضرورت ہے؟ ان سے پوچھا جائے کہ قرآن کی موجودگی میں نبی کی کیا ضرورت تھی چنانچہ جس طرح صحابہ کرام کو رسول اللہ ﷺ کی ضرورت تھی آج بھی ہمیں وہی ضرورت درپیش ہے۔ جس طرح زمانہ نبوت میں حضور ﷺ کے بغیر ہدایت ناممکن تھی اب بھی نائب رسول اللہ کے بغیر ہدایت ناممکن ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے مکتوبات شریف میں اس بات کی تصدیق کی ہے کہ اولیاء کرام ہی سالکین راہ طریقت کو فیض تقسیم کرتے ہیں اور حقیقتاً وہی ہدایت الٰہی کا وسیلہ بنتے ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ پہلے تصوف اور صوفیائے کرام کی مخالفت میں بہت مشہور تھے۔ لیکن جب بعد میں حضرت بشر حافیؒ کی صحبت میں رہ کر حلاوتِ ایمانی نصیب ہوئی تو جو شخص احکام شریعت ان سے دریافت کرنے آتا تو خود بتا دیتے۔ لیکن جب کوئی شخص راہ حقیقت دریافت کرنے آتا تو حضرت شیخ بشر حافیؒ کے پاس بھیج دیتے تھے یہ دیکھ کر ان کے شاگردوں کو بہت غیرت آئی اور عرض کیا کہ آپ اتنے بڑے عالم ہو کر لوگوں کو ایک صوفی کے حوالے کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ کے احکام کا علم ہے اور ان کو خود اللہ کا علم ہے۔ اس لیے حق کی تلاش کرنے والوں کو ان کے پاس بھیجتا ہوں۔ جیسے کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے: '' کونو مع الصادقین '' یعنی صادقین کی صحبت اختیار کرو اس میں صادقین یعنی اولیاء اللہ کی صحبت اور تربیت کا حکم وارد ہوا ہے۔ قرآن حکیم میں مقربین حق کے مراتب اس طرح بیان ہوتے ہیں۔ انبیاء، والصدیقین، والشھداء والصالحین۔ سب سے بلند مرتبہ انبیاء کا ہے ان کے بعد صدیقین پھر شہدا اور اس کے بعد صلحا

Marfat.com

یعنی عام نیک لوگ صدیقین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا ایمان عام لوگوں کی طرح تقلیدی نہیں بلکہ صدیقی ہوتا ہے۔

چنانچہ "کونو مع الصادقین" سے مراد وہ ارباب رشد و ہدایت ہیں جو صادق الحال ہیں اور مرتبہ علم الیقین سے گزر کر عین الیقین اور حق الیقین تک پہنچ چکے ہیں اور یہی مرتبہ احسان ہے۔ جیسے ارشا نبوی ﷺ ہے:

"تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ جیسے کہ تم اُسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اُسے نہیں دیکھ سکتے ہو تو یہ خیال پکا کر لو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا گیا، کیا آپ نے حق تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ آپ نے جواب دیا میں ایسے خدا کی عبادت کیسے کر سکتا ہوں جسے دیکھ نہ لوں، مزید تفصیل پوچھی گئی آپ نے فرمایا! رب تعالیٰ کو ظاہری آنکھوں سے نہیں بلکہ روحانی آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے یہی وجہ تھی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول مشہور ہے۔ جو آپ فرمایا کرتے تھے کہ:

"ہم اہل بیت کشتی نوح کی طرح ہیں جو اس میں سوار ہوا پار ہو جائے گا"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چار خلفاء تھے۔

حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ، حضرت امام حسن بصریؒ اور حضرت امام کمیلؒ۔ ان چار اکابرین سے چودہ بڑے سلسلے جاری ہوئے اور حضور ﷺ کی روحانی نعمت اور فیض سینہ بہ سینہ تمام مشائخ سلسلہ کے ذریعے آج تک اُمت میں جاری ہے۔

Marfat.com

بیعت کی اہمیت

تمام صوفیائے کرام نے بیعت کو سنت قرار دیا اور حضرت شاہ ولی اللہؒ نے بھی اس کو سنت رسول میں شامل کیا۔ کچھ مشائخ کے مطابق بیعت اسلام سُنت، بیعت ہجرت فرض، بیعت جہاد واجب اور بیعت طلب الاسرار اور بیعت توبہ مستحب ہے۔

ایمان باللہ کے ساتھ حق تعالیٰ نے اپنے نائب حضور نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کو ضروری قرار دیا ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

> ''اے نبی جو لوگ آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ دراصل اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے۔''

اس آیت میں نہ صرف انسانِ کامل کے ہاتھ پر بیعت کرنا ثابت ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ بھی قرار دیا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت ضروری ہے تو آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کے خلفاء کے ساتھ بھی بیعت کی وہی اہمیت ہے۔

اگرچہ بیعت کسی ولی کامل کے ہاتھ پر کی جاتی ہے لیکن سلسلہ بہ سلسلہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں تک پہنچتی ہے اور بالآخر خدا پر منتہیٰ ہوتی ہے۔ بیعت کا مقصد اللہ تعالیٰ کی طرف راہنمائی حاصل کرنا ہے۔ یہ ایک قسم کا عہد نامہ ہے جس میں طریقت کے اعتبار سے مرید کی تربیت کی جاتی ہے مثلاً ادب سکھانا، اپنی ذات کی صفائی کرنا، رذائل کو دور کرنا، نفس اور روح کو پاک کرنا، سر خداوندی کا متحمل ہونا، اخلاق کا مہذب ہونا۔ وصل الٰہی کا حصول، بیعت کے مقاصد میں شامل ہے۔ مرید بالآخر تلاش حق اور مقامات فتح حاصل کرنے کے بعد پیر کے نور کا وارث بنتا ہے۔

Marfat.com

حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی ؒ فرماتے ہیں کہ عادت الٰہی اس بات پر جاری ہے کہ اس دنیا میں ایک پیر اور ایک مرید ہو۔ ایک مقتد اور دوسرا مصاحب ہو ایک پیشوا اور دوسرا پیروکار ہو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو اُستاد بنایا اور فرشتوں کو ان کا تابع کیا۔ (غنیۃ الطالبین)

حضرت داتا گنج بخشؒ فرماتے ہیں پیر کامل کی صحبتِ کے بغیر کوئی شخص صوفی اور عارف باللہ نہیں بن سکتا۔ حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ فرماتے ہیں جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہوتا ہے۔

مولانا روم فرماتے ہیں۔ کوئی لوہا خود بخود تیز خنجر نہیں بن سکتا جب تک وہ کسی لوہار کے ہاتھ نہیں چڑھتا۔ میں خود بھی مولائے روم نہ بن سکتا تھا جب تک شمس تبریز کی غلامی میں نہ آیا۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلامِ شمس تبریزے نہ شد

وسیلہ کی اہمیت

مخلوقات میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول اور محبوب اعمال اور ہستیوں کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنانا نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے۔ دعاؤں کے مقبول ہونے اور حاجتوں کے بر آنے کا ذریعہ ہے۔ اسے ناجائز اور شرک قرار دینا قطعاً غلط ہے۔ اس میں شک نہیں کہ نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مخلوقات میں سب سے زیادہ محبوب اور مکرم ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ کی ذات اقدس اہم ترین اور مقبول ترین وسیلہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بھی اسمِ محمد ﷺ کو وسیلہ بنا کر اپنی بخشش کی دعا مانگی۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے سہواً خطا سرزد ہوگئی تو انھوں نے عرض کیا، اے میرے رب میں تجھ سے محمد ﷺ کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "اے آدم علیہ السلام جب تو نے ان کے وسیلے سے بخشش چاہی ہے تو میں نے تجھے بخش دیا۔

ابن منظور لفظ وسیلہ کی تحقیق کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"**ما یتوسل بہ الی الغیر**" یعنی جس چیز کے ذریعے کسی تک پہنچا جائے۔ کسی مقبول بارگاہ شخص کی توجہ، وساطت، دعا یا ذات کے خصوصی فیضان سے کچھ ایسے فیوض وفوائد حاصل ہو جائیں جو پہلے حاصل نہیں تھے، اسے وسیلہ کہتے ہیں۔ ایمان، نیک اعمال اور پیروی سنت صلی اللہ علیہ وسلم اور گناہوں سے بچنا یہ سب اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ ہیں اور مرشد کامل جو اپنی روحانی توجہ سے مرید کی آنکھوں سے غفلت کی پٹی اتار دے۔ دل میں یاد الٰہی کی تڑپ پیدا کر دے اس کے وسیلہ ہونے میں کون شبہ کر سکتا ہے۔

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ولی خاص کی تعریف پوچھی گئی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ وہ لوگ جن کو دیکھ کر خدا یاد آ جائے۔ ایسے عظیم المرتبت برگزیدہ صفات والے بندے جن کے دلوں میں معرفت الٰہی کی شمع روشن ہو۔ رب کی رضا اور اطاعت ایسے لوگوں کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہوتا ہے۔ اس قرب ومحبت کی وجہ سے وہ انفرادی شان کے ساتھ اُبھرتے ہیں اور عام لوگوں سے بلند ہو جاتے ہیں ایسے لوگوں کا محترم، صاحب توقیر اور وسیلہ ہونا قرآن وسنت سے ثابت ہے۔

امام غزالیؒ کے نزدیک صوفیاء کی سیرت بہترین سیرت ہے اور جس کے اسوہ پر چل کر روح اور قلب کو زیادہ سے زیادہ ارتقاء سے ہمکنار کیا جا سکتا ہے اور صوفیاء کا بتایا ہوا طریقہ ہی بہترین اور افضل ترین طریقہ ہے۔ جو حصول مقصد یعنی تزکیہ قلب و روح کا بہترین وسیلہ ہے۔ اور صوفیاء کے اخلاق ہی سب سے برتر اور اعلیٰ ہیں جن کی روشنی میں زندگی کا قافلہ سرگرم عمل ہے۔ غرض صوفیاء کے جمیع حرکات وسکنات، ان کا ظاہر و باطن، ان کی سیرت وصورت، ان کے اخلاق و

Marfat.com

عادات، ان کے اوضاع و اطوار، ان کے اقوال و اعمال یہ سب کے سب مشکوٰۃ نبوت کے نور سے روشنی اور فیض پا رہے ہیں۔ ان کے علاوہ اس زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے کوئی اور نور ایسا نہیں ہے جس سے وہ مستفید ہو سکیں۔

حضرت سچل سرمستؒ فرماتے ہیں۔ عشق الٰہی کی انتہا حاصل کرنے کے لیے عاشق کو بتدریج تین منزلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔

فنا فی الشیخ، فنا فی الرسول (ﷺ)، فنا فی اللہ

جب تک کوئی عاشق فنا فی الشیخ نہیں ہوتا۔ فنا فی الرسول (ﷺ) کی منزل کو نہیں پا سکتا اور جت تک فنا فی الرسول (ﷺ) نہ ہو معرفت الٰہی کی منزل تک اس کی رسائی ناممکن ہے فرماتے ہیں:

''اگر تم شریعت و طریقت اور معرفت کی منزلیں طے کر کے اللہ اور اس کے حبیب رسول اکرم ﷺ کے دیدار سے مشرف ہونا چاہتے ہو تو اپنے مرشد اور پیر طریقت کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھو۔ اس کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کر دو۔''

وسیلہ شیخ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ایک دن ایک فقیر ایک دریا کو پار کر کے دوسری طرف جانے کے لیے جسم سے کپڑے اتارنے کی تیاری کر رہا تھا۔ کہ وہاں کے گاؤں سے ایک اور آدمی بھی آ گیا۔ نو وارد نے کہا کہ اے فقیر یہاں تو دریا پار کرنے کے لیے کوئی کشتی نہیں تو کیسے دریا پار کرے گا وہ بولا میں اللہ اللہ کہتا ہوا دریا سے پار اُتر جاؤں گا۔

نو وارد نے کہا مجھے بھی ساتھ لے چلو کیونکہ مجھے بھی دوسرے گاؤں جانا ہے۔ فقیر نے کہا اچھا تو بھی کپڑے اتار کر تیاری کر لے اور دریا میں اُتر آ میں اللہ اللہ کا ورد کرتا ہوا دریا پار کروں گا اور تو میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر میرے نام کا ورد کرتے جانا۔ کہ تو بھی دریا پار اُتر جائے اجنبی بھی فقیر کے ہمراہ دریا میں اُتر گیا جب دریا کے بیچ میں پہنچے تو اجنبی نے سوچا یہ خود تو اللہ اللہ کا ورد کرتا ہے اور میں

Marfat.com

اس کے نام کا ورد کرتا ہوں یہ تو گناہ ہے۔ میں بھی اللہ کے نام کا ورد کروں گا۔ یہ سوچ کر اُس نے بھی اللہ اللہ کہنا شروع کر دیا۔ خدا کی قدرت کہ وہ اس طرح کرنے سے ڈوبنے لگا۔ فقیر نے یہ دیکھا تو کہا دیکھا تم نے میری نصیحت پر عمل نہیں کیا اور ڈوبنے لگے۔ اب بھی میرے نام کا ورد کرو پار اُتر جاؤ گے تم شک کے بھنور میں پھنس گئے ہو تم نے پہلے ہی اللہ اللہ کا ورد کرنا شروع کر دیا ہے ابھی تو تم میرے ہی نام کا ورد ٹھیک طرح سے نہیں کر سکتے۔ یہ تمہاری غلطی ہے مطلب یہ کہ مرشد کی راہنمائی کے بغیر گوہر مقصود ہاتھ نہیں آتا۔

آدابِ شیخ

تمام صوفیائے کرام اس بات کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں کہ جب تک مرید کے دل میں اپنے شیخ کے لیے مناسب ادب کے جذبات موجود نہ ہوں اس وقت تک عبادات اور مجاہدات اپنا پورا اثر نہیں دکھاتے۔ ان اولیائے کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ تصوف سارے کا سارا ادب ہی ہے۔ یہ اس لیے کہ تصوف کا دارومدار عشق پر ہے اور عشق میں اول تا آخر ادب کی ضرورت ہے۔ انسان کے لیے تصوف ایک زینت اور جمال ہے اور ادب تصوف کی روح رواں ہے۔ مولانا رومؒ نے مثنوی میں ادب پر بہت طویل کلام لکھا ہے۔ ”بے ادب محروم ماند از فضل رب“ یعنی بے ادب اللہ کے فضل سے محروم رہتا ہے۔ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ بے ادب نہ صرف اپنی روحانی دنیا کو خراب کرتا ہے بلکہ پورے عالم میں فساد کی آگ لگا دیتا ہے۔

ابو القاسم قشیریؒ فرماتے ہیں کہ عبادت سے آدمی جنت تک پہنچ جاتا ہے۔ مگر اطاعت الٰہی میں ادب بجا لانے سے اللہ تک پہنچ جاتا ہے۔ ابو علی دقاقؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص بادشاہ کی محفل میں بے ادب بیٹھے گا تو اس کی جہالت اسے

Marfat.com

قتل کروا دے گی۔ زیادہ علم حاصل کرنے کے مقابلے میں تھوڑا سا ادب حاصل کرنا زیادہ ضروری ہے۔ خدمت کے دائرے میں رہ کر ادب خدمت سے بھی بالاتر ہے۔ بلکہ صوفیاء کے نزدیک عبادت سے بھی بالاتر ہے۔ کیونکہ عبادت رد ہوسکتی ہے مگر خدمت اور ادب ضائع نہیں ہوتے۔

ادب پر صوفیائے کرام کی چند مثالیں

حضرت ابو الحسن خرقانیؒ نے وصیت فرمائی کہ ان کی قبر حضرت بایزید بسطامیؒ کی قبر سے تین فٹ گہری کھودی جائے تاکہ بایزید کی قبر سے اونچی نہ رہے۔ مولانا حسان الدین مولانا رومؒ کے خاص مرید تھے۔ مولانا اپنے پیر کا اس قدر ادب کرتے کہ مرشد کے گھر وضو کرنے کی جرأت نہ کرتے۔ اگر کبھی آدھی رات کے وقت مولانا کو وضو کی حاجت ہو جاتی تو اپنے گھر جا کر وضو کرتے۔ حالانکہ آپ کا گھر مولانا روم کے گھر سے دو میل کے فاصلے پر تھا۔ ابو علی دقاقؒ جب اپنے مرشد کے پاس جاتے تو پہلے غسل کرتے پھر جاتے۔ مگر آپ کے مرید ابو القاسم قشیریؒ جب ابو علی دقاقؒ کے پاس جاتے تو پہلے روزہ رکھتے پھر غسل کرتے اور پھر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ اپنے پیر کے دروازے پر پہنچ کر شرم و حیا کی وجہ سے دروازے ہی سے لوٹ آتے اور اگر مدرسے کے اندر داخل ہو بھی جاتے تو بدن پر سنسنی سی طاری ہو جاتی۔ آپ فرماتے ہیں اگر ان کی مجلس میں بیٹھ بھی جاتا تو سوال کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔

ابن عطارؒ فرماتے ہیں جو اپنے نفس کو بے ادبی پر قائم رہنے دیتا ہے اور اس کی مخالفت نہیں کرتا تو اس کا نفس مطلق العنان اور سرکش بن جاتا ہے۔ جس کے ظاہر میں ادب نہیں وہ باطنی حسن ادب سے بھی محروم رہ جاتا ہے۔ اس کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مریدین جن میں ادب نہیں پایا جاتا ان کا طریقت کی اعلیٰ منزلوں پر فائز ہونا ہرگز ممکن نہیں۔

Marfat.com

ادب سے دین ملتا ہے اور مراد بھی

صوفیائے کرام کا قول ہے کہ طریقت میں جو گستاخی کرے وہ ہمیشہ کے لیے راندہ طریقت اور نامراد رہتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے غضب اور اولیائے کرام کے غضب سے بچائے۔ کیونکہ اولیائے کرام جس طرح نسبت کے عطا کرنے پر کامل قدرت رکھتے ہیں اسی طرح نسبت سلب کرنے پر بھی پوری قدرت رکھتے ہیں اور ایک ہی بے التفاقی میں صاحب نسبت کو مفلس کر دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں یہ بات سچ ہے کہ جو دے سکتے ہیں لے بھی سکتے ہیں۔ مشائخ سے بے ادبی کرنے والوں کو کسی جگہ سے بھی فیض نہیں مل سکتا۔ اگر کوئی اپنے شیخ سے کسی چیز کے متعلق شبہ رکھتا ہو تو اسے خود اپنی کوتاہی کی طرف منسوب کرے۔ اور اگر اپنے شیخ کو قصور وار تصور کرے تو وہ ان بزرگوں کی برکات سے محروم رہتا ہے۔ حضرت مجددؒ فرماتے ہیں اپنے شیخ کے متعلق دل میں برا خیال پیدا کرنا زہر قاتل کی طرح ہے۔ جو اس کی روحانی دُنیا کو برباد کر سکتا ہے۔ لہٰذا صوفیائے کرام نے مریدین کو آداب کے لیے سخت تاکید فرمائی ہے اور اس بات کی تلقین کرتے ہیں کہ مرید شیخ کی مجلس میں جائے تو بالکل خاموش بیٹھے اور جب تک شیخ نہ کہے گفتگو نہ کرے۔ شیخ کے کلام کو غور سے سُنے۔ ہنسنے سے گریز کرے۔ شیخ کے سامنے اپنا مصلیٰ نہ بچھائے کیونکہ اس میں سجادہ نشینی کی بو آتی ہے۔ مرید اپنے شیخ کے علاوہ کسی دوسرے سے اصلاح کی توقع نہ رکھے اور صرف ایک شیخ سے ہی وابستہ رہے۔ اپنے شیخ سے کسی کو بہتر تصور نہ کرے۔ جس قدر اپنے شیخ سے محبت ہوگی اسی قدر روحانی درجات بلند ہونگے۔

Marfat.com

پیر کی آزمائش نہ کرو

موجودہ دور میں بیعت کرنے والے لوگوں میں یہ رجحان عام پایا جاتا ہے کہ وہ اپنی حاجات و مشکلات کو شیخ کے پاس لے جاتے ہیں اور اگر ان کی سب مرادیں پوری ہو جائیں تو وہ یہ تصور کرتے ہیں کہ ان کا شیخ کامل ہے۔ لیکن اگر خدانخواستہ مرید کے دس کاموں میں سے ایک بھی ادھورا رہ جائے تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا شیخ کامل نہیں۔ عام مسلمانوں کو یہ معلوم نہیں کہ ان کے کاموں کا مدار بہت سارے عوامل پر ہوتا ہے۔ کچھ کام بہت آسانی سے ہو جاتے ہیں کچھ کام بہت مشکل اور محنت کے بعد ہوتے ہیں۔ کچھ کام ایسے ہیں جو تقدیر مبرم کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کا بدلنا عموماً ممکن نہیں ہوتا۔ کچھ کام ایسے ہیں جو نبیوں کے لیے بھی آزمائش کی خاطر مرہون وقت ہوتے ہیں اور وقت سے پہلے ان کا ہونا منظور خدا نہیں کچھ کام ایسے بھی ہوتے ہیں جنکے نہ ہونے میں انسان کی بہتری ہوتی ہے۔ چنانچہ مشکلات کے دفع ہونے یا نہ ہونے سے کسی بزرگ کے رُتبے کا تعین نہیں کرنا چاہیے۔

مولانا روم نے اس موضوع پر بہت کلام کیا ہے اور ان کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ مرید اپنے کمزور ترازو میں پیر جیسے بڑے پہاڑ کا وزن کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور آخر میں آپ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مرید اپنے پیر کا امتحان کرے تو وہ سب سے بڑا گدھا ہے۔

مرید کی کامیابی کے لیے چند نکات

خلاصے کے طور پر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اگر کوئی مرید اپنی بیعت سے استفادہ کرنا چاہتا ہے تو درج ذیل باتوں کی ضمانت فراہم کرے تا کہ وہ کامیاب ہو سکے:

Marfat.com

i- پیر کے ہر حکم کو جان و دل سے تسلیم کرے۔ شکوک اور بحث و مباحثے میں نہ الجھے۔

ii- اتباع شریعت کا جس طرح حکم دیا جائے کرے۔ خود کو شیخ سے افضل تصور نہ کرے۔

iii- بیعت کا مقصد وصال الٰہی ہونا چاہیے۔ دنیاوی کام اگرچہ مرشد کے فیض نظر سے ہو جاتے ہیں، مگر کسی کام کے ہونے یا نہ ہونے پر مرشد کے ساتھ تعلقات کی بنیاد نہ رکھے۔

iv- دل و جان سے شیخ کی محبت کو اپنائے اور اس کی خدمت کو سعادت دارین تصور کرے۔

v- راہ سلوک میں محنت و مشقت سے کام لے۔ تاکہ وہ پیر کی نظروں میں آجائے اور اس کے معاملات درست ہو جائیں۔

vi- راہ طریقت کے معاملات اور تصانیف کا مطالعہ کرتا رہے۔

vii- مراقبہ اور حضورِ قلب کی اس قدر مشق کرے کہ مقام شہود پر فائز ہو جائے۔

خانقاہی نظام کی کامیابی

تاریخ عالم گواہ ہے کہ تبلیغ اسلام کے سلسلے میں جتنی کامیابی خانقاہی نظام کو حاصل ہوئی ہے کسی اور تبلیغی ادارے کو میسر نہیں آئی۔ خانقاہی نظام سے مراد اولیاء اللہ اور مشائخ عظام کے وہ تعلیمی تربیتی اور تبلیغی مراکز ہیں جو عالم اسلام میں حضور ﷺ کے زمانے سے لیکر آج تک مختلف سلاسلِ طریقت کے اکابرین نے نسل در نسل ہر ملک، ہر علاقے، ہر صوبے، ہر گاؤں اور ہر شہر میں قائم کیے۔ اس خانقاہی نظام نے ایسے ایسے مرد مجاہد پیدا کیے جو صدق و صفا کے پیکر، حرص و ہوا سے پاک نفسانی الائشوں سے مبرا اور ایثار و قربانی کے عدیم المثال نمونے تھے۔ اس چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں مشائخ اسلام کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے۔ جنہوں نے

Marfat.com

اپنے اپنے مقام پر تبلیغی اور تربیتی مراکز قائم کیے جو خانقاہ کے نام سے موسوم ہیں۔ اس طرح خانقاہوں اور مبلغین اسلام کی تعداد مسلسل بڑھتی رہی۔ جس کی بدولت اسلام بہت مختصر عرصے میں دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گیا۔ اسلام کی یہ روحانی تنظیم کس قدر مکمل، مضبوط اور دیر پا ہے کہ اُمت محمدیہ ﷺ پر ہزاروں طوفان آئے لیکن جہاں بڑی بڑی سیاسی سلطنتیں اور تنظیمیں برباد ہوگئیں، بڑی بڑی مذہبی تحریکیں مٹ گئیں، بڑے نامور مبلغ، مصلح اپنا مقام کھو بیٹھے، لیکن سلاسل طریقت کی بنیادیں مسلمانوں کے قلوب کے اندر اس قدر گہری چلی گئی ہیں اور مشائخ عظام کے قدم مبارک کے نقوش نے ایسی پائیدار صورت اختیار کر لی ہے کہ یہ اعلیٰ و ارفع تنظیم خداوند عالم کے فضل و کرم سے مشائخ عظام اور اولیاء کرام کی کوششوں سے اب تک رواں دواں ہے اور تا قیامت رواں دواں رہے گی۔

Marfat.com

باب ہفتم

12 ربیع الاوّل۔ یوم رحمت

ربیع الاول کا مقدس اور بابرکت مہینہ ہر سال اپنی تمام تر سعادتوں اور رحمتوں کے ساتھ سایہ فگن ہوتا ہے۔ یہ مہینہ دیگر مہینوں سے اس لحاظ سے منفرد اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں وہ عظیم ہستی دنیا میں تشریف لائی جس کی خاطر زمین و آسمان، چاند ستارے، دن رات بنائے گئے۔ یہ وہ مبارک صبح سعید تھی جب رحمتہ العالمین ﷺ پیکر امین و امان بن کر سیدہ آمنہؓ کی آغوش میں جلوہ افروز ہوئے۔

سرور کونین ﷺ کا ظہور کائنات کے لیے رحمت کا پیغام بنا۔ انبیاء المرسلین کا وجود عالم انسانیت کے حق میں نعمت عظمیٰ ہوتا ہے، کیونکہ رشد و ہدایت کے چشمے ان ہی سے پھوٹتے ہیں۔ اس لیے کائنات میں ان کی تشریف آوری مخلوق خدا پر اللہ کے احسانات میں سے ایک احسان عظیم ہے۔ گویا انبیاء کرام کی ولادت کا دن بارگاہ الوہیت میں خاص رحمت و سلامتی کے دن کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس دن ان برگزیدہ ہستیوں پر سلام بھیجنا نہ صرف سنت انبیاء ہے بلکہ سنت اللہ بھی ہے۔ خود اللہ رب العزت نے حضرت یحییٰ کی پیدائش پر ان پر سلام بھیجا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ " اللہ کی طرف سے ان پر سلام ہو جس دن وہ پیدا ہوئے" حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم ولادت پر خود ان کی اپنی زبان سے یہ

Marfat.com

کلمات کہلوائے گئے۔ ''اور اللہ کی طرف سے مجھ پر سلام ہو جس دن میں پیدا ہوا''
جب سابقہ انبیاء کے یوم ولادت کو یہ اہمیت حاصل ہے تو یوم ولادت مصطفیٰ ﷺ کے شرف وکمال کا کیا عالم ہوگا۔ جس ہستی پر اللہ تعالیٰ ہر وقت درود وسلام بھیجنے کی تاکید کرتا ہے۔ عام دنوں میں جب حضور ﷺ پر درود شریف پڑھنے کی رب العزت نے اس قدر تاکید کی ہے تو میلاد النبی ﷺ کے دن درود شریف پڑھنا کس قدر اہمیت وفضیلت کا حامل ہوگا۔

ذکر رسول ﷺ کا ضامن خود خداوند کریم ہے جس نے وعدہ فرما کر اپنے محبوب کی شہرت وعظمت کو ابدی دوام بخشا۔ اس کے مٹانے والے مٹ گئے منکر دب گئے شور مچانے والے ساکت وصامت ہو گئے مگر یہ ذکر خیر جاری و ساری ہے۔ ولادت نبی ﷺ کے دن حضور ﷺ پر درود وسلام پڑھنا اللہ تعالیٰ کی خاص سنت ہے۔ باری تعالیٰ نے خود ولادت محمدی ﷺ کے موقع پر بزم کائنات میں جشن کا سا سماں پیدا فرمایا تاکہ میلاد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی اور جشن سُنتِ الٰہی قرار پاجائے۔

1- ولادت محمدی ﷺ کے وقت ستاروں کو نیچے اتار کر دنیا میں چراغاں کیا گیا۔
2- مشرق ومغرب تک پوری زمین بقعہ نور بنا دی گئی حتیٰ کہ حضرت آمنہؓ نے شام کے محلات تک دیکھ لیے۔
3- آسمان اور جنت کے سب دروازے کھول کر عالم بالا کو خوشبوؤں سے مہکا دیا گیا۔
4- مشرق ومغرب اور کعبہ کی چھت پر پرچم لہرا دیئے گئے۔
5- ستر ہزار حوران بہشت کو استقبال کے لیے فضا میں نیچے اتارا گیا اور ان میں سے کئی حضرت آمنہؓ کے گھر پر مامور کی گئیں۔
6- ہزارہا فرشتوں کو بھی استقبال پر مامور کر دیا گیا۔
7- جنتی پرندے بھی استقبال کے لیے نیچے اتار دیئے گئے۔

Marfat.com

8- وقت ولادت حضرت آمنہؓ کو مبارک باد دی جنتی مشروب پلایا گیا۔

9- شب ولادت قریش مکہ کے سب جانوروں کو بھی میلاد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی کے اظہار کے لیے زبان دے دی گئی۔

10- شب ولادت تمام ملائکہ امر الٰہی سے نیچے اتر کر ایک دوسرے کو مبارک دینے لگے۔

11- یوم میلاد سورج کو بھی غیر معمولی نور سے نوازا گیا۔

12- وقت ولادت پہاڑوں، دریاؤں اور سمندروں نے بھی اپنے اپنے حال میں خوشیاں منائیں۔ پہاڑوں کی چوٹیاں معمول سے زیادہ بلند ہوگئیں، دریاؤں اور سمندروں کی سطح تموج کے ساتھ خاصی اونچی ہوگئی اور سمندری مخلوق نے بھی ایک دوسرے کو مبارک باد دی۔

13- ولادت محمدی ﷺ کی خوشی میں باری تعالیٰ نے سال بھر عرب کی عورتوں کو بیٹے عطا فرمائے تاکہ اس سال جاہلی عرب کے ظالمانہ دستور کے مطابق کوئی بیٹی ناحق قتل نہ ہو۔

14- میلاد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی میں عرب کے درخت پھلوں سے لاد دیئے گئے۔ سوکھے کھیت ہرے بھرے ہوگئے اور قحط کو ہریالی و شادابی سے بدل دیا گیا۔

15- شب میلاد آسمانوں پر زبرجد اور یاقوت کے مینار بنا کر روشن کیے گئے جو شب معراج حضور ﷺ کو دکھائے گئے اور بتایا گیا کہ یہ آپ کی ولادت کی رات سے روشن ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ ہم مسلمانوں کے لیے حضور اقدس ﷺ کی ولادت باسعادت سے بہتر کون سا دن ہوگا جس کی یادگار قائم کریں کہ دنیا و آخرت میں ظاہری و باطنی، جسمانی و روحانی تمام نعمتیں تمام راحتیں انہیں کے طفیل انہیں کے صدقے میں ہیں تو اس دن کی یاد منانا تمام اعمال سے افضل اور ذریعہ نجات و بخشش ہے۔

Marfat.com

میلادالنبی ﷺ کی تاریخی حیثیت

جہاں تک میلادالنبی ﷺ کی روح پرور تقریبات کو باقاعدگی سے منانے کے نقطہ آغاز کا سوال ہے۔ بلاشبہ صحابہ کرامؓ کے دور میں آج کی طرح رواج تو نہیں تھا۔ لیکن احادیث میں ایسی شہادتیں ضرور ملتی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحابہؓ عید میلادالنبی ﷺ کے دن کی اہمیت سے خوب واقف تھے اور اس کا تذکرہ کبھی نجی محفلوں میں اور کبھی اپنے دوست احباب کی مجلسوں میں نہایت ہی خوشی اور احترام سے کرتے تھے۔ بلکہ یہاں تک حضور ﷺ نے خود اپنے کانوں سے بعض صحابہؓ سے اس کا ذکر سنا تو اس قدر خوش ہوئے کہ ان صحابہؓ کو شفاعت اور سلام و رحمت کی نوید سنائی۔ جیسا کہ ایک موقع پر حضرت، عبداللہ ابن عباسؓ اپنے گھر میں کچھ افراد کے سامنے حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ کے واقعات بیان کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ پر صلوٰۃ و سلام بھیج رہے تھے کہ اچانک حضور ﷺ ادھر تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے ان کے اس عمل پرِ خوش ہو کر فرمایا۔ تمہارے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ اسی طرح حضرت ابو درداءؓ روایت کرتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ حضرت عامر انصاریؓ کے گھر کی طرف سے گزرا، اس وقت حضرت عامرؓ اپنے خاندان والوں کو حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے واقعات بتا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ یہی پیر کا دن تھا جب حضور ﷺ دنیا پر تشریف لائے۔ حضور ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ سب فرشتے تمہارے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں اور جو شخص بھی تمہارے جیسا کام کرے گا نجات پائے گا۔ نہ صرف صحابہؓ نے حضور ﷺ کے ذکر ولادت پر خوشی کا اظہار کیا بلکہ آنخضرت کی ولادت کے دن اللہ تعالیٰ نے کافروں پر بھی نوازشیں فرمائی ہیں۔ حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابولہب کو میں نے خواب میں دیکھا جو

Marfat.com

کہتا تھا کہ میں سخت عذاب میں گرفتار ہوں لیکن پیر کے دن اس کے عذاب میں اس لیے کمی کر دی جاتی ہے اُس نے حضورﷺ کی ولادت کی خوشی میں اپنی کنیز ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اس روایت پر یوں استدلال فرماتے ہیں کہ:

اس روایت میں میلاد شریف منانے والوں کے لیے دلیل اور سند ہے کہ ابولہب جس کی مذمت میں قرآن مجید کی سورۃ نازل ہوئی۔ جب وہ حضورﷺ کی ولادت کی خوشی میں کنیز آزاد کر کے عذاب میں تخفیف حاصل کر لیتا ہے تو جس کے دل میں محبت رسولﷺ کا جذبہ ہوگا وہ کیونکر نجات نہ پائے گا۔

ان حوالوں سے یہ حقیقت اچھی طرح سامنے آ جاتی ہے کہ حضورﷺ کے اپنے دور میں میلاد رسولﷺ کی اہمیت وفضیلت کا شعور پوری طرح موجود تھا اور یہی شعور اس کے بعد آنے والے مسلمانوں کے لیے چراغِ محبت کا کام دیتا رہا۔ چنانچہ جشن میلاد النبیﷺ پورے عالم اسلام میں نہایت عقیدت واحترام سے منایا جاتا رہا ہے۔ امام المحدثین ابن جوزی حنبلی اپنی کتاب مولد النبیﷺ میں لکھتے ہیں کہ عرب کے مشرق ومغرب مصر اور شام بلکہ تمام آبادی اہل اسلام ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہی خوشیاں منانے لگتے ہیں۔ قیمتی کپڑے پہنتے اور طرح طرح کی زینت کا اظہار کرتے ہیں۔ خوشبو اور سرمہ لگاتے ہیں اور اس کے عوض اللہ تعالیٰ سے بڑی کامیابی اور خیر و برکت حاصل کرتے ہیں۔

ہر دور میں عید میلاد النبیﷺ کی تقریبات منائی جاتی تھیں بلکہ میلاد کی تاریخی اور شرعی حیثیت پر جامع اور مستند کتب بھی تحریر کی جاتی رہی ہیں۔

امام جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب حسن المقصد فی عمل المولد، امام شمس الدین ابن الجزری کی تصنیف ''عرب التعریف بالمولد الشریف''، حافظ شمش الدین بن ناصر الدین دمشقی کی کتاب ''مورد الصادی فی مولد الہادی'' اور امام محمد طاہر کی کتاب ''مجمع البحار'' اس سلسلے میں قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ اس

Marfat.com

موضوع پر اردو، فارسی اور پنجابی اور دیگر زبانوں میں ان گنت کتابوں کا اضافہ ہوتا رہا اور ہوتا رہے گا۔

میلاد شریف کے سلسلے میں روح پرور تقریبات کے انعقاد کی سند جلیل القدر علماء، بزرگان دین اور مشائخ عظام کے ہاں ملتی ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ہر مکتبہ فکر کے بزرگ میلاد النبی ﷺ کو عید کے طور پر مناتے چلے آئے ہیں۔ یہاں ہم چند ایسی بزرگ ہستیوں کا ذکر کریں گے جو علمی قد و قامت کے لحاظ سے کسی بھی مکتبہ فکر کے لیے تعارف کی محتاج نہیں ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں:

12-ربیع الاول کو ہم نے نیاز نبوی ﷺ کے لیے قسم قسم کے کھانے پکائے اور ایک محفل مسرت قائم کرنے کو کہا۔ اچھی آواز کے ساتھ قرآن مجید، قصیدے اور نعت شریف اور فضائل بیان کرنے میں کیا مضائقہ ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ مکہ مکرمہ میں میلاد شریف کی محفل میں حاضر تھے اس روح پرور تقریب کے بارے میں وہ فرماتے ہیں۔

کہ مَیں مکہ میں میلاد کے روز حضور ﷺ کے مولود شریف میں حاضر تھا لوگ آپ ﷺ پر درود پڑھتے اور ولادت کے موقع پر ظاہر ہونے والے معجزات کا ذکر کرتے تھے کہ میں نے دیکھا کہ اچانک کچھ انوار اس محفل سے بلند ہوئے۔ میں نے ان انوار میں تامل کیا تو معلوم ہوا کہ ان ملائکہ کے انوار ہیں جو ایسی متبرک محافل میں حاضر ہونے پر مقرر ہیں۔ میں نے ملاحظہ کیا ہے کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت آپس میں ملے ہوئے ہیں۔

دار الثمین میں حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ:

اُن کے والد مرحوم نے انہیں بتایا کہ وہ ہر سال میلاد کے دنوں میں حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں کھانا پکواتے تھے۔ ایک سال بھُنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ آیا تو وہ لوگوں میں تقسیم کر دیئے گئے۔ رات کو خواب میں

Marfat.com

حضورﷺ کی زیارت ہوئی۔ وہی بھُنے ہوئے چنے آنحضرت کے سامنے پڑے تھے اور آپﷺ بہت خوش تھے۔

شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے بقول:

فقیر کے مکان پر سال میں دو مجلسیں ایک ذکر ولادت اور دوسری شہادت حسینؓ کی ہوتی ہیں۔ سینکڑوں آدمی جمع ہوتے ہیں۔ درود شریف اور قرآن شریف پڑھا جاتا ہے وعظ ہوتا ہے پھر سلام پڑھا جاتا ہے۔

سید سلیمان ندوی کے خیال میں ربیع الاول کا مہینہ ہماری قابل عزت تاریخ کا دیباچہ ہے اور ہمارے روشن دنوں کی صبح ہے۔ خدا اُس بندے پر رحمت نازل کرے جس نے اس مہینے کو ولادت نبویﷺ کی یادگار اور مجلس میلاد کا زمانہ بنایا۔ اُن کی تحقیق کے مطابق ملک معظم مظفر الدین پہلا شخص ہے جس نے مجلس میلاد قائم کی۔

مکتبہ دیو بند کے پیرو مرشد حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ میلاد شریف کے حق میں فرماتے ہیں۔ میلاد شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حُجت کافی ہے۔ فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنی کتاب نشر الطیب میں تواریخِ حبیب اللہ کو ایک معتبر کتاب تسلیم کیا ہے۔ میلاد کے بارے میں اس کتاب میں مولوی محمد عنایت اللہ فرماتے ہیں۔ حرمین شریفین اور اکثر بلاد اسلامیہ میں عادت ہے کہ ماہ ربیع الاول میں محفل میلاد شریف کرتے ہیں اور مسلمانوں کو جمع کر کے ذکر مولود شریف کرتے ہیں اور کثرت سے درود شریف پڑھتے ہیں اور بطور دعوت کے کھانا شرینی تقسیم کرتے ہیں۔ سو یہ امر موجب برکات عظمیہ ہے اور حضورﷺ کے ساتھ محبت کا سبب ہے۔ بارھویں ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں یہ محفل مسجد نبویﷺ میں ہوتی ہے اور مکہ مکرمہ میں حجرہ ولادت نبویﷺ کی زیارت بھی

Marfat.com

کرتے رہے ہیں۔

اہل حدیث حضرات بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ میلاد النبی ﷺ کی محفلوں کا انعقاد کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ مورخین کے ہاں اس کی بہت سی روائتیں ملتی ہیں۔ چنانچہ ہفت روزہ اہل حدیث لاہور میں مولانا حکیم عبدالرحمٰن خلیق امرتسری نے لکھا ہے کہ اس تقریب کا انعقاد کوئی نئی بات نہیں تھی بلکہ ہمارے مورخین نے چند صدیاں قبل موصل وغیرہ کے دیار و احصار میں وہاں کے بعض سلاطین و عمائدین سلطنت کے اہتمام میں اس کے منانے کا ذکر کیا ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ ماضی میں عاشقان رسول ﷺ میلاد کی محفلوں پر دل کھول کر خرچ کرتے تھے۔ انوار ساطعہ میں درج ہے کہ 786 ہجری میں مصر کے شہنشاہ نے محفل میلاد پر دس ہزار مثقال سونا خرچ کیا۔ شیخ محمد رضا مصری کے بقول شاہ تلمسان سلطان ابو حمو موسیٰ میلاد کو ایک عظیم الشان جشن کی صورت میں منایا کرتے تھے۔ ان سے قبل مغرب اقصیٰ اور اُندلس کے سلاطین بھی میلاد کو بڑے جوش و خروش سے مناتے تھے۔

امام سخاویؒ فرماتے ہیں میلاد شریف (مروجہ) کا سلسلہ رسول اکرم ﷺ کے تین صدی بعد ہوا۔ سلاطین اسلام میں اس طریقہ کو رائج کرنے والے سب سے پہلے بادشاہ اربل سلطان مظفر ابوسعید تھے۔

بقول امام جوزی محدث شہیر حافظ وحیہ نے جب میلاد پر ایک کتاب (التنویر فی مولد البشیر والنذیر) لکھی تو سلطان مظفر نے انہیں ایک ہزار اشرفی بطور انعام پیش کی۔

سبط ابن جوزی اپنی تصنیف مراۃ الزمان میں اس ضیافت کا ذکر کرتے ہیں جو سلطان مظفر میلاد شریف کے موقع پر کیا کرتے تھے اور جس میں اُس زمانے کے اکابر علماء اور اعاظم صوفیاء شرکت کرتے تھے۔ سلطان مظفر انہیں خلعتیں پہناتا اور میلاد شریف کی اس تقریب پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا۔

Marfat.com

علامہ محمد رضا نے اپنی سیرت کی کتاب ''محمد رسول اللہ'' میں مندرجہ ذیل حوالہ جات کا ذکر کرنے کے بعد ان پر اضافہ کیا ہے جس کا خلاصہ اور ترجمہ ہدیہ قارئین ہے۔

جزائر کے سلطان ابوحمو موسیٰ بڑے اہتمام اور جلال کیساتھ شب میلاد منایا کرتے تھے۔ جس طرح مغرب کے سلاطین اور اندلس کے خلفاء اس زمانے میں یا اس سے پہلے اس تقریب سعید کا اہتمام کیا کرتے تھے۔

سلطان تلمسان کی ایک تقریب میں میلاد کا آنکھوں دیکھا حال الحافظ سیدی ابوعبداللہ التنسی نے راح الارواح میں تحریر کیا ہے، لکھتے ہیں۔

ابوحمو شب میلاد مصطفیٰ ﷺ کو اپنے دارالحکومت تلمسان میں بہت بڑی دعوت کا اہتمام کیا کرتے تھے، جس میں خاص و عام سب لوگ مدعو ہوتے تھے۔

بزرگان دین علماء اور دیگر اہل فکر ودانش نے عید میلاد النبی ﷺ کی تقریبات کو مستحسن اور کارثواب قرار دیا۔ شیخ عبدالحق محدث الہ آبادی نے الدرالمنظم میں عید میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر مکہ مکرمہ کے مفتیان کرام (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کے فتوے نقل کیے ہیں ان میں سے صرف دو فتوے قارئین کو نذر اختصار کے ساتھ کیے جاتے ہیں۔

حضرت شیخ عبداللہ سراج حنفی مفتی مکہ مکرمہ فرماتے ہیں:

میلاد شریف پڑھتے وقت جب سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر آئے تو اس وقت کھڑا ہونا بڑے بڑے آئمہ سے ثابت ہے آئمہ اسلام اور احکام نے کسی انکار اور رد کے بغیر اسے برقرار رکھا لہٰذا یہ مستحسن کام ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان سے بڑھ کر تعظیم کا کون مستحق ہوگا۔ اس سلسلے میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی روایت کافی ہے فرماتے ہیں جس چیز کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہوتی ہے۔

حنبلی فقہ کے نقی مکہ مکرمہ محمد عبداللہ ابن عبداللہ بن حمید لکھتے ہیں:

Marfat.com

میلاد النبی ﷺ سیرت مصطفیٰ ﷺ کا حصہ ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ سیرت رسول ﷺ کا مکمل یا کچھ حصہ بیان کرنا مستحب ہے اور آپ کے ذکرِ ولادت کے وقت کھڑا ہونا تعظیم کا تقاضا ہے اور شریعت کے منافی نہیں۔

اب ذرا بزرگان دین کے خیالات بھی ملاحظہ کیجئے:

امام ابو شامہ جو امام نودی شارح صحیح مسلم کے استاد الحدیث ہیں فرماتے ہیں: ترجمہ

''ہمارے زمانے میں جو بہترین نیا کام کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ لوگ ہر سال حضور ﷺ کے میلاد کے دن صدقات اور خیرات کرتے ہیں اور اظہار مسرت کے لیے اپنے گھروں اور کوچوں کو آراستہ کرتے ہیں کیونکہ اس میں کئی فائدے ہیں۔''

فقراء اور مساکین کے ساتھ احسان اور مروت کا برتاؤ ہوتا ہے نیز جو شخص یہ کام کرتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے محبوب کی محبت اور عظمت کا چراغ روشن ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم ﷺ کو پیدا فرما کر اور حضور ﷺ کو رحمتہ للعالمین کی خلعت فاخرہ پہنا کر مبعوث فرمایا اور یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر بہت بڑا احسان ہے۔ جس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے خوش و مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔

ایک دوسرے محدث امام سخاوی کا ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیں۔ آپ فرماتے ہیں: ترجمہ

''کہ موجودہ صورت میں محفل میلاد کا انعقاد قرونِ ثلاثہ کے بعد شروع ہوا پھر اس وقت سے تمام ملکوں اور تمام بڑے شہروں میں اہل اسلام میلاد شریف کی محفلوں کا انعقاد کرتے ہیں۔ اس کی راتوں میں صدقات و خیرات سے فقراء و مساکین کی دلداری کرتے ہیں حضور ﷺ کے ولادت باسعادت کا واقعہ پڑھ کر

Marfat.com

حاضرین کو بڑے اہتمام سے سنایا جاتا ہے اور اس عمل کی برکتوں سے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت کی ان پر بارش کرتا ہے

اس سلسلے میں علامہ ابن جوزی کی رائے بھی ملاحظہ کیجئے۔ ترجمہ:

محفل میلاد کی خصوصی برکتوں سے یہ ہے کہ اس کو منعقد کرتا ہے اس کی برکت سے سارا سال اللہ تعالیٰ کے حفظ و امان میں رہتا ہے اور اپنے مقصد اور مطلوب کے جلدی حصول کے لیے یہ ایک بشارت ہے۔

بہت سارے ذہنوں میں یہ سوال اُبھرتا ہے کہ آخر جشن میلاد کا فلسفہ کیا ہے؟ اس دلچسپ سوال کے جواب کے لیے مولانا محمد معراج الاسلام کا یہ بیان ملاحظہ فرمائیے۔

جشن میلاد مصطفیٰ سے مراد بارہ ربیع الاول شریف کا روز سعید ہے جسے اہل ایمان حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے حوالے سے مناتے ہیں اور اظہار و مسرت کے لیے خیرات و صدقات اور تبادلہ تحائف کے علاوہ ذکر نعت خوانیِ نبی ﷺ پر مشتمل جلوس بھی نکالتے ہیں۔ فضائل وکمالات رسالت بیان کرنے کا یہ طریقہ اہل اسلام میں صدیوں سے مروّج ہے۔

تاریخ عالم اسلام کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ ہر جگہ میلاد النبی ﷺ کی تقریبات اپنے اپنے انداز میں منائی جاتی تھیں اور آج بھی بڑے جوش و خروش سے منائی جاتی ہیں۔ اگرچہ ہر علاقے کا اپنا ایک مختلف انداز ہے لیکن پوری دنیا میں منعقد کی جانے والی محافل میلاد کی روح ایک ہی ہے اور وہ ہے محبت رسول ﷺ

مسلمانان عالم کے مرکز مکہ مکرمہ میں بھی عید میلاد النبی ﷺ کی تقریب نہایت اعلیٰ پیمانے پر ہوتی ہے۔ ماہنامہ طریقت لاہور کے جنوری 1917ء کے شمارے میں چھپنے والے ایک مضمون میں سے یہ چند سطریں ملاحظہ کیجئے جن کے

Marfat.com

پڑھنے کے بعد ایک روحانی خوشی میسر آتی ہے:

روز پیدائش آنحضرت ﷺ مکہ میں بڑی خوشی منائی جاتی ہے۔ اس کو عید یوم ولادت رسول کہتے ہیں۔ اس روز جلیبیاں بکثرت بکتی ہیں۔ حرم شریف میں حنفی مصلےٰ کے پیچھے مکلّف فروش بچھایا جاتا ہے۔ شریفِ مکہ اور کمانڈر حجاز مع اسٹاف کے لباس فاخرہ زرق برق پہنے ہوئے موجود ہوتے ہیں اور حضرت رسول ﷺ کی جائے ولادت پر جا کر تھوڑی دیر نعت شریف پڑھ کر واپس آتے ہیں۔ حرم شریف سے مولد النبی ﷺ تک دو رویہ لالٹینوں کی قطاریں روشن کی جاتی ہیں اور راستے میں جو مکانات اور دکانیں واقع ہیں ان پر روشنی کی جاتی ہے۔ جائے ولادت اس روز بعقہ نور نبی ہوتی ہے۔ جاتے وقت ان کے آگے مولود خواں نہایت خوشی الحانی سے نعت شریف پڑھتے چلے جاتے ہیں۔ 11۔ ربیع الاول بعد از نماز عشاء حرم محترم میں محفل میلاد منعقد ہوتی ہے۔ 2 بجے شب تک نعت مولود اور ختم پڑھتے ہیں اور اس رات مولد النبی ﷺ پر مختلف جماعتیں جا کر نعت خوانی کرتی ہیں۔ 11 ربیع الاول کی مغرب سے ۱۲ ربیع الاول کی عصر تک ہر نماز کے وقت 21 توپ سلامی کی قلعہ جیاد سے ترکی توپ خانہ سر کرتا ہے۔ ان دنوں میں اہل مکہ بہت جشن کرتے ہیں۔ نعت پڑھتے اور کثرت سے مجالس میلاد منعقد کرتے ہیں۔

ان حقائق کی روشنی میں ہم یہ دعویٰ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ عید میلاد النبی ﷺ کی اپنی ایک بلند و بالا تاریخی، مذہبی اور شرعی حیثیت ہے۔ جسکا انکار ممکن نہیں۔ بزرگان دین نے ہمیشہ ذکر میلاد کو باعث خیر و برکت اور وسیلہ نجات سمجھا ہے۔ اس سلسلے میں حضرت شیخ عبدالحق دہلویؒ کی دعا ملاحظہ فرمائیے۔

Marfat.com

اے اللہ میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے تیری بارگاہ میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں، میرے تمام اعمال فساد نیت کا شکار ہیں۔ البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل محض آپ ہی کی عنایت سے اس قابل ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی اور انکساری محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک ﷺ پر درود بھیجتا ہوں۔

اے اللہ! وہ کونسا مقام ہے جہاں میلاد پاک سے بڑھ کر تیری طرف سے خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے۔ اس لیے اے ارحم الرحمٰن مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی رائیگاں نہیں جائے گا۔ بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا اور جو کوئی درود و سلام پڑھے اور اس کے ذریعے سے دعا کرے وہ کبھی مسترد نہ ہوگی۔ (ماخوذ)

اُمت کے لیے شفاعت رسول ﷺ برحق ہے

سابقہ جلیل القدر انبیاء اور مرسلین میں سے کسی کو بھی حضور نبی کریم ﷺ جیسا قرب الٰہی نصیب نہیں ہوا۔ آپ ختم الانبیاء والمرسلین ہیں۔ جس انداز سے حضور ﷺ پر نبوت اور رسالت ختم ہوئی، اس طرح آپ ﷺ پر جملہ اوصاف حمیدہ اور جامع کمالات بھی ختم ہیں۔ دنیا والوں کے لیے دنیا میں ہر لمحہ اور ہر ساعت آپ ﷺ کی رحمت کے بغیر گزارہ نہیں۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کی رحمت اس قدر وسیع ہے کہ محتاج کو تلاش کرنا اور اسے زندگی کی ہر شے سے نوازنا آپ ﷺ کی عادت کریمہ میں داخل ہے۔

دنیا تو ایک طرف، روز محشر جب سب اللہ کی مغفرت کے طالب ہونگے اور مارے مارے پھریں گے کوئی سہارا نظر نہ آئے گا، کوئی بھی خطا کاروں اور

Marfat.com

گنہگاروں کی سفارش اور شفاعت کرنے والا نہ ہوگا، اس وقت حضور نبی کریم ﷺ جو کسی کو کانٹا چبھنے کی تکلیف بھی گوارا نہیں کرتے کب گوارا کریں گے کہ کوئی گنہگار اُمتی جہنم میں ڈالا جائے۔ آپ ﷺ بے چین ہونگے اور بارگاہ الٰہی میں ہر گنہگار کی شفاعت کے لیے سجدے میں گر جائیں گے۔ بارگاہ الٰہی سے حکم ہوگا اے محبوب سجدے سے سر اٹھائیے، آپ ﷺ جو چاہتے ہیں پورا کر دیا جائے گا جو کچھ کہیں گے اسے مانا جائے گا۔

آپ ﷺ سجدے سے سر اٹھائیں گے اور اپنی زبان مبارک سے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کریں گے۔ اور گنہگاروں کو بخشنے کی شفاعت کریں گے پھر سجدے میں جائیں گے اور دوسری قسم کے گنہگاروں کو بخشنے کی شفاعت کریں گے اور تیسری دفعہ سجدے سے اس وقت سر اُٹھائیں گے جب ہر قسم کے گنہگار بخش دیئے جائیں گے اور کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔ بجز ان لوگوں کے جن کے متعلق قرآن مجید میں ہمیشہ کے لیے دوزخ کی آگ قسمت کر دی گئی ہیں یعنی کافر، مشرکین اور منکرین۔ مسلم شریف میں ہے کہ:

> حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے بعد کوئی گنہگار باقی نہ رہے گا، مگر وہ لوگ جن میں سوائے لا الہ الا اللہ کے ذرا برابر نیکی نہیں ہے، وہ سراسر معصیت اور گناہ میں مبتلا ہیں ان کے لیے بھی شفاعت کی اجازت چاہیں گے۔ بارگاہ رب العزت سے حکم ہوگا کہ یہ بھی میرے خاص لوگ ہیں ان کے لیے میں خود ہی شفاعت کرتا ہوں اور انھیں دوزخ کی آگ سے نکالتا ہوں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم ﷺ نے:

> اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو شفاعت کا حق قبول کرو، یا یہ کہ تمہاری آدھی اُمت کو جنت میں داخل کرنے کی میں شفاعت لیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں شفاعت کا حق قبول کرتا ہوں

Marfat.com

کہ یہ زیادہ کام آنے والی ہے۔ کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ میری شفاعت پاکیزہ مسلمانوں کے لیے ہے نہیں بلکہ وہ گنہگاروں کے لیے ہے جو گناہوں میں آلودہ اور سخت کار ہیں۔

ابن عدی اُم المومنین حضرت اُم سلمیٰؓ سے روایت کرتے ہیں فرمایا نبی کریم ﷺ نے:

میری شفاعت میرے اُن اُمتیوں کے لیے ہے جنھیں گناہوں نے ہلاک کر ڈالا۔

فرمایا: میری شفاعت میری اُمت میں اُن کے لیے ہے جو کبیرہ گناہ والے ہیں اس حدیث کو بہت سے صحابہ کرامؓ نے روایت کیا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

رُوئے زمین پر جتنے پیڑ، پتھر ٹیلے ہیں میں قیامت میں ان سب سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت فرماؤنگا۔ میری شفاعت میں اُمت کے لیے زیادہ وسعت ہے کہ وہ ہر اُس شخص کے واسطے ہے جس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم ﷺ نے:

جملہ انبیاء مرسلین کے لیے سونے کے منبر بچھائے جائیں گے وہ ان پر بیٹھیں گے اور میرا منبر باقی رہے گا کہ میں اُس پر جلوس نہ فرماؤنگا بلکہ اپنے رب کے حضور سرِ وقد کھڑا رہوں گا اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں بھیج دے اور میری اُمت میرے بعد رہ جائے۔ پھر عرض کروں گا اے میرے رب میری اُمت! میری اُمت! اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد ﷺ! آپ کی کیا مرضی ہے۔ میں آپ کی اُمت کے ساتھ کیسا سلوک کروں؟ عرض کروں گا۔ اے میرے رب میرے سامنے ان کا حساب

Marfat.com

جاری فرما دے میں شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے ان
کی رہائی کی چٹھیاں ملیں گی جنھیں اللہ نے دوزخ میں بھیج دیا تھا
یہاں تک کہ مالک داروغہ جہنم عرض کرے گا۔ اے محمد ﷺ آپ
نے اپنی اُمت میں رب کا غضب نام کو نہ چھوڑا۔

مسلم شریف میں حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم ﷺ نے:

اللہ تعالیٰ نے مجھے تین سوال عطا فرمائے میں نے دو بار تو اس دنیا
میں عرض کر لی۔ الٰہی میری اُمت کی مغفرت فرما، الٰہی میری
اُمت کی مغفرت فرما اور تیسری عرض اس دن کے لیے اُٹھا رکھی
جس میں تمام مخلوق الٰہی میری طرف نیاز مند ہوگی یہاں تک کہ
ابراہیم خلیل اللہ بھی۔

غرض یہ کہ یہ دن یوم محمد رسول اللہ ﷺ ہوگا۔ یہ مقام مقامِ محمدی ﷺ ہوگا
اور یہ بات بھی آپ ﷺ کو ہی زیب دے گی کیونکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے مہمان
ہوں گے اور دوسری سب مخلوق طفیلی ہوگی۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ

اے محمد ﷺ اے محبوب من، اے مطلوب من میں آپ کو
اس قدر نعمتیں دونگا اور اسقدر رحمتیں نازل کرونگا کہ آپ راضی ہو
جائیں گے آپ کے دل کی کوئی بھی آرزو ناتمام نہ رہے گی۔
اے محمد ﷺ! ہر شخص میری رضا تلاش کرتا ہے اور میں آپ کی رضا
کا خواہاں ہوں۔

آپ جواباً فرمائیں گے اے میرے رب میں اس وقت تک راضی نہیں
ہونگا جب تک میری اُمت کا ایک بھی گنہگار بغیر بخشش کے رہے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی گنہگاروں کے لیے اُمید و بشارت
بہم پہنچاتی ہے۔ لیکن چونکہ مہمان عزیز ہوگا اس لیے مہمان کے طفیلی بھی عزت کی

Marfat.com

نگاہ سے دیکھے جائیں گے۔

حضرت زید بن ارقم کے علاوہ چودہ دوسرے صحابہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ:

میری شفاعت روز قیامت حق ہے جو اس بات پر ایمان نہ لائے گا وہ اس کا حقدار بھی نہ ہوگا۔

غرض حضور ﷺ کی شفاعت تمام اُمت کے لیے عام ہوگی۔ بلکہ ساری مخلوقات کے لیے یہ شفاعت کی جائے گی چنانچہ خاص کر اہل مدینہ کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر مبارک کی زیارت کرنے والوں کے لیے اور حضور پرنور ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھنے والوں کے لیے یہ شفاعت خصوصیت کے ساتھ کی جائے گی۔

مدارج النبوّت میں مرقوم ہے کہ:

جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کو لعنتی قرار دیا تو ایک زبردست فرشتہ اس پر مسلط کر دیا تا کہ اس کی گردن پر مکے مارتا رہے۔ ان مکوں سے ابلیس چلاتا تھا۔ اس کے چہرے پر طمانچوں کے نشان دوسرے دن تک نظر آتے حتیٰ کہ سرکار دو عالم ﷺ دنیا میں تشریف فرما ہوئے اور وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کی آیت کریمہ نازل ہوئی تو ابلیس نے رو کر بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ میں بھی عالمین میں سے ہوں مجھے بھی رحمت رسالتماب ﷺ سے کچھ حصہ ملنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو حکم دیا کہ آج کے بعد اس ملعون پر مکے نہ مارے جائیں اس طرح اسے بھی رحمت رسالتمآب ﷺ سے کچھ حصہ ملا۔

جب شیطان کو رحمت دو عالم ﷺ سے نجات عذاب ہو سکتی ہے تو حضور ﷺ پر ایمان لانے والے مومن کو حضور ﷺ کی محبت اور متابعت کے بدلے دوزخ کے عذاب سے کیونکر نجات نہ ملے گی۔

Marfat.com

اذان میں انگوٹھے چومنے کا بیان

حضور احمد مجتبیٰ ﷺ کے اسم گرامی کو سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا اور درود شریف پڑھنا اہل محبت کا نذرانہ اور تعظیم و ادب کا ایک انداز ہے۔

انبیاء میں حضرت آدم علیہ السلام اور صحابہ کرام میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت امام حسن ؓ کی سنت ہے۔

حدیث شریف میں اس مبارک عمل کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ شیخ الاسلام تاج الدین سُبکی نے طبقات الشافعیہ الکبریٰ میں لکھا ہے کہ:

حضرت آدم علیہ السلام جب جنت میں حضور ﷺ کی ملاقات کے مشتاق ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک محمد رسول اللہ ﷺ کے جمال کو ان کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں جلوہ گر فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرط محبت سے بوسہ دے کر اپنی آنکھوں سے لگایا اور کہا۔

قُرَّۃُ عَینِی بِکَ یا رسول اللہ ﷺ

پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی پھر جبرائیل علیہ اسلام نے یہ قصہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص ہمارا نام اذان میں سُنے اور اپنے دونوں انگوٹھے آنکھوں پر رکھے تو ہم اس کو قیامت کی صفوں میں تلاش فرمائیں گے اور اس کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔

مقاصد حسنہ فی الاحادیث میں امام سخاوی ؒ فرماتے ہیں:

ویلمی نے فردوس میں حضرت ابو بکر صدیق ؓ سے روایت کی ہے کہ جب بھی صدیق اکبر ؓ سرکار دو عالم ﷺ کا اسم گرامی اذان میں سنتے تو اپنے کلمے کی انگلی کے باطنی حصوں کو چومتے اور آنکھوں سے لگاتے۔

یہ دیکھ کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو کوئی میرے اس پیارے کی طرح

Marfat.com

کرے گا اُس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگی۔

حضرت خضرؑ سے روایت ہے کہ
جو شخص مؤذن کو یہ کہتے ہوئے سُنے۔ اَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو کہے۔ مَرْحَبَا بَحَبِیْبِی زَ قُرَّۃُ عَیْنِی مُحَمَّدًا بن عبداللّٰہ۔ پھر اپنے انگوٹھے چومے اور آنکھوں سے لگائے تو اس کی آنکھیں دُکھنے سے محفوظ رہیں گی۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ جو شخص۔اَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سن کر یہ کہے۔

مَرْحَبَا بَحَبِیْبِی وَ قُرَّۃُ عَیْنِی مُحَمَّدُ بن عبداللّٰہ ﷺ

اور اپنے انگوٹھے چوم لے اور آنکھوں سے لگائے تو کبھی اندھا نہ ہوگا اور نہ کبھی اُسکی آنکھیں دکھیں گیں۔

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کا اسم شریف سن کر قُـرَّۃُ عَیْنِی بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ کہتے ہوئے انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا باعث خیر و برکت ہے اور اس مبارک عمل پر مداومت کرنے سے حسب ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

- ☆ یہ عمل کرنے والا آنکھ دُکھنے سے محفوظ رہے گا۔
- ☆ انشاء اللہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔
- ☆ اس کے عامل کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت نصیب ہوگی۔
- ☆ اس کو حضور نبی کریم ﷺ خود قیامت کی صفوں میں سے تلاش فرما کر اپنے پیچھے جنت میں داخل فرمائیں گے۔

Marfat.com

ایصال ثواب کی شرعی حیثیت

قرآن کریم کا ارشاد گرامی ہے:

نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔

مسلم شریف کی ایک روایت ہے فرمایا نبی کریم ﷺ نے تم میں جس سے ہو سکے اپنے مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچائے تو ضرور پہنچائے۔

مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب جسم و روح کا تعلق ختم ہو جائے۔ مرنے والوں کا زندوں سے تعاون نفع رسانی و خیر خواہی بظاہر ختم نظر آئے تو زندوں کے نیک اعمال سے مردوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے یا نہیں اور دینی و روحانی تعلق باقی رہتا ہے یا نہیں۔ میّت کے ورثاء، عزیز و احباب بلکہ تمام مسلمانوں کے نیک اعمال سے مردے فیض پاتے ہیں یا نہیں۔

ہمارے نزدیک

شریعت اسلامیہ اس کا جواب اثبات میں دیتی ہے یعنی ہاں زندوں کے اعمال سے مُردوں کو فائدہ پہنچتا ہے اور زندوں کے ایصال ثواب سے مُردے فیض پاتے اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ کسی بھی مسلمان میّت کو ایصال ثواب کرنا نہ صرف شرعی اعتبار سے جائز ہے بلکہ مستحسن ہے اور جس چیز کی اصل شرع شریف میں موجود ہو وہ بدعت قبیحہ کیونکر ہو سکتی ہے۔ اسلام میں ایصال ثواب ایک مستحسن عمل ہے۔ ایصال ثواب کا معنی یہ ہے کہ بندہ اپنے کسی نیک عمل کے ثواب میں کسی دوسرے مسلمان بھائی کو بھی شامل کرے۔ قرآن و سنت میں متعدد مقامات پر مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ نیک عمل کے ثواب میں بھی ایثار سے کام لیں۔ قرآن مجید میں ایسے بندوں کی ان الفاظ میں تعریف کی گئی ہے۔

يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَ بِالْاِيْمَانِ (پ28)

Marfat.com

نیک بندوں میں یہ صفت بھی شامل ہے کہ یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں اور ہمارے سابقہ تمام مسلمانوں کو معاف فرما۔ بلکہ قرآن مجید نے درج ذیل دعا کی بھی تلقین کی ہے۔

''اے اللہ مجھے میرے والدین اور تمام مسلمانوں کو قیامت کے دن معاف فرما''

فقط اپنے لیے دعا کرنا اور دوسروں کو شامل دعا نہ کرنا بُخل ہے۔ حدیث میں ہے حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک اعرابی نے یوں دعا کی:

اے اللہ مجھ پر اور میرے رسول ﷺ پر رحم فرما

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو نے اللہ کی وسیع رحمت کو محدود کر دیا۔ یعنی جس طرح اللہ کی رحمت اپنے لیے مانگتے ہو دوسروں کے لیے بھی مانگا کرو۔ دعا عبادت کا مغز ہوتی ہے اس کے ذریعے دوسروں کو فائدہ پہچانا جائز ہے۔

ایصال ثواب کی اہمیت از رُوئے حدیث

فرمایا نبی کریم ﷺ نے جو گیارہ مرتبہ قل ھو اللہ پڑھ کر اس کا ثواب مُردوں کو پہنچائے تو مُردوں کی گنتی کے برابر اسے ثواب ملے گا۔

(درمختار بحث قرات المیتہ باب الدفن شرح الصدور ص 130)

حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں حضور نبی کریم نے فرمایا مُردے کی حالت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریاد کرنے والے کی طرح ہوتی ہے۔ وہ انتظار کرتا ہے کہ اُس کے باپ ماں بھائی یا دوست کی طرف سے اُس کو دعا پہنچے اور جب اُس کو کسی کی دعا پہنچتی ہے تو وہ دعا کا پہنچنا اُس کو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتا ہے اور بے شک اہل زمین کی دعا سے اہل قبور کو پہاڑوں کی مثل اجر و رحمت عطا کرتا ہے اور زندوں کا تحفہ مُردوں کی طرف یہی ہے کہ اُن کے لیے بخشش کی دعا کی جائے۔

Marfat.com

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن پہاڑوں جیسی نیکیاں انسان کے اعمال سے لاحق ہوں گی تو وہ کہے گا یہ کہاں سے ہیں تو فرمایا جائے گا کہ یہ تمہاری اولاد کے استغفار کے سبب سے ہیں جو تمہارے لیے کیا گیا۔

(بخاری و شرح الصدور 127)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم ﷺ نے:

میری اُمت اُمت مرحومہ ہے وہ قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی اور جب قبروں سے نکلے گی اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کے استغفار کی وجہ سے اس کو گناہوں سے پاک وصاف کر دے گا۔ (شرح الصدور ص 128)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جو شخص قبرستان جائے پھر ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ اور قل ھو اللہ، سورۃ التکاثر پڑھ کر کہے۔ اے اللہ! میں نے تیرے کلام میں سے جو کچھ پڑھا اس کا ثواب میں نے ان قبروں والے مومنین اور مومنات کو بخشا تو وہ تمام مُردے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے لیے شفارش کرتے ہیں۔ (شرح الصدور ص 130)

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

کہ جب تم مقابر یعنی قبرستان جاؤ تو سورۃ فاتحہ اور معوذتین اور سورۃ اخلاص پڑھو اور ان کا ثواب اہل مقابر کو پہنچاو کیونکہ وہ اُن کو پہنچتا ہے۔ (شرح الصدور ص 130)

امام نودیؒ فرماتے ہیں:

زیارت قبور کے لیے مستحب یہ ہے کہ جتنا اس سے ہو سکے قرآن پڑھے اور اہل قبور کے لیے دعا کرے۔

Marfat.com

تمام شافعی حضرات بھی اس بات پر متفق ہیں اور اگر قبر پر قرآن مجید ختم کیا جائے تو اور بھی افضل ہے۔ (شرح الصدور ص 130)

حضرت مالک بن دینار اولیاء کبار میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کی رات کو قبرستان میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہاں ایک نور چمک رہا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کو بخش دیا ہے۔ غیب سے آواز آئی اے مالک بن دینار یہ مسلمانوں کا تحفہ ہے جو انھوں نے اہل قبرستان کو بھیجا ہے۔ میں نے کہا تمہیں خدا کی قسم ہے مجھے بتاؤ مسلمانوں نے کیا تحفہ بھیجا ہے۔

آواز آئی ایک مومن مرد نے رات قبرستان میں قیام کیا۔ تو اُس نے وضو کر کے دو رکعتیں پڑھیں اور ان دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری میں سورۃ اخلاص پڑھی اور کہا اے اللہ ان دو رکعتوں کا ثواب میں نے ان تمام قبروں والے مومنین کو بخشا۔ پس اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ روشنی اور نور بھیجا ہے اور ہماری قبروں میں کشادگی اور فرحت پیدا فرما دی ہے۔

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں:

اس کے بعد میں ہمیشہ دو رکعتیں پڑھ کر ہر جمعرات میں مومنین کو بخشتا۔ ایک رات میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ فرمایا اے مالک بن دینار بیشک اللہ نے تجھ کو بخش دیا۔ جتنی بار تو نے میری اُمت کو نور کا ہدیہ بھیجا ہے اُتنا ہی اللہ نے تیرے لیے ثواب لکھا ہے اور اللہ نے تیرے لیے جنت میں ایک مکان بنایا ہے جس کا نام منیف ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ منیف کیا ہے۔ فرمایا وہ ایسی چیز ہے جس پر اہل جنت بھی جھانکیں گے۔ (شرح الصدور ص 128)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جب سعد ابن معاذؓ کی وفات ہوئی تو ہم نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ان کی نماز جنازہ پڑھی پھر اُن کو قبر میں اُتار کر مٹی ڈال دی گئی۔ بعد ازاں حضور اکرم ﷺ نے تکبیر و تسبیح پڑھی

Marfat.com

شروع کر دی۔ ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیا۔ دیر تک پڑھتے رہے تو کسی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے تسبیح و تکبیر کیوں پڑھی۔ فرمایا اس نیک بندے پر اس کی قبر تنگ ہو گئی تھی۔ ہماری تسبیح و تکبیر کے سبب سے اللہ نے اس کو فراخ کر دیا۔ (مشکوٰۃ ص 26)

اس حدیث سے حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کا قبر پر تسبیح و تکبیر پڑھنا پھر اس کے ایصال ثواب سے صاحب قبر کو فائدہ پہنچنا اظہر من الشمس ہے۔ ان تمام روایات و احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں ایصال ثواب محبوب و مطلوب ہے بلکہ حضور نبی کریم ﷺ کا دائمی عمل ہے۔ پھر جس کام کو نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں کیا اور اس کے کرنے کو پسند فرمایا وہ بدعت قبیحہ کیسے ہو سکتی ہے۔ لہٰذا تمام بدنی اور مالی عبادات کا ثواب دوسرے مسلمانوں کو بخشنا جائز ہے۔ جسکا ثبوت قرآن و حدیث اور اقوال فقہا سے ثابت ہے۔

فاتحہ سے کیا مراد ہے؟

کلمہ گو فرقوں میں ایک فرقہ گزرا ہے جو معتزلہ کے نام سے مشہور ہوا۔ اگرچہ اس فرقے کا آج کہیں نام و نشان باقی نہیں لیکن اس گروہ کے بہت سے عقائد کو بعد میں پیدا ہونے والے گمراہ فرقوں نے آپس میں تقسیم کر لیا۔ معتزلہ کے نزدیک زندوں کے ایصال ثواب سے مُردوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ آج بھی بعض افراد یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ مسلمان کو دنیا سے جانے کے بعد قرآن مجید کے تلاوت یا کلمہ شریف، درود شریف کی قرأت اور دوسرے اعمال صالحہ کا تنہا یا کھانے کپڑے کے ساتھ جو ثواب پہنچایا جاتا ہے عرف عام میں اسے فاتحہ کہتے ہیں۔ کہ اس میں سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ شامی دُرِمختار میں درج ہے:

جو ممکن ہو قرآن پڑھے سورۃ فاتحہ، سورۃ بقرہ کی اول آیات آیۃ الکرسی

Marfat.com

امن الرسول ، سورۃ یٰسین، سورۃ ملک، سورۃ تکاثر اور سورۃ اخلاص بارہ یا گیارہ مرتبہ سات یا تین دفعہ پڑھے پھر کہے یا اللہ جو کچھ میں نے پڑھا اس کا ثواب فلاں کو یا فلاں لوگوں کو پہنچا دے۔

اس عبارت میں فاتحہ مروجہ کا پورا طریقہ بیان ہوا ہے یعنی مختلف جگہ سے قرآن پڑھنا پھر ایصال ثواب کی دعا کرنا اور دعا میں ہاتھ اُٹھانا سنت ہے۔

چنانچہ ایصال ثواب یعنی قرآن مجید، درود شریف، کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض ہر قسم کی مالی یا بدنی عبادات اور ہر عمل نیک و نفل کا ثواب مُردوں کو پہنچا سکتے ہیں اُن کو ضرور پہنچے گا اور پڑھنے والے کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ یہ جو بعض کتب میں درج ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر ہاتھ اُٹھا کر قرآن کریم وغیرہ پڑھنا اور ثواب بخشنا ہندوؤں کا طریقہ ہے۔ یہ بات محض جہالت و گمراہی پر مبنی ہے کہاں قرآن حکیم کی تلاوت اور کہاں ویدوں کی پڑھنت :لا حول ولا قوۃ

کھانا سامنے رکھ کر ایصال ثواب کرنے کی سند احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں بہت سی روایات موجود ہیں کہ حضور ﷺ نے کھانا سامنے رکھ کر صاحب طعام کے لیے دعا کی بلکہ حکم دیا کہ دعوت کھا کر میزبان کو دُعا دو۔ اس طرح مشکوٰۃ باب آداب طعام میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کھانے سے فارغ ہوتے تو فرماتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا كَثِيْرًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مُكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًا عَنْهُ رَبَّنَا

اس سے معلوم ہوا کہ کھانا کھانے کے بعد دو چیزیں مسنون ہیں اول حمد الٰہی کرنا، دوم صاحب طعام کے لیے دعا کرنا اور فاتحہ میں یہ دونوں باتیں موجود ہیں۔ رہا کھانا سامنے رکھ کر دعا کرنا۔ اس بات کی سند بھی متعدد احادیث میں ملتی ہے۔ مشکوٰۃ باب المعجزات فصل دوم میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں:

میں کچھ چھوہارے حضور ﷺ کی خدمت میں لایا اور عرض کیا کہ

Marfat.com

اس کے لیے دعائے برکت فرما دیں۔ آپ ﷺ نے ان کو ملایا اور دعائے برکت کی۔

مشکوۃ باب المعجزات فصل اول میں ہے کہ

غزوہ تبوک کے موقع پر لشکر اسلام میں کھانے کی کمی ہوگئی۔ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ جس کے پاس جو کچھ ہے لاؤ۔ سب حضرات کچھ نہ کچھ لائے۔ دسترخوان بچھایا گیا سب کچھ اس پر رکھ دیا گیا۔ پھر حضور ﷺ نے اس پر دعا فرمائی اور فرمایا اب اسکو برتنوں میں رکھ لو۔

اس قسم کی بہت سی روایات پیش کی جاسکتی ہے۔ مگر طوالت کے سبب اتنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ فاتحہ درحقیقت دو عبادتوں کے مجموعے کا نام ہے۔ اول تلاوت قرآن کریم، دوم صدقہ وخیرات۔ جب یہ دونوں کام الگ الگ جائز ہیں تو جمع کرنا کیونکر حرام ہوگا۔

بریانی کھانا کہیں بھی ثابت نہیں مگر حلال ہے۔ اس لیے کہ بریانی چاول گوشت گھی وغیرہ کا مجموعہ ہے اور جب اس کے سارے اجزاء حلال ہیں تو بریانی بھی حلال ہوئی۔ نیز جس کے لیے دعا کرنا ہو اس کو سامنے رکھ کر دعا کرنا چاہئے۔ جنازے میں میت کو سامنے رکھ کر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ کیونکہ اسی کے لیے دعا کرنا مقصود ہے۔ اسکو سامنے رکھ لیا۔ کھانے کو سامنے رکھ کر دعا کرنے میں کونسی خرابی ہے۔

اس طرح قبر کے سامنے کھڑے ہو کر دعا پڑھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے اپنی اُمت کی طرف سے قربانی فرما کر مذبوحہ جانور سامنے رکھ کر پڑھا۔ اے اللہ یہ قربانی میری اُمت کی طرف سے ہے۔

حضرت خلیل اللہ نے کعبہ کی عمارت سامنے رکھ کر دعا کی رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا موجود دور میں بھی مسلمان عقیقہ کا جانور سامنے رکھ کر دعا پڑھتے ہیں لہٰذا اگر فاتحہ میں کھانا سامنے رکھ کو ایصال ثواب ہو تو کیا حرج ہے۔

Marfat.com

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے یہاں بہت اچھی بات اپنے رسالہ فیصلہ ہفت مسائل میں لکھی۔ وہ فرماتے ہیں:

سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر کسی مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کر لی۔ متاخرین (پہلی صدی کے بعد والے علما) میں سے کسی کو خیال گزرا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے۔ اس لیے یہاں اگر زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا لفظ اس کا مشار الیہ (یعنی جسکی طرف اشارہ کیا گیا ہو) اگر رو برو موجود ہو تو زیادہ اطمینان قلب ہو چنانچہ کھانا رو برو لانے لگے۔ کسی کو خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھ لیا جائے تو قبولیت دعا کی بھی اُمید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا۔

قرآن مجید کی بعض سورتیں جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں بھی پڑھی جانے لگیں۔ کسی کو خیال آیا کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے۔ پانی پلانا بڑا ثواب ہے۔ لہٰذا پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا اور یہ ہیئت کذائیہ (موجودہ صورت) حاصل ہوگئی۔ یہ ہے فاتحہ مروجہ جسے بعض حضرات حرام، بدعت اور گناہ بتاتے ہیں اور ساری اُمت مرحومہ کو بدعتی ٹھہراتے ہیں۔

بعض مسلمان گائے بکرا یا مرغ پالتے ہیں تاکہ اُن کو ذبح کر کے کھانا پکوا کر اولیاء کرام کی روح کو ایصال ثواب کیا جائے گا۔ ایسا کرنا بالکل جائز ہے اور جانور بھی حلال۔ مسلمانوں کے متعلق یہ خیال کرنا کہ اس نے اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت یا تقریب کی نیت کی محض ہٹ دھرمی اور بدگمانی ہے۔

عقیقہ، ولیمہ، ختنہ وغیرہ کی تقریبوں میں جس طرح جانور ذبح کیے جاتے ہیں بعض اوقات پہلے ہی نامزد اور متعین کر لیے جاتے ہیں کہ فلاں موقع یا فلاں کام کے لیے ذبح کیا جائے گا۔ جس طرح یہ حرام نہیں وہ بھی حرام نہیں۔ کہ بوقت

Marfat.com

ذبح تو ان پر فقط اللہ عزوجل کا نام لیا جاتا ہے کسی اور کا نہیں۔

حدیث شریف میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ خود بہ نفس نفیس بکری ذبح فرماتے اور اس کے ٹکڑے حضرت خدیجہ ؓ کی سہیلیوں میں تقسیم فرما دیتے۔

جب حضرت سعدؓ کی والدہ کا انتقال ہوا تو آپ نے حضور نبی کریم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ سعد کی یعنی میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ کونسا صدقہ افضل ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا پانی۔ حضرت سعد نے کنواں کھدوایا اور اعلان کر دیا کہ

هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ   کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے

اس حدیث میں یہ بات نہایت ہی قابل غور ہے کہ حضرت سعدؓ جیسی جلیل القدر شخصیت فرما رہی ہے کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے۔ یعنی اُن کی روح کو ایصال ثواب پہنچانے کی غرض سے بنوایا گیا ہے۔ اس سے صراحتہً ثابت ہوا کہ جسکی روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے کوئی صدقہ و خیرات کی جائے اگر اس صدقے خیرات یا نیاز پر مجازی طور پر اس کا نام لیا جائے یعنی یوں کہا جائے کہ یہ سبیل حضرت امام حسینؓ اور شہدائے کربلا کے لیے ہے یا یہ کھانا صحابہ کرام، اہل بیت یا غوث الاعظم و دیگر اولیاء کرام کے لیے ہے تو ہرگز ہرگز اس سبیل کا پانی اور وہ کھانا اور نیاز حرام نہ ہوگا۔ ورنہ پھر یہ کہنا پڑے گا کہ اس کنویں کا پانی حرام تھا (معاذ اللہ)۔ حالانکہ اُس کنویں کا پانی نبی کریم ﷺ نے پیا پھر صحابہ کرام تابعین تبع تابعین اور اہل مدینہ نے پیا۔ جس کنویں کے متعلق یہ کہا گیا یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔ اُس کنویں کا پانی نبی کریم ﷺ کے نزدیک حلال وطیب ہے تو جس سبیل کے متعلق کہا جائے یہ امام حسینؓ کے لیے ہے یا یہ کھانا یا نیاز غوث الاعظم محبوب سبحانیؒ کے لیے ہے تو وہ مسلمانوں کے نزدیک بھی حلال وطیب ہے۔

وہ کھانا جو حضرات انبیاء کرام و مرسلین اور اولیاء کرام کی ارواح طیبہ کو نذر کیا جاتا ہے اور امیر غریب سب کو بطور تبرک دیا جاتا ہے اس نیاز کا کھانا سب

Marfat.com

کے لیے بلا تکلف روا ہے اور باعث خیر و برکت ہے۔ کیونکہ برکت والوں کی طرف جو چیز نسبت کی جاتی ہے اس میں برکت آ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان اسے تبرک جانتے ہیں اور ایسے کھانوں کی تعظیم کا اہتمام کرتے ہیں۔ اولیاء کرام کی نذر و نیاز تبرک ہے اسے فقیر بھی کھائیں اور غنی بھی۔ اگر نیت بخیر ہو تو دین و دنیا میں اس کی برکتیں بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

ماہانہ محفل ایصال ثواب حضرت سیدنا غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا غوث اعظم کے ایصال ثواب کے لیے تلاوت کرنا، صدقات و خیرات کرنا اور غریبوں، مسکینوں کو کھانا کھلانا، عرس کا انعقاد اور آپ کے لیے دعا کرنا، جسے گیارھویں شریف کے نام سے تعبیر کرتے ہیں محض ایصال ثواب کی ایک صورت ہے، بلکہ آپ کے احسان کا بدلہ احسان کے ساتھ ادا کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔ لہٰذا جائز اور باعث برکت ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ سیدنا غوث اعظمؓ کے یوم وصال (عرس مبارک) پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کہ ہمارے ہاں ہندوستان میں آپ کا عرس ربیع الثانی کی گیارہ تاریخ کو منعقد ہوتا ہے اور سیدنا غوث اعظمؓ کا جو خانوادہ یہاں آکر آباد ہوا ہے وہ بھی اس دن آپؓ کی بارگاہ میں ایصال ثواب کرتے ہیں۔

گیارھویں شریف کے متعلق شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں:

گیارہ تاریخ کو بغداد شریف میں بادشاہ اور شہر کے تمام اکابر آپ کے روضۂ اقدس پر جمع ہوتے ہیں۔ نماز عصر کے بعد مغرب تک قرآن حکیم کی تلاوت کرتے ہیں اور حضرت غوث پاکؓ کی شان میں قصائد اور منقبت پڑھتے ہیں۔ مغرب کے بعد صاحب سجادہ درمیان میں تشریف فرما ہوتے ہیں اور انکے آس پاس مریدین حلقہ بنا کر ذکر کرتے ہیں۔ اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت

Marfat.com

طاری ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد طعام و شرینی تقسیم کی جاتی ہے اور نماز عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہو جاتے ہیں۔

اس مبارک تقریب کی ابتداء کے بارے میں امام یافعیؒ تحریر فرماتے ہیں:

گیارھویں شریف کی اصل یہ تھی کہ حضور سیدنا غوث اعظم ہمیشہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں آپ ﷺ کے وصال کے چالیس دن بعد گیارہ ربیع الثانی کو ایصال ثواب کرتے تھے۔ آپؒ کا ہدیہ بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں اس طرح مقبول ہوا کہ آپؒ پھر ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ہدیہ پیش کرتے۔ آخر رفتہ رفتہ یہی ایصال ثواب حضور سیدنا غوث اعظمؒ کی محفل گیارھویں کے نام سے مشہور ہو گیا۔

آجکل لوگ آپ کا عرس بھی گیارہ ربیع الثانی کو ہی کرتے ہیں جسے سالانہ گیارھویں کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

باقی ایصال ثواب فقط گناہوں کی بخشش کے لیے نہیں ہوتا، بلکہ نیک صالح بندوں کے درجات کی بلندی کا سبب بھی بنتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ جنت میں اپنے نیک بندے کے درجات میں اضافہ فرماتا ہے تو بندہ عرض کرتا ہے کہ اے اللہ اس کا کیا سبب ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیرے بیٹے نے تیرے لیے دعا کی ہے۔

واضح رہے کہ مریدین اور متوسلین تمام کے تمام روحانی اولاد کا درجہ رکھتے ہیں۔ رہا تاریخ وغیرہ کا ایسا تعین کہ اس کے علاوہ کسی اور دن کو ایصال ثواب جائز ہی نہ سمجھا جائے درست نہیں۔ البتہ کوئی دینی حکمت اور مصلحت ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

بزرگان دین کے لیے ایصال ثواب کی معین تاریخیں محض عمل میں باقاعدگی اور مداومت پیدا کرنے کے لیے ہوتی ہیں اور مزید یہ کہ ان کی تاریخ

Marfat.com

وصال میں انکی ارواح کی خدمت میں ایسے صدقات کا تحفہ بھیجنا زیادہ باعث برکت ہے اس لحاظ سے یہ عمل مستحب کا درجہ رکھتا ہے جس میں ثواب ہی ثواب اور برکت ہی برکت ہے۔

ایصال ثواب کے لیے حسب ذیل باتوں کا خیال رکھیں۔

یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ اولیاء کرام کو جو ایصال ثواب کرتے ہیں اُسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں۔ عام محاورہ ہے کہ بڑوں کے حضور جو ہدیہ پیش کرتے ہیں اُسے نذر کہتے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے بادشاہ نے دربار کیا اسے نذریں گزریں۔ (فتاویٰ رضویہ)

فاتحہ کے لیے جو طریقہ یا الفاظ چاہیں استعمال کریں۔ صرف اس بات کا خیال رکھیں کہ حضور اقدس ﷺ، دوسرے انبیاء کرام اور محبوبان خدا مثلاً محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور دیگر مشائخ کرام کے لیے جب ایصال ثواب کریں تو لفظ بخشنا استعمال نہ کریں۔ یہ لفظ بہت بے جا ہیں۔ پھر بخشنا بڑوں کی طرف سے چھوٹوں کو ہوتا ہے بڑوں کے حضور جب کوئی چیز پیش کرتے ہیں اُسے نذرانہ کہتے ہیں۔ نیز آداب فاتحہ کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔

حلال و طیب چیزوں پر فاتحہ دینی چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ گھر میں فاتحہ کی چیزیں پکائی جائیں۔ کیونکہ گھر کی چیزوں میں احتیاط زیادہ ہوتی ہے۔ اور ایسی چیزوں پر فاتحہ دلائی جائے جو خود کو پسند ہوں یا عام طور پر ہر شخص پسند کرتا ہو۔ مثلاً حلوہ، مٹھائی، کھیر اور ایسی چیزیں جن میں شکر پڑتی ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"مومن میٹھے ہیں اور میٹھی چیزوں کو پسند کرتے ہیں"

اسی طرح گوشت ہے گوشت کو بھی نبی کریم ﷺ نے پسند فرمایا۔ میٹھے پھل، شہد، شربت، دودھ، پلاؤ زردہ، حلیم وغیرہ ان میں سے کوئی ایک شے یا سب ہوں بلکہ جس کے لیے ایصال ثواب یا نیاز کرنا مقصود ہو اُسکی پسندیدہ چیز کو سرفہرست رکھیں۔ جس جگہ ایصال ثواب کیا جائے وہاں لوبان یا اگربتی بھی سلگائی جائے تو بہتر ہے۔

Marfat.com

ترتیب ختم شریف

الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا
عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ
الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۝ وَاِنْ كُنْتَ
مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ
اِنِّىْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
رَاَيْتُهُمْ لِىْ سٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ يٰبُنَىَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ
عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ط اِنَّ الشَّيْطٰنَ
لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ
وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ
وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ
اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ط اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ
عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ
عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِىَ دِيْنِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝
وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط
قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ
وَلَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۚ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط
قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ
وَلَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۚ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط
قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ وَمِنۡ شَرِّ
غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ۙ
وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۚ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط
قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِکِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ
مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ الۡخَنَّاسِ ۙ الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ
صُدُوۡرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۚ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ مٰلِکِ
یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۙ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ۙ
اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ
عَلَیۡهِمۡ ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ۚ (آمین)

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط
آلٓمٓ ٥ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ٥
الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا
رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ٥ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ
وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ج وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ٥
اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ٥

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ٥ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَالرَّحْمٰنُ
الرَّحِيْمُ ط

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ
يَحْزَنُوْنَ٥

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ط

دَعْوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا
سَلٰمٌ ط وَاٰخِرُدَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعَالَمِيْنَ٥

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ٥

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍمِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ
اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْماً٥

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْ صَلُّوْ عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْ تَسْلِيْماً٥

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّتِهٖ مِّأْتَه اَلْفَ اَلْفِ مَرَّاةٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ ط دَافِعِ الْبَلَآءِ وَالْوَبَآءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ ط اِسْمُهٗ مَكْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ فِى اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ط سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ ط جِسْمُهٗ مُقَدَّسٌ مُّعَطَّرٌ مُّطَهَّرٌ مُّنَوَّرٌ فِى الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ ط شَمْسِ الضُّحٰى بَدْرِ الدُّجٰى صَدْرِ الْعُلٰى نُوْرُ الْهُدٰى كَهْفِ الْوَرٰى مِصْبَاحِ الظُّلَمِ ط جَمِيْلِ الشِّيَمِ شَفِيْعِ الْاُمَمِ صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ ط وَاللّٰهُ عَاصِمُهٗ وَجِبْرِيْلُ خَادِمُهٗ وَالْبُرَاقُ مَرْكَبُهٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُهٗ وَسِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى مَقَامُهٗ وَقَابَ قَوْسَيْنِ مَطْلُوْبُهٗ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُهٗ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُهٗ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ خَاتَمِ النَّبِيّٖنَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ اَنِيْسِ الْغَرِيْبِيْنَ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ رَاحَةِ الْعَاشِقِيْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِيْنَ شَمْسِ الْعَارِفِيْنَ

Marfat.com

سِرَاجِ السَّالِكِيْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِيْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ
وَالْغُرَبَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ
اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ وَسِيْلَتِنَا فِي الدَّرَيْنِ صَاحِبِ قَابَ
قَوْسَيْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبِّ الْمَغْرِبَيْنِ
جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ مَوْلٰنَا وَمَوْلٰى الثَّقَلَيْنِ اَبِي
الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدُاللّٰهِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ يَاَايُّهَا
الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِهٖ

بلغ العلیٰ بکمالہٖ
کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ
صلو علیہ و آلہٖ

صَلُّوْعَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمَاط
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّتِهٖ مِّأتَه اَلْفَ اَلْفِ مَرَّاةٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

شجرہ طریقت سلسلہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ

رَبَّنَا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے واسطے
مشکلیں آسان کر مشکل کشاؓ کے واسطے

ہم حسن بصریؒ مجدد ہم حبیب عجمی فقیرؒ
خواجہؒ داوٗد طائیؒ راہنما کے واسطے

حضرتِ معروف کرخیؒ، سری سقطیؒ نامدار
ہم جنیدؒ و شیخ شبلیؒ مقتدا کے واسطے

بہرِ عبدالواحدؒ و ہم بوالفرح طرطوسیؒ
بُو الحسن ہنکارویؒ سرِ بقا کے واسطے

بادشاہِ دین و دنیا پیشوائے کاملاں
بُوسعیدؒ و آفتاب اولیاء کے واسطے

از طفیل پیرِ پیراں دستگیرِ بے کساں
غوث اعظمؒ یادگارِ مصطفےٰ کے واسطے

جانشین غوث اعظم سید عبدالوہابؒ
سیدِ صوفیؒ امام الاتقیاء کے واسطے

سیدِ احمدؒ چراغِ خاندانِ بوترابؒ
سیدِ مسعودؒ حلبی باصفا کے واسطے

حضرتِ سید علیؒ نام و نشاں پنجتن
سید شہ میرؒ فخر اولیاء کے واسطے

نورِ عینِ شیرِ یزداں راحتِ قلبِ حسنؓ
پیر شمس الدینؒ آلِ مرتضیٰ کے واسطے

حضرتِ سید محمد غوثؒ، اُچی دستگیر
حضرتِ سید مبارکؒ اولیاء کے واسطے

از طفیلِ حضرتِ معروفؒ نورِ معرفت
شاہ سلیمانؒ سر گروہِ اولیاء کے واسطے

گنج بخشِ فیضِ عالم دستگیرِ خاص و عام
نوشہؒ و حاجی محمد حق نما کے واسطے

ہاشمِ دریا دلؒ و آں جانشینِ گنج بخشؒ
حضرتِ دُولا سعیدؒ و پارسا کے واسطے

حضرتِ عبدالرسولؒ و ہم محمد نیکؒ پیر
ہم غلام حسنینؒ فخرِ اولیاء کے واسطے

دلبر دریا دل و چشم و چراغِ گنج بخشؒ
چنبیؒ والے چشمۂ جودوسخا کے واسطے

عاشقِ حق، مردِ کامل پیر سلطانِ علیؒ
ملک شاہؒ و مرکزِ مہر و وفا کے واسطے

مخزنِ جود و سخاوت حضرتِ ہادی حسینؒ
آفتابِ علم و عرفاں خوش ادا کے واسطے

رہبرِ راہِ ہدایت عاشقِ ربِّ جلیل
حضرتِ ایوبؒ مردِ پارسا کے واسطے

حضرتِ محبوبؒ فخرِ خاندانِ گنج بخشؒ
مرشد و مولا و آقا رہنما کے واسطے

کر کرم ناصر پہ بھی یا رحمۃ للعالمین ﷺ
وارثانِ سلسلہ نوشاہیہ کے واسطے

Marfat.com

دُعا

پھر دونوں ہاتھ اُٹھا کر پہلے تین دفعہ درود شریف پڑھیئے اور بارگاہ الٰہی میں یوں عرض کریں اے اللہ! نعت خوانی ، ذکرو اذکار، قصیدہ غوثیہ و شجرہ طریقت قیام، درود و سلام ، نفل نماز ، تلاوت قرآن مجید ، ختم شریف ، تبرکات طعام ، شرینی ، پھل، فروٹ غرضیکہ اے مولا کریم جو کلمات طیبات پہلے یا اس محفل میں پڑھے سُنے گئے ان میں جو بھی غلطیاں خامیاں ہوئی ہیں ان کو اپنے فضل سے معاف فرما اور ہمیں ان کی اصلاح کی توفیق بخش۔

اے رب کریم:

اپنے محبوب مکرم کے صدقے اس کلام اور طعام کو قبولیت کا درجہ عطا فرما اور اپنے فضل و رحمت سے ثواب عنایت کر کہ اس ثواب کو بخدمت اقدس حضور احمد مجتبٰی محمد مصطفٰی ﷺ کی بارگاہ عالی میں ہدیتہً ،محبتہً ، نذرانتہً پہنچا۔ آپ ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے جملہ انبیاء کرام کو پہنچا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات، اہل بیت کرام ، خلفائے راشدین ، شہدائے کربلا جملہ صحابہ کرام ، تابعین اور تبع تابعین کو پہنچا۔

جملہ مشائخ طریقت وسلسلہ:

خاص الخاص بانی سلسلہ قادریہ محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی سید محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کو اس کلام پاک کا ثواب نذرانتہً پہنچا۔ آپ کی ازواج ، والدین کریمین جملہ اولاد و خلفاء کو پہنچا۔

خاص الخاص:

سید عبدالوہابؒ کو اس کلام پاک کا ثواب نذرانتہً پہنچا۔

Marfat.com

شاہ محمد غوث اُچی دستگیر سید مبارک حقانیؒ کو نذرانۂ پہنچا۔
حضرت سخی سید معروفؒ خوشابی ، حضرت سخی شاہ سلیمان نوری حضوری کو اس کلام پاک کا ثواب نذرانۂ پہنچا۔
بانی سلسلہ نوشاہیہ امام العارفین حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادریؒ کی خدمت میں اس کلام پاک کا ثواب نذرانۂ پہنچا۔
آپ کی زوجہ محترمہ، والدین ماجدین جملہ اولاد عزیز و اقارب و جملہ خلفاء خاص الخاص پیر محمد سچیار اور شاہ عبدالرحمٰن کو اس کلام پاک کا ثواب نذرانۂ پہنچا۔
خاص الخاص۔ سند نوشہ گنج بخشؒ کے سجادہ نشین حضرت محمد ہاشم دریا دلؒ کو اس کلام پاک کا ثواب نذرانۂ پہنچا۔ نوشہ ثانی دُولا محمد سعید ، عبدالرسول صاحب ، نیک عالم صاحب اور باوا غلام حسین صاحب اور آپ کی اہلیہ محترمہ کو اس کلام پاک کا ثواب نذرانۂ پہنچا۔
آفتاب پوٹھوہار:
صاحبزادہ اکبر علی شاہ المعروف حضرت چنی والی سرکارؒ کی خدمت میں اس کلام پاک کا ثواب نذرانۂ پہنچا آپ کے والدین ماجدین کو پہنچا۔
حضرت پیر سلطان علی شاہ صاحبؒ کی خدمت میں نذرانۂ پہنچا۔
حضرت پیر ملک شاہؒ صاحب کی خدمت میں نذرانۂ پہنچا۔
حضرت پیر ہادی حسین نوشاہی صاحب کی خدمت میں نذرانۂ پہنچا۔
حضرت پیر ایوب حسین شاہؒ صاحب کی خدمت میں نذرانۂ پہنچا۔
قبلہ باوا صاحب حضرت پیر محبوب حسین نوشاہیؒ صاحب کی

Marfat.com

خدمت میں نذرانۂ پہنچا۔ آپ کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں نذرانۂ پہنچا۔

اس کے علاوہ جملہ مومنین ومومنات مسلمین ومسلمات کو اس کلام پاک کا ثواب پہنچا۔

مندرجہ بالا بزرگان دین کے علاوہ قارئین جن بزرگان دین کو اپنے والدین یا عزیز واقارب میں سے کسی کو ایصال ثواب کرنا چاہیں تو ان حضرات کا نام لے کر ایصال ثواب کریں۔

پھر مندرجہ بالا بزرگوں کے طفیل رب العزت سے اپنے اور تمام حاضرین محفل کے لیے دعا کریں۔ خصوصاً ایمان پر خاتمے کی دعا ضرور کریں کیونکہ آئے دن نئے نئے فتنے اور مذہب نمودار ہو رہے ہیں اور یوں عرض کریں۔

اے اللہ:

ہمیں ہمارے ماں باپ، ہمارے اہل وعیال اور حاضرین محفل کو اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو بخش دے اور سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

اے اللہ پاک:

پیارے نبی پاک ﷺ کے صدقے اُن تمام لوگوں کو جنھوں نے اس کار خیر میں حصہ لیا اُن کی اس تمام کاوش کو قبول فرما اور اس کلام کو ہمارے لیے توشہ آخرت بنا دے۔

اے اللہ پاک:

پیارے نبی پاک ﷺ کے صدقے میں ہمارے صغیرہ کبیرہ گناہ معاف فرما دے اور ہمیں دوزخ سے بچا لے۔ ہمیں ہمارے والدین ہمارے اہل وعیال اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔

Marfat.com

اے اللہ پاک:

ہماری قبروں میں وحشت کے وقت ایک رفیق عطا فرما دے اور ہمیں قبر کے عذاب سے محفوظ رکھیو۔

اے تمام جہانوں کے مالک:

دنیا سے رُخصت ہوتے وقت ہماری زبان اور دل اُس بات کی شہادت دے رہے ہوں۔

اَشْهَدُاَنْ لَآ اِلٰـهَ اِلَا اللّٰـــــهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط

اے تمام جہانوں کے مالک ہماری دعا قبول فرما۔

(آمین یارب اللعالمین)

Marfat.com

[stamp]

کتابیات

اس کتاب کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔

صلّ علیٰ محمد: از شیخ الحدیث علامہ حبیب البشر خیریؒ

فضائل درود شریف: از شیخ الحدیث محمد زکریا

کیمیائے سعادت: از حجتہ الاسلام امام ابو حامد محمد الغزالی

روحانیتِ اسلام: از مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری

قوت القلوب: از شیخ ابو طالب محمد بن عطیہ حارثی المکی

جاء الحق: از حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمیؒ

عقیدۃ المومن: از ابو بکر جائز الجرایری

راہِ عمل: از مولانا جلیل احسن ندوی

نماز کی کتاب: از عالم فقری

نماز کی کتاب: از خواجہ محمد اسلام

اسباق الدین: از طارق بھٹی

بیعت کی تشکیل اور ترتیب از پیر عبداللطیف خان نقشبندی

فاتحہ کا طریقہ: انیس احمد نوری

زکوٰۃ و صدقات: از حاجی یعقوب شاہ

نقوش رسول نمبر: از ادارہ فروغ اردو لاہور

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com